مذہب نہیں سکھاتا آپس میں بیر رکھنا
ہندی ہیں ہم وطن ہے ہندوستان ہمارا

پیامِ محبت

مصنّفہ

پروفیسر رام سروپ کوشل - ایم - اے

ہندوستان پبلشرز - انبالہ شہر

سنہ ۱۹۴۷ء

بار سوم

قیمت
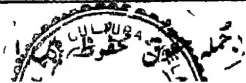
"پیام محبت"

منشی "پریم چند":-

"پیام محبت" کے لئے شکریہ قبول فرمائیے!
آپ نے واقعی یہ کتاب لکھ کر ایک نہایت اہم پبلک خدمت انجام دی ہے۔

اس وقت اور ہمیشہ اس کی ضرورت ہے۔ کہ ہم دیگر مذاہب کے اصول اور عقائد سے واقف ہوں۔ اور آپ نے اِن کا بیان کر کے باہمی نفاق کو مٹانے کے لئے جو کوشش کی ہے۔ اس سے آپ کی قوم پروری اور فراخ دلی مترشح ہوتی ہے۔

اسلام اور عیسائی مذاہب کا آپ نے نہایت وسیع النظری سے مطالعہ کیا ہے۔ اور اُن کی حقیقت تک پہنچنے کی کوشش کی ہے۔

مجھے یقین ہے۔ کہ اِس کتاب کی قدر ہوگی۔ پیام محبت جیسی کتاب ضرور مقبول ہونی چاہئے۔ ایسی جامع اور اِس کے ساتھ ہی اتنی عام فہم تصنیف میری نظر سے نہیں گزری۔

پیام محبت واقعی ایسی ہی چیز ہے۔ پھر مبارک باد قبول فرمائیے!

فہرست مضامین

ہندوستان میں بہت سی قوموں اور مذہبوں کے لوگ آباد ہیں۔ اِن میں ہندو۔ مُسلمان۔ سِکھ۔ بودھ۔ عیسائی۔ مُوسائی۔ پارسی۔ یہودی وغیرہ شامل ہیں۔ ہندوؤں کے پھر کئی حصّے ہیں۔ جیسے سناتن۔ آریہ۔ براہمو۔ رادھا سوامی۔ دیو سماجی۔ کبیر پنتھی وغیرہ وغیرہ + سناتنی ہندو بھی عقیدہ کے لحاظ سے کئی طرح کے ہوتے ہیں۔ مثلاً کوئی شِو کا بھگت ہے۔ کوئی وِشنُو کا پجاری۔ کوئی بلبھ آچاریہ کا پَیرو ہے۔ اور کوئی رامانُج کا + مُسلمان شیعہ اور سُنّی ہوتے ہیں۔ اِن دونوں کے آگے پھر چھوٹے بڑے بہتّر فِرقے ہیں + اِسی طرح سِکھ اور جَین بھی ایک قِسم کے نہیں + غرض ہمارے مُلک میں بے شُمار مذہبوں کا ایک جال سا بِچھا ہوُا ہے۔ اِتنے مذاہب کے پَیرو دُنیا کے اور کِسی مُلک

"زمانہ" کانپور:-

پروفیسر رام سروپ کوشل اُن اہلِ دل لوگوں میں سے ہیں۔ جو اپنے ملک اور بنی نوع خلق کی بھلائی کا سچا جذبہ اپنے دل میں رکھتے ہیں +

یہ امر واقعہ ہے۔ کہ ہندوستان میں جس قدر مختلف مذاہب کے پیرو ہیں۔ دنیا کے کسی ملک میں نہیں۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ بدقسمت ہندوستان آپس کے اختلاف کے باعث ہمیشہ سے غیر ملکی اقوام کا جولانگاہ بنا رہا ہے۔ اور غلامی کی لعنت میں آج تک گرفتار ہے +
محبانِ وطن اور ہمدردانِ ملک برسوں سے اس امر کی کوشش کر رہے ہیں۔ کہ کسی طرح ہندوستان کے مختلف العقائد لوگوں میں اتحاد و اتفاق ہو جائے۔ جو ملک کی ترقی و بہبودی کے لئے لازمی ہے۔ مگر آج تک اس میں کامیابی حاصل نہیں ہوئی +

اہلِ ہند کے نفاق کا باعث زیادہ تر یہی ہے۔ کہ مختلف مذاہب کے پیرو اپنے اپنے عقائد کی بنا پر ایک دوسرے سے اتحادِ عمل نہیں کرتے۔ اور اپنے مذہب کے مقابلہ میں دوسرے کو باطل مانتے ہیں۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے۔ کہ بالواسطہ یا بلاواسطہ تمام مذاہب صرف ایک معبود کی پرستش پر زور دیتے ہیں۔ اور بھلائی کرنے اور برائی سے بچنے کی تعلیم ہر مذہب میں یکساں ہے + یعنی اصل ایک ہے۔ صرف فروعات میں اختلاف ہے
اس اختلاف کا سبب ایک یہ بھی ہے کہ ایک مذہب کے پیرو دوسرے مذاہب کے بانیوں کے حالات اور اُن کی تعلیم سے عموماً ناواقف ہیں + اس ضرورت کو محسوس کر کے پروفیسر کوشل صاحب نے ہندوستان کے تمام بڑے بڑے مذاہب کے حالات اور اُن کی تعلیمات کتاب "پیامِ محبت" میں نہایت آسان زبان میں مرتب کی ہیں۔ جس سے عوام کو ان بزرگوں کے حالات پڑھنے اور اُن کی تعلیمات کو سمجھنے کا موقعہ مل گیا ہے شری کرشن، حضرت محمدؐ، گورو نانک، سوامی دیانند، حضرت مسیح، بھگوان مہاویر، بھگوان بدھ دیو، راجہ رام موہن رائے اور حضرت زرتشت کے حالات اور تعلیمات اس میں جمع کی گئی ہیں
ظاہری و باطنی دونوں صورتوں میں کتاب مطالعہ کے لائق ہے +

اختلاف رائے کی طرح اختلاف مذہب بھی ان کے باہمی میل جول - تعلقات اور محبّت کی راہ میں حائل نہیں ہوتا + اسی طرح اب بھی ہندو بچے مسلمان ہمسایوں کو اور مسلمان بچے ہندو ہمسایوں کو چچا - تاؤ - دادا - بھائی وغیرہ کہہ کر پکارتے - اُن کا ادب کرتے اور ڈر مانتے ہیں ؛

مگر آج کل مُلک کی عام حالت کیا ہے ؟ ہندو مسلمان کے خون کا پیاسا ہے - اور مسلمان ہندو کے خون کا - یہ اُس کو ایک آنکھ نہیں بھاتا - وہ اس کی صورت سے بیزار ہے + یہ چاہتا ہے - کہ ہندوستان میں نام کو بھی ایک مسلمان باقی نہ رہے - اور وہ اس کو مسلستان بنا ڈالنے کی فکر میں ہے + ہندوؤں کے رہنما ہندوؤں کو یہ اُپدیش دیتے ہیں - کہ مسلمانوں سے ہرگز کوئی سروکار نہ رکھو + مسلمانوں کے لیڈر مسلمانوں کو یہ تلقین کرتے ہیں - کہ ہندو کافر ہیں - ان سے ترک موالات کرنا ہی بہتر ہے - ان سے سودا نہ خریدو - اور نہ لین دین کرو + غرض یہ نام نہاد رہنما ایک ہی سمندر کے پانی کو پھاڑ ڈالنے کی سعیٔ لاحاصل میں نہایت سرگرمی اور دلسوزی سے مصروف ہیں + ہر دو فریق یہی سمجھتے ہیں - کہ اس سے بڑھ کر ثواب کا کام دنیا میں اور کوئی باقی ہی نہیں رہا - چنانچہ ہندو مسلمانوں میں تنا تنی جاری ہے - اور مذہب کے نام پر اس قدر لامذہبی ہو رہی ہے - کہ خدا کی پناہ !

میں نہیں پائے جاتے ۔

یہ سب لوگ جو ہندوستان میں آباد ہیں۔ آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ خواہ اِن کا مذہب یا عقیدہ کچھ ہی ہو۔ سب ہندوستان کی خاکِ پاک سے بنے ہیں۔ اور اسی میں ایک روز مِل جائیں گے۔ ہندوستان ہمارا وطن ہے۔ یہ ہماری ماں ہے۔ ہم اِسی کی گود میں پلے ہیں۔ اِسی کے کھیتوں کا طاقت بخش اناج کھا کھا کر اور اِسی کے شیریں چشموں۔ دریاؤں اور کوؤں کا حیات بخش پانی پی پی کر سب اِتنے بڑے ہوئے ہیں۔ ہمارے باپ دادا بھی اِسی مُلک کی مٹّی سے پیدا ہوئے تھے۔

ہندو اور مسلمان یہ جو ہندوستان کی دو بڑی بڑی قومیں ہیں۔ اِن کا مدّتوں سے چولی دامن کا ساتھ رہا ہے۔ دونوں ایک آسمان تلے پلے ہیں۔ دونوں ایک دُوسرے کے دُکھ درد میں شریک ہوتے رہے ہیں۔ ایک نے دُوسرے کی عزّت کو اپنی عزّت اور دُوسرے کی بے عزّتی کو اپنی بے عزّتی سمجھا ہے۔ بھائی کی خُوشی اپنی خُوشی اور بھائی کا رنج اپنا رنج سمجھا جاتا رہا ہے۔ سمجھدار ہمسایوں کی طرح دونوں ایک دُوسرے کے تیوہاروں میں شامل ہوتے تھے۔ ہندو تعزیئے بناتے تھے۔ مسلمان پھاگ کھیلتے تھے ۔

اب بھی بعض ہندو اور مسلمان ایسے ہیں۔ جو باہم شیر و شکر ہو کر رہتے ہیں۔ وہ ایک دُوسرے کو اپنا بھائی سمجھتے ہیں۔ وقت پر ایک دُوسرے کی مدد کرتے ہیں۔

کوتاہ بین آنکھیں یہ دیکھنے سے قاصر رہتی ہیں۔ کہ اِس کا انجام اُن کے حق میں کِس قدر افسوسناک اور نقصان دہ ہوگا۔ نہ ایسے جلسوں سے مسلمانوں کو فائدہ پہنچتا ہے۔ نہ ہندوؤں کو۔ ہاں ایک دُوسرے کی طرف سے دِلوں میں مَیل ضرور آ جاتا ہے۔ اِس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ چاروں طرف سے ہندو مُسلم فساد کی خبریں آتی رہتی ہیں۔

اِسی قِسم کے آج کل کے جلوس ہیں۔ اِن سے بھی ایک دُوسرے کے جذبات کو بھڑکانے کے سوا اور کچھ مقصود نہیں۔ سراسر نقصان کے سِوا اِن سے کچھ فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔ اور جو لوگ اِن میں حِصّہ لیتے یا شامل ہوتے ہیں۔ وُہ اپنے حق میں۔ اپنی قوم کے حق میں اور اپنے مُلک کے حق میں گویا کانٹے بوتے ہیں۔ جن کی فصل اُن کو۔ اور آنے والی نسلوں کو ضرور کاٹنی پڑے گی۔

ہمیں چاہیئے۔ کہ ایسے نام نہاد خُود غرض لیڈروں سے بھی جلد از جلد پہلو تہی کر لیں۔ وُہ جو کچھ بھی کہتے یا کرتے ہیں۔ صِرف اپنا مطلب پُورا کرنے کے لئے۔ رگڑ اُس وقت پیدا ہوتی ہے۔ جب پہلی مرتبہ دو نئی چیزیں باہم ٹکراتی ہیں۔ چنانچہ دھرم کا تعصب یا دِین کا خیال ہندوؤں اور مسلمانوں میں سب سے زیادہ اُس وقت ہونا چاہیئے تھا۔ جب چھ سات سَو برس پہلے یہ لوگ پہلی مرتبہ آپس میں ٹکرائے تھے۔ اِتنی طویل مدت

ہندوؤں اور مسلمانوں میں بہت سے ایسے لوگ ہیں جو نہ دولتِ علم و عقل سے بہرہ ور ہیں۔ نہ اچھے کام کرنے کی طاقت رکھتے ہیں۔ اور اُن کا جی چاہتا ہے۔ کہ لوگ اُن کی عزت کریں۔ اُنہیں بڑا آدمی سمجھیں + کئی غرض کے بندے پڑھے لکھے آدمی بھی اُن کے ساتھ مِل جاتے ہیں۔ یہ بھیڑ نُما بھیڑیئے۔ گندم نُما جَو فروش لیڈر اِس کوشش میں کیا کام کرتے ہیں۔ کہ جہاں دُوسرے مذہب والوں کی کوئی ذرا سی ایسی ویسی بات سُنی یا دیکھی۔ فوراً اپنے مذہب کے لوگوں کا جلسہ کر لیا۔ بیکار اور اَن پڑھ لوگ ایسے جلسوں میں چلے آتے ہیں۔ جلسہ کرنے والے بات کو خوب بڑھا چڑھا کر اور نمک مرچ لگا کر بیان کرتے ہیں۔ اپنے مذہب والوں کو بتاتے ہیں۔ کہ دُوسرے مذہب والے تم کو برباد کر دینا چاہتے ہیں۔ اُٹھو! ہوش میں آؤ۔ مُقابلہ کو تیار ہو جاؤ۔ مجھ سے اپنی بربادی نہیں دیکھی جاتی۔ اِسی لئے ہم نے تم کو یہاں بُلایا ہے +

اِس قِسم کی شریر بار تقریر ہوتی ہے۔ تو بے وقُوف لوگ دِل میں یہ سمجھتے ہیں۔ کہ اِس شخص کے دِل میں تو اپنے مذہب کا بڑا درد ہے۔ یہ ہر وقت ہمارے ہی سُدھار کی باتیں سوچتا رہتا ہے۔ یہ درحقیقت بہت بڑا آدمی ہے + افسوس! وُہ بھولے بھالے لوگ یہ نہیں سمجھتے۔ کہ یہ اُنہیں گمراہ کر رہا ہے۔ بھائیوں بھائیوں میں تفرقہ اور نفرت کی خلیج کو چوڑا کر رہا ہے + آہ! اُن کی

ہموطنوں کی آن اور طاقت مٹی میں رل جائیں۔ ان کی بلا سے! مُلّا جی کو اپنے حلوے مانڈے سے کام۔ مُردہ چاہے بہشت میں جائے یا دوزخ میں! کاش کہ قدرت کی پوشیدہ طاقتیں ہمارے سادہ لوح ہموطنوں کی آنکھیں کھول دیں۔ اور وہ غور سے دیکھ لیں۔ کہ یہ مطلبی لوگ اور اخبار نام کمانے اور پیسے بٹورنے کو کیسی کیسی شرارتیں کیا کرتے ہیں!

اخبارات کی بہت بڑی ذمہ داریاں ہیں۔ اور یہ ذمہ داریاں اور بھی بڑھ جاتی ہیں۔ جیسا کہ موجودہ حالات ہیں۔ جب کہ اخبارات کی اشاعت کافی ہے۔ اور روز بروز بڑھ رہی ہے۔ اور پبلک سنسنی خیز خبروں کو اشتیاق سے پڑھتی ہے + ورنیکلر پریس پبلک کے اس شوق کا بہت ناجائز فائدہ اٹھاتا ہے۔ جہاں کہیں سے کوئی ذرا سی خبر اپنے مطلب کی موصول ہوئی۔ تل کا تاڑ اور رائی کا پربت بنا دیتا ہے۔ غیر مصدقہ اور غیر ذمہ وار تماش بینوں کی بھیجی ہوئی خبروں کو اس قدر اہمیت دی جاتی ہے۔ کہ سمجھ دار آدمی دیکھ کر حیران رہ جاتے ہیں۔ اڈیٹر لوگ نہایت بُرے مذاق سے فرقہ پرستی پر مضمون لکھتے اور اس آگ کو بھڑکاتے ہیں۔ اور اس وجہ سے مُلک کی فضا دن پر دن ابتر ہوتی جاتی ہے۔

بلا شک! ہندو مسلم فسادات اور فضا کے خراب ہونے کے سبب سے زیادہ ذمہ دار ایسے اخبار نویس

تک ایک ہی جگہ رہنے سہنے سے تو وُہ ناخوشگوار جذبہ مِٹ جانا چاہیئے تھا۔ اور اُس کی بجائے روا داری پَیدا ہو جانی چاہیئے تھی۔ اور درحقیقت یہ امر واقعہ ہے۔ یہ تو ہمارے گمراہ کُن نام نہاد لیڈروں نے اپنے مطلب کا شِکار کھیلنے کے لئے دِین اور دھرم کو ٹٹی کی آڑ بنا رکھا ہے + اگر اِنصاف اُور غور سے دیکھا جائے۔تو آپ کو معلُوم ہوگا: کہ جو لوگ مذہب یا دھرم کے نام پر خُون کھپارٹے کرتے ہیں۔ وُہ ہی مذہب یا دھرم سے کوسوں دُور ہیں۔ اُنہیں مذہب چھُو تک بھی نہیں گیا +

مُلک کے اعلٰے تعلیم یافتہ۔ عقلمند اُور مُلک اور قوم کے خَیرخواہ طبقہ کی رائے ہے۔کہ آج کل بعض ہندو اور مُسلمان اخبارات اِس سِلسلہ میں بہت سخت شرارتیں کر رہے ہیں + لیڈر اُور اڈیٹر قوم کی عمارت کے لئے ستُونوں کا کام دِیا کرتے ہیں۔ قوموں کی بُنیادیں اِنہی کی بدَولت مضبُوط و مُستحکم ہُوا کرتی ہیں۔ مگر افسوس! ہندوستان کا باوا آدم ہی نرالا ہے۔یہاں نہ ایک کو اپنی اہم ذِمّہ واریوں کا احساس ہے۔ اُور نہ دُوسرے کو اپنے اہم تر فرائض کی پابندی کی فِکر+ دونوں کو خواہش اور فِکر ہے تو بس یہی۔کہ کِسی طرح ہم بڑے آدمی بن جائیں۔ بہت سا روپیہ کما لیں اعلٰے عہدے اور خِطابات حاصل کر لیں۔قوم چاہے تحت الثرےٰ کو پہنچ جائے۔ مُلک خواہ غارت ہو جائے۔

لڑو جھگڑو" ٭

شری کرشن بھگوان پریم کا اوتار تھے۔ وُہ ساری عمر روا داری۔ بُرد باری اور پریم کی تعلیم دیتے رہے ٭ آپ کا قول ہے۔ کہ اصلی قُربانی یہ ہے۔ کہ اِنسان کا دِل کامِل طَور پر اُس کے مُطیع ہو۔ ٭ جو شخص بھگوان کرشن کی تعلیم پر عمل کرے۔ وُہ کیونکر دُوسروں سے نفرت کر سکتا ہے؟ آپ فرماتے ہیں۔ کہ اِس جہان میں دھرم ہی سب سے افضل ہے۔ اور دھرم کی راہ پر چلنا اِنسان کا اعلیٰ ترین فرض ہے ٭ اپنا دھرم خواہ کیسا ہی بُرا اور دُوسرے کا دھرم خواہ کیسا ہی اچھّا لگتا ہو۔ اِس بات کا ذرا بھی خیال دِل میں نہ لانا چاہیئے۔ بلکہ دِل سے۔ قَول سے۔ اور فعل سے ہر حالت میں اپنے ہی دھرم کی پابندی لازِم ہے ٭ اور یہ دھرم بذاتِ خود کیا چیز ہے؟ اپنے تمام فرائض کا انجام دینا ٭ جو شخص دِل و جان سے وُہ کام کرتا ہے۔ جو قوانین قُدرت کے مُطابِق اُس کو سَونپا گیا ہے۔ اور اُس کی تکمیل میں اپنی تمام طاقتیں صرف کر دیتا ہے۔ وُہ کِسی گُناہ کا مُرتکِب نہیں ہوتا ٭ چُنانچہ اِنسان کے لئے سب سے زیادہ ضرُوری بات یہی ہے۔ کہ جو فرائض اُس کی ذات سے وابستہ ہوں۔ اُنھیں تن من سے پُورا کرے ٭

سب جاندار اُسی پرماتما سے پیدا ہُوئے ہیں۔ شری

ہی ہیں + ضرورت ہے - کہ ملک کا ورنیکلر پریس اگر قوم و ملک کے لئے نہیں تو کم از کم اپنی عزت و آبرو ہی کے لئے سہی - اپنی ذمہ داری کو محسوس کرے۔ اور کوئی بات ایسی نہ ہونے دی جائے - جس کے باعث ہماری آئندہ نسلیں ہمیں مطعون کر سکیں + پبلک کو چاہئے - کہ ایسے اخبارات کا یک قلم بائیکاٹ کر دے۔ اسی میں سب کی خیر ہے + کیسے اخبارات صرف اپنے اور بیوی بچوں کے پیٹ کا دوزخ بھرنے اور ان کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے چلائے جاتے ہیں - ان سے قوم یا ملک کی خدمت مقصود نہیں ہوتی اور نہ یہ اپنے اس اہم ترین فرض کو انجام دیتے ہیں +

ہندوؤں کے رہنما شری کرشن بھگوان تھے - مسلمانوں کے رسول حضرت محمدؐ تھے - سکھ مذہب کی بنیاد شری گورو نانک دیو نے ڈالی تھی - اور بودھ مذہب کی بدھ بھگوان نے - جین دھرم کا نور بھگوان مہاویر سوامی نے چمکایا تھا - آریہ سماج کے بانی مہرشی دیا نند سرسوتی تھے - اور براہمو سماج کے پیشوا راجہ رام موہن رائے + اسی طرح حضرت عیسےٰ - حضرت زرتشت - کبیر صاحب - دادو جی وغیرہ اور بھی کتنے ہی مذہبی پیشوا ہوئے ہیں - مگر کسی نے اپنے ماننے والوں کو آج تک یہ نہیں سکھایا - کہ تم دیگر مذاہب کے لوگوں سے نفرت کرو - یا ان سے

موجود تھیں۔ اور آپ نے قدم قدم پر ان کا عملی ثبوت پیش کیا ہے + آپ نے اپنی مثال سے یہ تعلیم دینے کی کوشش کی ہے۔ کہ دیگر مذاہب کے لوگوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا چاہیئے + آپ نے فرمایا ہے۔ کہ نرمی کرو۔ اللہ ہر بات میں نرمی پسند کرتا ہے + آپ اپنے دشمنوں کے لئے بھی دعا کرتے تھے۔ انھوں نے کبھی کسی دشمن کو بد دعا نہ دی۔ اور جب بھی ان پر قابو پایا۔ تو ان کے گناہوں کو معاف کر دیا +

سوامی دیا نند سرسوتی نے اپدیش دیا ہے۔ کہ ہم سب پرماتما کے بیٹے ہیں۔ اس لئے سب انسان برابر ہیں + ایشور کو وہی عزیز ہے۔ جو حق پسند ہے۔ حق علم کا سب سے بڑا درجہ ہے + خوبیاں ہر جگہ خوبیاں اور نقائص ہر جگہ نقائص ہیں۔ اپنے نقائص کو بھی خوبیاں اور دوسروں کی خوبیوں کو بھی نقائص سمجھنا حد درجہ معیوب فعل ہے + انصاف پسندی سے کام لو۔ ہرگز کسی کی رو رعایت نہ کرو۔ اور نہ تعصب کو دل میں جگہ دو + جس شخص کی آنکھوں پر تعصب کی پٹی بندھی ہے۔ وہ تلاش حق میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا +

آپ نے فرمایا ہے۔ کہ جو لوگ دوسروں سے نفرت کرتے ہیں۔ وہ خود اس قابل ہیں۔ کہ ان سے نفرت کی جائے + سب جانداروں پر رحم کرنا چاہیئے۔

کرشن نے فرمایا ہے۔ کہ ہر شخص اپنے اپنے راستے پر چلتا ہوا پرماتما کے پاس پہنچ جائے گا +

حضرت محمدؐ فرماتے ہیں :-

"مسلمانو! تم میں سے کسی کا ایمان اس وقت تک ٹھیک نہیں ہوتا۔ جب تک وہ دوسروں کے لئے بھی وہی نہ چاہے۔ جو اپنے لئے چاہے"+

"جو آدمیوں پر رحم نہیں کرتا۔ اس پر اللہ بھی رحم نہیں کرتا"+

"دنیا میں ظلم۔ آخرت میں اندھیرا! ظالم اور ظالموں کے مددگار دوزخ میں جائیں گے + مظلوم کی آہ اور خدا کے درمیان کوئی رکاوٹ نہیں"+

"کسی پر کسی طرح ظلم نہ کرنا"+

"جھگڑالو آدمی اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ قابلِ نفرت ہے"+

"زبردست وہ نہیں جو دوسروں کو پچھاڑ دے۔ بلکہ زبردست تو بس وہی ہے۔ جو غصہ کے وقت اپنے آپ کو قابو میں رکھے"+

"ہمدردئے نوعِ انسان انسانوں کی سچی دولت ہے"+

آپ نے جگہ جگہ ایثار و انصاف۔ غور و رحم۔ پیار و محبت۔ مساوات۔ یہ سمجھنا کہ خدا کے سب بندے برابر ہیں۔ دوسروں کی مدد کرنا۔ غمخواری وغیرہ پر بہت زور دیا ہے + یہ تمام خوبیاں آپ کی ذات میں

نیک کام کرتا ہے۔ وہ جزا اور آرام کا حق دار ٹھہرتا ہے۔ پرسشِ اعمال کے وقت مذہب بھی کسی کام نہ آئے گا۔ نہ خاندانی عظمت یا اعلےٰ ذات سے کچھ فائدہ حاصل ہوگا +

نانک ننھے ہو رہو جیسی ننھی دوب
ہور سکل جر جائے گا رہے دوب کی دوب!

آپ فرماتے ہیں۔" اے نانک! سب برابر ہیں۔ نہ کوئی اعلےٰ ہے اور نہ کوئی ادنےٰ + اچھی ذات اُسی کی ہے۔ جو اچھے کرم کرتا ہے + پاک وہی شخص کہلانے کا حق دار ہے: جس کے دِل میں ایشور کا نام بستا ہے + جو شخص مذہب کے نام پر خُدا کے بےکس بندوں پر ظُلم کرے گا۔ وہ آخر پچھتائے گا" +

کیسی اعلےٰ اور بے مثال تعلیم ہے!

حضرت عیسےٰ مسیح ساری عُمر مساوات اور محبّت کی تعلیم دیتے رہے۔ آپ نے فرمایا ہے:۔

"سب سے بڑا حُکم یہ ہے۔ کہ وہ خُداوند جو ہمارا خُدا ہے ایک ہی ہے۔ تو اُس کو اپنے سارے دِل سے۔ اور اپنی ساری جان سے۔ اور اپنی ساری عقل سے۔ اور اپنے سارے زور سے پیار کر +

"دوسرا حُکم جو اِس کی مانند ہے۔ یہ ہے۔ کہ تو اپنے پڑوسی کو اپنے بھائی کے برابر پیار کر" +

کسی کا دِل دُکھانا دُنیا میں سب سے بڑا پاپ ہے + بنی نوع اِنسان سے محبّت اَور پیار کرنا چاہئیے۔ محبّت سے دُشمن بھی اپنے ہو جاتے ہیں - پریم اِنسان کا دھرم ہے + کرموں کا قانُون اٹل ہے۔ جو جَیسا کرم کرے گا۔ اُس کو وَیسا ہی پھل مِلے گا - اَور نجات اپنے ہی کرموں سے حاصل ہو سکتی ہے + سوامی جی نے اپنے قاتِل کو صِرف مُعاف ہی نہیں کر دیا۔ بلکہ اُس کی جان بچانے میں بھی مدد دی + مخالِفوں نے آپ کو ستانے میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھی۔ مگر آپ ہمیشہ اُنہیں مُعاف کرتے رہے۔ اِن کے دِل میں اِنتقام کا خیال تک نہ آیا + عفُو اَور برداشت کی اِس سے بڑھ کر عملی تعلیم اَور کیا ہو سکتی ؟

شری گورُو نانک دیو کی نِگاہ میں ہندو مُسلمان دونوں یکساں تھے۔ آپ کا قَول تھا۔ کہ خُدا نے اِنسان کو نہ ہندُو بنایا نہ مُسلمان۔ اُس نے سب کو ایک ہی جَیسا پَیدا کیا ہے۔ یہ تمیز و تفریق جو اِنسان اِنسان کے درمیان پائی جاتی ہے۔ مصنُوعی اَور غیر قُدرتی ہے۔ جو شخص اِیشور کے احکام کو بجا لائے گا۔ وَہی اُس کے دربار میں سُرخروئی حاصِل کرے گا۔ عقیدہ کے لحاظ سے خواہ وُہ ہندُو ہو یا مُسلمان - عیسائی ہو یا پارسی + جو شخص جیسے کرم کرتا ہے - وَیسے ہی پھل پاتا ہے - خواہ جلدی خواہ دیر سے + جو بُرے کرم کرتا ہے۔ وُہ سزا اَور تکلیف پاتا ہے - اَور جو

لینے دے ۔ جو کوئی تجھے ایک کوس بیگار میں لے جائے اُس کے ساتھ دو کوس چلا جا "۔

" اگر تم دُوسروں کے گناہ بخشوگے۔ تو تمہارا آسمانی باپ بھی تمہیں بخش دے گا۔ لیکن اگر تم دُوسروں کے قصور مُعاف نہیں کروگے۔ تو تمہارا باپ بھی تمہارے گناہ نہ بخشے گا "۔

" جو کچھ تم چاہتے ہو۔ کہ لوگ تمہارے ساتھ کریں۔ وَیسا ہی تم بھی اُن کے ساتھ کرو۔ توریت اور نبیوں کی تعلیم کا لُب لُباب یہی ہے "۔

" فروتنی راستبازی کی شرط ہے۔ جو کوئی اپنے تئیں بڑا ٹھہراتا ہے۔ چھوٹا کیا جائے گا۔ اور جو اپنے آپ کو چھوٹا ٹھہراتا ہے۔ سرفراز اور بلند مرتبہ کیا جائے گا "۔

بھگوان بُدھ کی تعلیم یہ ہے۔ کہ کسی ایک ذات کو دُوسری پر فضیلت نہیں ہے۔ بڑائی قابلیت میں ہے نہ کہ جنم میں ۔ جو اچھا یا بُرا کرم کوئی شخص کرتا ہے۔ اُس کا پھل اُسے خُود بُھگتنا پڑے گا۔ کسی حالت میں بھی وُہ اِس سے بچ نہیں سکے گا۔ اور نہ اُس کی جگہ کوئی دُوسرا شخص اُس کے کئے ہوئے کرموں کا پھل بُھگت سکتا ہے ۔

آپ نے ببانگِ دہل کہا تھا۔ کہ صرف بنی نوع اِنسان کے لئے نہیں۔ بلکہ سب جانداروں کے لئے جس کے دِل میں رحم نہیں وُہ اِنسان نہیں ہے۔

"خدا محبت ہے۔ سب سے محبت کرو"

"مبارک وہ ہیں۔ جو رحم دل ہیں۔ کیونکہ اُن پر رحم کیا جائے گا ۔ مبارک وہ ہیں۔ جو صلح کرانے والے ہیں۔ کیونکہ وہ خدا کے فرزند کہلائیں گے یا مبارک ہیں وہ۔ جو راستبازی کے سبب ستائے جاتے ہیں۔ کیونکہ آسمان کی بادشاہت اُنہی کی ہے "

"میں تمہیں کہتا ہوں ۔ کہ اپنے دُشمنوں کو پیار کرو۔ اور جو لوگ تم کو لعنت ملامت کریں۔ اُن کے لئے برکت چاہو۔ جو تم سے کینہ رکھیں۔ اُن کا بھلا کرو۔ اور جو تمہیں دُکھ دیں۔ اور ستائیں۔ اُن کے لئے دُعا مانگو۔ تاکہ تم اپنے آسمانی باپ کے لائق فرزند کہلانے کے مستحق ہو + وہ بدوں اور نیکوں دونوں پر سورج کی روشنی ڈالتا اور چاند کا نور چمکاتا ہے۔ اور اچھوں اور بُروں دونوں پر ہی مینہ برساتا ہے + اگر تم صرف اُنہی کو پیار کرو۔ جو تمہیں پیار کرتے ہیں۔ تو تمہارے لئے کیا اجر ہے؟ ایسا تو سبھی کرتے ہیں"

"بدلے کے بارے میں کہا گیا ہے۔ کہ آنکھ کے بدلے آنکھ اور دانت کے بدلے دانت لو۔ مگر میں کہتا ہوں۔ کہ ظالم کا مقابلہ نہ کرنا۔ بلکہ جو کوئی تیرے دہنے گال پر طمانچہ مارے۔ تو دُوسرا بھی اُس کی طرف پھیر دے + اگر کوئی چاہے ۔ کہ تجھ پر نالش کرکے تیرا کوٹ لے۔ تو کُرتہ بھی اُسے لے

ناممکن ہے۔ ہاں ہم اتنا کر سکتے ہیں۔ کہ اُن سے نفرت نہ کریں۔ اُن کی طرف بُری نیّت نہ رکھیں۔ اور انتقام کا خیال تک بھی دل میں نہ آنے دیں ؛

بُدھ مذہب میں جَور و جبر کو نفرت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے ؛

بُدھ بھگوان فرماتے ہیں :-

" اگر تمہیں کوئی تلوار۔ لکڑی یا ہاتھ سے مارے۔ تو بدلہ لینے کا خیال تک دل میں نہیں لانا چاہیئے۔ برعکس اس کے یُوں سوچنا چاہیئے۔ کہ میرے دل میں جوش نہ آئے۔ کوئی بُرا کلمہ میری زبان سے نہ نکلے۔ میری خواہش ہے۔ کہ مَیں مہربان اور رحم دِل رہُوں۔ دل میں کینہ نہ رکھوں" ؛

" اگر رہزن بھی تمہارے اعضا کو تیز آرے سے جُدا کر دے۔ تو جو شخص غصّہ کو راہ دیتا ہے۔ میرے مَت کا پیرو نہیں" ؛

" پریم دِل کی نجات ہے" ؛

" ہر جان دار۔ ہر کہہ و مہہ۔ قریب و بعید۔ حاضر و غائب۔ امان و راحت پائیں۔ درد و الم سے مبرّا ہوں !"

" دُنیادار کو چاہیئے۔ کہ متغائر مذہبی فرقوں کے ارباب کی بھی تعظیم کرے" ؛

" اس دُنیا میں نفرت نفرت سے دُور نہیں ہوتی۔

آپ نے سب پر رحم کرنے کی تلقین کی ہے۔ زبردست پر بھی اور زیردست پر بھی۔ طاقتور پر بھی اور کمزور پر بھی۔

آپ نے فرمایا ہے۔ کہ زندگی خواہ انسان کی ہو یا حیوان کی۔ خواہ ننھے سے کیڑے کی۔ قابلِ احترام ہے۔ اور مارنے کی نہیں۔ بلکہ بچانے کی چیز ہے۔ چنانچہ اہنسا (کسی جاندار کو ایذا نہ دینا۔ ایسی کوئی حرکت نہ کرنا۔ جس سے کسی کو کسی قسم کی تکلیف پہنچے) اور دیا (سب جانداروں پر رحم) بودھ دھرم کی دو نمایاں اور نہایت اہم خصوصیتیں ہیں۔

جو سب سے ضروری سبق آپ نے پڑھایا وہ یہ ہے۔ کہ اپنے دشمن کو بھی صدقِ دلی سے معاف کر دو۔ غصّہ کو مغلوب کرو۔ بدی کو نیکی سے جیتو۔ دوسروں کی تنگ دلی پر اپنی فراخ دلی سے فتح پاؤ۔ اور دوسروں کی نفرت کو اپنے پریم سے مغلوب کرو۔

بدھ مت میں ہر ایک جاندار کے ساتھ محبت رکھنے کی تاکید کی گئی ہے۔ اس میں خصوصیت سے تنبیہ کی گئی ہے۔ کہ دشمنوں سے نفرت نہیں کرنی چاہئے۔ کیونکہ دشمنوں سے محبت رکھنا

دِل میں کِسی بھی مذہب کی طرف سے تعصب نہ تھا۔ جِس دھرم کی آپ نے بُنیاد ڈالی۔ اُس کا لُبِ لُباب یہی تھا۔ کہ سچائی جہاں سے بھی مِلے۔ قبول کر لینی چاہیئے + آپ نے فرمایا ہے۔ کہ ہر ایک مذہب کی خوبیوں کی قدر اور پرماتما کو جامع جمیع کمالات سمجھ کر اُسی کی عبادت کرو۔ اور ہر ایک مذہب کے بُنیادی اصُولوں کو جو عقل کے مُطابق ہوں۔ دُنیا میں رِواج دو۔ و نیز جھُوٹے مسئلہ مسائل کی بیخ کنی کرکے عقلی اور اخلاقی مسائل کو ترجیح دو +

آپ ذات پات کی بیجا تفرِیق کے سخت مُخالف تھے اور پریم کا پرچار کرتے تھے + ان کا پریم عالمگیر تھا۔ ہر شخص کو بھائی کہہ کر پُکارتے تھے۔ سب کو برابر سمجھتے تھے۔ اور یہ تعلیم دیتے تھے۔ کہ تمام مذاہب کے پیشواؤں اور مذہبی کتابوں کی تعظیم اور احترام کرو۔ چُنانچہ براھمہ مندر و سماج کے اغراض و مقاصد میں یہ صاف طوُر پر درج تھا۔ کہ اِس میں کِسی بھی مذہب یا فِرقہ کے معبُود کی تقرِیر۔ تحریر یا بھجن میں بُرائی یا مذمت نہ کی جائے گی + رواداری کا اِس سے بہتر سبق آپ کو اور کہاں مِل سکتا ہے ؟

پارسی یعنی یزدانی مذہب کے بانی حضرت زرتشت کی تعلیم کا لُبِ لُباب یہ ہے :۔

" اچھے خیالات ، اچھی باتیں اور نیک کام "+

بلکہ پیار سے دُور ہوتی ہے "۔
" جو لوگ ہم سے نفرت کرتے ہیں - ہم اُن سے نفرت نہ کریں - نفرت کرنے والوں کے درمیان ہم نفرت سے آزاد رہیں ۔
بُدھ بھگوان مجسّم پریم - رواداری اور قُربانی تھے ۔
بھگوان مہاویر سوامی کی تعلیم کا لُبِ لُباب یہ ہے - کہ اہنسا (کسی جاندار کو دِل سے - قول سے یا فعل سے تکلیف نہ پُہنچانا) سب سے بڑا دھرم ہے۔ یہی وُہ اصُول ہے - جس کے لئے آپ کا نام پُوجا جاتا ہے ۔ آپ نے فرمایا ہے - کہ موکش[1] (نجات) فرقہ دارانہ بیرونی ضابطہ اور رسُوم پر عمل کرنے سے حاصل نہیں ہو سکتی - بلکہ اُس سچّے دھرم کے سروپ میں پناہ لینے سے - و نیز دھرم انسان انسان میں تمیز نہیں کر سکتا ۔
آپ نے بنی نوع انسان کی بہبُودی کے لئے نہیں - بلکہ دُنیا کی ذی رُوح کے لئے سب کا تیاگ کیا - جانداروں کا خُون بہنے سے روکنے کے لئے اپنی زندگی کا خُون کیا - اِن سے بہتر اُہنسا کی مُورتی آپ کو کہاں ملے گی ؟
براہمہ دھرم کے بانی - راجہ رام موہن رائے کے

---

[1] मोक्ष

میں بُرا بھلا نہیں کہے گا"۔
(۲) "تُو کسی سے حسد نہ کرے گا۔ اور نہ کسی مرد۔ عورت یا بچے کی طرف سے اپنے دل میں بغض و عناد یا کینہ کو جگہ دے گا"۔
اسی طرح کبیر صاحب۔ دادُو جی۔ رادھا سوامی مہاراج۔ دیو گورُو بھگوان وغیرہ وغیرہ تمام مذہبی پیشواؤں نے محبّت اور رواداری کی تعلیم دی ہے۔ کسی نے بھی یہ نہیں سکھایا۔ کہ تم دُوسروں سے نفرت کرو۔ پھر جو لوگ مذہب کے نام پر ایسا کرتے ہیں۔ اُنہیں شرم آنی چاہیئے!۔
مذہب نام ہے خیالاً، لفظاً اور عملاً اعلیٰ زندگی بسر کرنے کا۔ کسی بزرگ کا قول ہے۔ کہ اگر تم کسی شخص کا مذہب دریافت کرنا چاہو۔ تو اُس سے یہ مت پُوچھو۔ کہ تمہارا عقیدہ کیا ہے؟ تم کسی اِلہامی کتاب کو مانتے ہو یا نہیں؟ تثلیث کے حامی ہو یا توحید کے؟ بلکہ تم کو یہ دیکھنا چاہیئے۔ کہ وُہ شخص بنی نوع اِنسان کے ساتھ کیسا سلوک کرتا ہے؟ وُہ اپنی روزانہ زندگی میں سچّا ہے یا جھُوٹا؟ کیونکہ اگر عُمدہ عُمدہ اصُول کسی شخص کے بر زبان ہیں۔ مگر وُہ اِن پر عمل نہیں کرتا۔ تو یہ کہنا پڑے گا۔ کہ اُس کا مذہب وُہ اصُول نہیں جن کو وُہ کسی خاص فرقہ یا مَت میں شامل ہونے کی وجہ سے قبُول کرتا ہے۔ بلکہ درحقیقت اُس

اِنھوں نے فرمایا ہے۔ کہ یہ بہشت کی سیڑھیاں ہیں۔ اَور یہی جنّت کے قُفل کی چابیاں + اپنے بھائیوں کو یعنی خُدا کی کُل مخلُوق بالخصُوص بنی نوعِ اِنسان کے ساتھ مُحبّت۔ خلوص۔ صُلح و صفائی اَور امن اَور آشتی کے ساتھ رہنا چاہئے + ہر ایک اِنسان کا فرض ہے۔ کہ مُصیبت یا خطرہ کے وقت دُوسروں کی حفاظت کرے۔ ضرُورت کے وقت۔ دُوسروں کی مدد کرے۔ تربیّت یافتہ بنانے کے لئے اُن کو تعلیم سے بہرہ ور کرے۔ اَور جو لوگ اُس کے اِرد گرد رہتے ہوں۔ ہر مُمکن و مُناسب طریقے سے اُن کی بہبُودی و برتری کا خواہاں رہے + سب کو اپنا بھائی سمجھے۔ سب کے ساتھ مُحبّت کا برتاؤ کرے۔ کوئی اَیسی بات زبان سے نہ نِکالے۔ جس سے کِسی کے جذبات کو ٹھیس پہُنچے + لڑائی۔ جھگڑا۔ دُشمنی۔ بُغض و عناد۔ حسد۔ کِینہ یا نفرت کے بجائے اپنے دِل میں سب کی طرف سے مُحبّت۔ پیار اَور صُلح کے خیالات کو جگہ دے + زمین کو صِرف اپنے ہی فائدے یا پیٹ بھرنے کے لئے سیراب کرنا یا جوتنا بونا نہیں چاہیئے۔ بلکہ بنی نوع اِنسان کے فائدہ کے لئے اَیسا کرنا واجب ہے +

باہمی پیار اَور مُحبّت پر آپ نے بہُت زور دیا ہے + آپ کا حُکم ہے :-

(۱) "تُو اپنے ہمسائے کے پسِ پُشت بھی اُس کے بارے

خُدا کا منظورِ نظر سمجھتے ہیں۔ دُنیا کے باقی تمام مذاہب کے پیرو ہمیں کافر اور گردن زدنی نظر آتے ہیں۔ ہر ایک مذہب نجات دِلانے کا واحد ٹھیکیدار بنا ہُوا ہے ‌‌۔

کاش کہ ہم یہ سمجھ سکتے۔ کہ دُنیا میں کوئی ایسا (اگر درحقیقت وُہ مذہب کہلانے کا مستحق ہے)۔ مذہب آج تک رائج نہیں ہُوا۔ جو یہ تعلیم نہ دیتا ہو۔ کہ اپنی زِندگی کو نیک بناؤ۔ مُصیبت میں صبر و اِستقلال سے کام لو۔ دُوسرے کے قول یا فِعل سے اگر تُمہیں تکلیف پُہنچے۔ تو خندہ پیشانی سے اُسے برداشت کرو۔ اور اپنے قول یا فِعل سے کِسی کو ہرگز نُقصان نہ پہنچاؤ ‌۔

افسوس! ہم نہیں سمجھتے۔ کہ اُس تمام جہان کے خالِق اور مالک تک پُہنچنے کے لئے صِرف کوئی ایک ہی خاص راستہ نہیں ہے۔ بلکہ مُختلِف راستے ہیں ‌۔ ہر ایک مذہب کے لوگوں کو حق حاصل ہے۔ کہ اپنی ترقی کے لئے ہر مُمکِن و مُناسِب ذرِیعہ کام میں لائیں۔ طاقت و فروغ حاصِل کرنے کی پُوری پُوری کوشش کریں۔ زِندگی کی جد و جہد میں اِس بات کی بڑی ضرُورت ہے۔ لیکِن حصُولِ طاقت۔ سنگھٹن یا تبلیغ کی غرض و غایت ہرگز یہ نہ ہونی چاہیئے۔ کہ دُوسروں کو دبایا جائے ‌۔

ہمیں چاہیئے۔ کہ "جیؤ اور جینے دو!" کے اصُول

کا مذہب وُہ اصُول ہیں - جن پر وُہ عمل کرتا ہے +

مذہبی تنگ دِلی یا تعصّب نہایت مذمُوم چیز ہے۔ جو لوگ درحقیقت مذہبی آدمی ہوتے ہیں - یعنی جن کے سینے میں دھرم یا مذہب کا پیار ہوتا ہے۔اُن کے پاس کوسوں تک تعصب کا پتہ نہیں ہوتا + مذہب ایک نہایت اعلےٰ چیز ہے - یہ انسان کو نہایت اعلےٰ و ارفع بنا دیتا ہے - اِنسان اِس سے ترقی کرتا ہے -- اِس سے تسکینِ قلب حاصل کرتا ہے۔ اِس سے اِنسان کا چلن بہتر بنتا ہے - لیکن ہندوستان کے لئے مذہب اِس وقت ایک بدترین لعنت ثابت ہو رہا ہے - مجھے میری صاف بیانی کے لئے اگر مُعاف کر دیا جائے - تو کہہ دُوں - کہ اِس وقت مُلک میں جو بے غیرتی - ہر طرح کی ذِلت اور اَدبار کی گھٹائیں چھا رہی ہیں - اُن سب کا منبع یہی مذہب ہے - کیونکہ اِس کے متعلق غلط خیالات ہمارے دِلوں میں جڑ پکڑ چکے ہیں + ہم مذہبی مُعاملات میں ہم ایسے تنگ دِل ہو گئے ہیں - کہ اپنے مخصُوص مذہبی دائرہ کے باہر ہمیں بالکُل تاریکی ہی تاریکی نظر آتی ہے + وجہ یہ ہے - کہ ہماری آنکھوں پر تعصب کی پٹی بندھی ہُوئی ہے - ہم خُود اچھے ہوں یا بُرے ، مگر دُوسروں کے مذہب میں ہم سَو سَو نقص نِکالتے ہیں اَور اپنے اُور صِرف اپنے پنتھ ، مَت یا مذہب کو

نے ہمارے دِل - دِماغ - جسم اور رُوح کو جکڑ کر غلام بنا رکھا ہے۔ اُنہیں صاف کر دیں +

کاش ! ہم دیکھ سکیں - کہ نیچر میں ہر جگہ کامل ہم آہنگی اور یکجہتی ہے۔ حتےٰ کہ خدا کی حقیر ترین مخلوق چیونٹیوں اور کیڑوں مکوڑوں تک میں بھی پُوری ہم آہنگی نظر آتی ہے - مگر ہم جو اشرف المخلوقات کہلاتے ہیں - آپس میں مِل جُل کر نہ رہ سکیں - اور اِس طرح نفاق کی آگ میں جلیں ! خدایا ہماری آنکھیں کھول دے ! تجھے ہرگز یہ پسند نہ آتا ہوگا - کہ تیرے بیٹے آپس میں اِس طرح لڑیں !

ہندوستان میں مذہب ایک ایسا جادُو ہے - جس کے نام پر آسانی کے ساتھ لوگوں کو اُلو بنایا جا سکتا ہے - اور چالاک لوگ اپنا پیٹ بھرنے کے لئے بآسانی تمام روپیہ کما سکتے ہیں - اور کماتے ہیں + افسوس ! اہلِ مذہب کی نظر بجائے اِس کے کہ اندر کی طرف ہو - اور قلب کی گہرائیوں پر نگاہ رکھے باہر کی طرف ہے - اور خارجی دُنیا کے نظارہ میں گم + جو شخص سچی مذہبیت اپنے میں یا دُوسروں میں پیدا کرنا چاہتا ہے - اُسے جاننا چاہئیے - کہ اُس کے لئے باطن میں نیک ہونا سب سے زیادہ ضروری ہے + مذہب کا کام دُنیا کی اِصلاح سے نہیں شرُوع کیا جا سکتا - بلکہ خود اپنی ہی ذات کی اِصلاح سے اگر ہندو بھائی مسجدوں کے آگے باجہ نہ بجائیں -

پر عمل کریں۔ خدا کے نزدیک وُہ لوگ ہرگز عزیز نہ ٹھہریں گے۔ جو ناحق اپنے بھائیوں کو ستاتے ہیں۔ وُہ دُوسروں کو نجات دِلانے کے دعوے دار بنے بیٹھے ہیں۔ مگر خُود بھی اِس سے محرُوم رہیں گے۔ اِن کا کیا اِن کے آگے آئے گا! ہم چھوٹے چھوٹے آدمی اگر کسی کی کچھ مدد نہ کر سکیں۔ تو کم از کم اِتنا تو کر سکتے ہیں۔ کہ اپنے ہم وطنوں کو اپنا بھائی سمجھیں۔ اُن کی بے عزّتی نہ کریں۔ اور اُن کے ساتھ مہربانی سے پیش آئیں + سچّی حُب الوطنی کا یہی راستہ ہے۔ سچّے دھرم کا یہی حکم ہے +

اگر ہماری یہ خواہش ہے۔ کہ دُنیا کے تمام ممالک کے سرتاج ہندوستان کا نامُوس محفُوظ رہے۔ اور اگر ہم خلُوصِ دِل سے ایک قوم بننا چاہتے ہیں۔ اگر ترقّی اور آزادی کے ہمارے خواب بے حقیقت نہیں۔ تو ہم سے ہر ایک کو خواہ وُہ کوئی مذہب یا عقیدہ رکھتا ہو چاہیئے۔ کہ مذہب کے غلط اور سراسر غلط خیال نے تنگ دِلی اور تنگ نظری کی جو چھار دِیواری ہمارے اِرد گرد کھڑی کر دی ہے۔ اُس کو زمین دوز کر دیں۔ مُلک کے کونے کونے اور گوشے گوشے میں کوتاہ بینی۔ مذہبی جنُون اور تعصّب نے جو جالے تن رکھے ہیں۔ جو ہمیں پیار کے ساتھ ایک دُوسرے سے بغل گیر ہونے سے باز رکھتے ہیں۔ جو ہمیں ایک دُوسرے کی خوشی اور غم میں شریک نہیں ہونے دیتے۔ جنھوں

پیٹ میں گھٹنے دے کر پڑ رہتے ہیں۔ (زمانۂ حال کے عالمگیر قحط کا ذکر ہم نہیں کرتے۔ ان دنوں تو کم سے کم بیس کروڑ آدمی بھوک کا شکار ہیں + بنگال کے پچھلے قحط کا حال آپ سے پوشیدہ نہیں ہے) نہ انہیں پیٹ بھرنے کو روٹی ملتی ہے۔ اور نہ تن ڈھانکنے کو کپڑا۔ کیا آپ کو کبھی یہ فکر بھی ستاتی ہے۔ کہ اُن کی بھی حالت اپنے ہی جیسی بنا دیں؟ جیسے ہم مزے سے کھاتے پیتے پہنتے اور چین اُڑاتے ہیں۔ اُسی طرح وہ بھی دُنیا کی نعمتوں سے بہرہ ور ہو جائیں؟ نہیں + مانا کہ جو شخص آپ کے دین یا دھرم پر چلے گا۔ وہ نجات حاصل کرے گا۔ لیکن جب آپ کو اپنے ہمسایوں کی دُنیا سنوارنے کی فکر نہیں ہے۔ تو پھر اُن کی عاقبت سُدھارنے کی اِس قدر فکر کس لئے ہے؟ کوئی جا کر بتلانے نہیں آیا۔ کہ کون نجات اور جنت کا حق دار ٹھہرتا ہے۔ اور کون دوزخ کی آگ میں جلتا ہے + جو تکلیفیں وہ لوگ آپ کی آنکھوں کے سامنے اُٹھا رہے ہیں۔ جب آپ اُنہی کو دُور کرنے کی کوشش نہیں کرتے۔ تو پھر اُن کی عاقبت سنوارنے۔ اُنہیں نجات دِلانے کی فکر عبث ہے + آپ کو مطلب ہی کیا؟ کوئی نجات یا مُکتی پائے۔ کوئی آواگون کے چکر میں پڑا رہے۔ تجھ کو پرائی کیا پڑی اپنی نبیڑ تو! یاد رکھیئے۔ کوئی کسی کو نجات نہیں دِلا سکتا۔ نجات یا

تو کیا ہرج ہو؟ اگر مسلمان بھائیوں کو یہ منظور ہے۔ تو خیر! یہی سہی۔ بات ہی کیا ہے + اسی طرح اگر مسلمان بھائی مسئلہ گئوکشی کو مذہبی نقطۂ نگاہ سے نہ سہی۔ اپنے بھائیوں اور ہموطنوں کا دل رکھنے کی خاطر اقتصادی نقطۂ نگاہ سے دیکھنا شروع کر دیں۔ تو یقیناً ہندوستان کی بگڑی بنا دیں۔ ساری بدمزگی دور ہو جائے۔ پھر سر پھٹول پر نوبت ہی نہ آئے۔ اور پریم کے دریا چاروں طرف موجزن ہو جائیں۔ سب دکھ درد اور غم مِٹ جائیں۔ اور ہندوستان ایک دفعہ پھر ترقی کی سربفلک چوٹی پر جا پہنچے +

بہادری یہ ہوتی ہے۔ کہ ایک دوسرے پر جان دی جائے۔ کسی کی مدد کی جائے۔ جوش میں اندھے ہو کر لاٹھی چلانا اور بے قصور لوگوں کی جان لینا بہادری نہیں ہے۔ دنگہ فساد میں بہت سے آدمی مارے جاتے ہیں۔ نام نہاد رہنما تو صرف بانی کا راستہ دکھا کر ایک طرف ہو جاتے ہیں۔ سانپ پکڑنے کے لئے کوئی آگے نہیں بڑھتا + بے گناہ عورتیں بیوہ ہو جاتی ہیں۔ اور بہت سے بچے یتیمی کا شکار + یہ کس کا نقصان ہوتا ہے؟ ہندوستان اور ہندوستانی دونوں دُنیا میں بدنام ہوتے ہیں۔ ایک کو دوسرے کے مذہب سے آخر واسطہ ہی کیا؟

ہندوستان میں قریباً آٹھ کروڑ آدمی روز رات کو

دس گوہر ہوں اِک مالا میں
پر اُن کی دمک تو ایک ہی ہے
دس سنت ملیں دس دیپوں میں
سینے کی پھڑک تو ایک ہی ہے

ہمیں یہ کبھی نہ بھولنا چاہیئے۔ کہ اتفاق و اتحاد بڑی برکتیں ہیں۔ ان کے بغیر بڑی بڑی قوموں کا صفحۂ ہستی سے نشان تک مٹ گیا۔ اور کہ ؎

مذہب نہیں سکھاتا آپس میں بیر رکھنا
ہندی ہیں ہم وطن ہے ہندوستاں ہمارا!

ہندو مسلمان دونوں کو چاہیئے۔ کہ اپنی ذہنیت کو بدل ڈالیں۔ (کیونکہ ایسا کئے بغیر صرف اتحاد! اتحاد!! چلانے سے کچھ نہ ہوگا۔) جو کچھ اب تک ہو چکا ہے۔ اس پر صدق دِل سے خاک ڈال دیں۔ اور پیار اور محبت سے ایک دوسرے کے گلے لگ جائیں۔ اسی میں ہندوستان کی بہبودی ہے۔ اسی میں ہندوستانیوں کا بھلا ہے۔ ورنہ دوستو! یاد رکھو۔ گھر کی پھوٹ بُری ہوتی ہے۔ وطن اور ہموطنوں کی حالت پہلے ہی کچھ بہت قابلِ رشک نہیں ہے۔ اب نہ وہ پہلی سی عظمت ہی باقی ہے۔ اور نہ وہ اگلا سا جاہ و جلال۔ مگر یہ ڈائن تو رہی سہی عزت و آبرو بھی خاک میں ملا دے گی۔ اور لاکھ کا گھر خاک کئے بغیر نہ چھوڑے گی۔

اس وقت جبکہ ہندو مسلمان اور اور مذاہب

مُکتی اپنے ہی اچھے کرموں سے مِل سکتی ہے ۔
ہر شخص کا خُدا کے ساتھ اپنا اپنا تعلق ہے۔ رام۔ رحیم۔ واہگورو اور خُدا سب اُسی خالق کے نام ہیں ۔ کوئی پانی کہہ لے ۔ کوئی جل کے نام سے پکارے ۔ کوئی اُسے آب کہے ۔ اور کوئی واٹر¹ کہہ لے ۔ بات ایک ہی ہے ۔ مُراد تو سب کی پانی سے ہی ہے ۔ پھر یہ روز روز کے جھگڑے اور فساد کِس بات پر ؟

ہم سب ایک ہی خُدا کے بیٹے ہیں ۔ یہ کُل کائنات اُسی کا کُنبہ ہے ۔ اور اُس کی نظر میں سب یکساں ہیں ۔ اِس لئے ہمارا فرض ہے ۔ کہ بھائیوں کی طرح مِل مِل کر رہیں ۔ آپس کے جھگڑوں کو ہمیشہ کے لئے دفن کر دیں ۔ مادرِ وطن کے رُخِ روشن کو اِس بدنُما داغ سے بچائیں ۔ اور ہر ایک قوم و مِلّت کے پیغمبروں اور بزرگوں کا یکساں احترام کریں ۔ اُنہیں عزّت کے ساتھ یاد کریں ۔ اور مندِر ۔ مسجد ۔ گرجا ۔ گُوردوارہ سب کو خُدا کا گھر سمجھیں ۔

دس شمعیں ہوں اِک محفل میں
پر اُن کی جھلک تو ایک ہی ہے
دس غُنچے رنگ برنگ کِھلیں پر اُن کی چمک تو ایک ہی ہے

---

¹ WATER

ہر ایک پیغمبر یا رہنما کی سوانح عمری میں نے اُسی کے معتقد اور پیرو کے نکتۂ نگاہ سے لکھی ہے + اپنی طرف سے نہ کسی نکتہ پر بحث کی ہے۔ اور نہ کوئی اور کمی بیشی کی ہے۔ کیونکہ یہاں مذاہب کا آپس میں مقابلہ یا ایک کو سچ ثابت کرنا اور دوسرے کو جھٹلانا مقصود نہ تھا۔ جس طرح اُس خالقِ کُل کی نگاہوں میں کسی ایک خاص مذہب کو دوسرے پر فوقیت یا فضیلت حاصل نہیں ہے۔ اُسی طرح اُس کی نگاہوں میں پیغمبر اور رہنما بھی سب برابر ہیں + چنانچہ کتاب میں جس ترتیب سے رہنماؤں کی سوانح عمریاں درج ہیں۔ اُس سے کسی قسم کی غلط فہمی نہ ہونی چاہیئے +

کتاب ہذا کی تصنیف میں مجھے کئی درجن قابلِ قدر انگریزی۔ سنسکرت۔ بنگالی۔ گورمکھی۔ ہندی اور اُردو کتب اور اخبارات و رسائل سے بہت سی بیش قیمت اور مفید مطلب مدد ملی ہے۔ چنانچہ میں اُن کے فاضل مصنفین اور اڈیٹر صاحبان کا تہِ دِل سے شکر گزار ہوں +

اگر میری اِس ناچیز کتاب سے اُس مقصد کو جس کے لئے یہ لکھی گئی ہے۔ یعنی "ہندو مسلم اتحاد" (جس کی اِس وقت جب ہندوستان ایک نہایت اہم اور نازک ترین تاریخی دور میں سے گزر رہا ہے۔ اور بے حد تیزی سے آزادی کی طرف بڑھ رہا ہے بالخصوص

کے لوگ آپس میں ذرا ذرا سی باتوں پر لڑتے مرتے ہیں۔ اور ملک میں اٹک سے کٹک اور پشاور سے راس کماری تک نفاق کی مہلک وبا پھیل رہی ہے۔ اتحاد اور اتفاق کی از حد ضرورت ہے۔ اور یقین ہے۔ کہ مذہبی رہنماؤں کی زندگیوں کے حالات اور اُن کی تعلیم کا مطالعہ کرنا ازبس مفید ثابت ہوگا۔ کیونکہ اس سے لوگوں کو معلوم ہو جائے گا۔ کہ اُن کے مذہبی رہنما اُن سے وہ نہیں چاہتے۔ جو وہ کر رہے ہیں ؞

خواہ ہم مسلمان ہوں یا ہندو۔ ہمیں چاہیئے۔ کہ اپنے مذہب کے سچے پیرو ہونے کے باوجود دوسرے مذاہب والوں سے روا داری کا برتاؤ رکھیں۔ اور ہمارے دل میں اپنی قوم اور وطن کی محبت کا تقاضا ہے۔ کہ مسلمان ہندوؤں کے صحیح خیالات اور اُن کے تمدن کی خوبیوں سے واقف ہوں۔ اور ہندو مسلمانوں کے اصلی جذبات اور محاسن سے آگاہ ہوں۔ تاکہ دونوں میں پائیدار اتحاد کی بنیاد پڑے ؞

میری زبردست خواہش تھی۔ کہ "پیام محبت" میں رادھا سوامی مہاراج۔ دیو گورو بھگوان۔ کبیر صاحب۔ دادو صاحب وغیرہ کے حالات اور تعلیمات بھی درج کرتا۔ مگر بخوفِ طوالت ایسا کرنے سے معذور رہا۔ اِن سب نے بھی پریم اور روا داری کی تعلیم دی ہے ؞

پیامِ محبّت

فصل پہلی

شری کرشن بھگوان

جب دُنیا میں ظلم و ستم - بے انصافی اور گناہ حد سے سوا بڑھ جاتے ہیں۔ اُس وقت کوئی نہ کوئی مہاتما جنم لیتے ہیں - چنانچہ دواپر یُگ کے اخیر میں بھی ایسا ہی ہُوا + اُس وقت کے اکثر و بیشتر فرمانروا ظالم جابر اور بے انصاف تھے - ہر جگہ جس کی لاٹھی اُسی کی بھینس کا راج نظر آتا تھا - کمزوروں اور غریبوں کی نہ جان محفوظ تھی اور نہ مال یا عزّت - دُنیا گناہوں کے بوجھ تلے دبی جا رہی تھی + اُس وقت ظالموں کو سزا دینے - ستم رانوں کو اُن کے کیفرِ کردار کو پہنچانے - جابروں کی روک تھام اور غریبوں کی مدد اور حمایت کے لئے شری کرشن مہاراج دُنیا میں

ضرورت ہے) ذرا بھی تقویت پہنچی۔ قصرِ اتحاد کی بنیاد میں اگر اس نے ایک چھوٹے سے اور بے حقیقت کنکر کا بھی کام دیا۔ تو میں اپنی محنت کو سپھل سمجھوں گا +

"اے مالک! ہمیں توفیق عطا کر۔ کہ ہم اپنے نیک و بد میں تمیز کر سکیں۔ اور بھائیوں کی طرح پریم پیار سے رہ کر دل و جان سے ملک و قوم کی خدمت انجام دے سکیں۔ اور اُنہیں ترقی کی بلند چوٹی پر پہنچا سکیں!

ہندوستان اور ہندوستانیوں کا ادنیٰ خدمت گزار

انبالہ شہر

کوشل

نیام سے نکال لی۔ اور قریب تھا۔ کہ سراسر بے خطا بہتی بہن کو اجل کے گھاٹ آتار دے۔ کہ وسو دیو جی نے کسی طرح اُسے سمجھا بجھا کر ٹھنڈا کیا۔ اور یہ وعدہ کیا۔ کہ میں اپنی اولاد کو خود ہی لا کر آپ کے حوالے کر دیا کروں گا۔ آپ اُسے اپنے ہاتھ سے قتل کر دیں۔ یا جیسا سلوک مناسب سمجھیں روا رکھیں ۔

اِس وقت تو کنس نے دیوکی اور وسو دیو کو چھوڑ دیا۔ مگر کچھ عرصہ بعد پھر کچھ دِل میں آئی۔ کہ بہن اور بہنوئی کو قید کر لایا۔ اور متھرا میں اپنے زیر نگرانی رکھا + جب اِن کے کوئی بچہ ہوتا۔ ظالم کنس فوراً ہمشیرہ زادہ کے خُون سے ہاتھ رنگتا + اِس طرح اُس نے بہن کے چھ فرزند تلف کئے۔ اور اُن کے خُون اپنی گردن پر لئے ۔

ساتواں حمل ضائع ہو گیا۔ اور جب آٹھواں حمل ٹھہرا۔ تو میاں بیوی کی اور بھی زیادہ کڑی نگرانی کی جانے لگی۔ کہ وہ کسی طرح اپنی اولاد کو بچانے میں کامیاب نہ ہو سکیں + ماہ بھادوں کی اشٹمی کے دِن بُدھ وار کو رات کے بارہ بجے قید خانہ کی تنگ و تاریک کوٹھڑی میں شری کرشن مہاراج پیدا ہوئے اُس کریم و کارساز کی قُدرت! شری کرشن نے جنم لیا۔ تو اُس دِن اور وقت نہایت زور کی بارش ہو رہی تھی۔ آدھی رات کا وقت تھا۔ گھنگھور گھٹائیں چاروں طرف سے اُمڈی آ رہی تھیں + ایسا گھٹا ٹوپ

تشریف لائے ؛

قریباً پانچ ہزار سال پیشتر کا ذکر ہے۔ متھرا کے تخت پر راجہ اُگر سین کا ناخلف فرزند کنس حکمران تھا۔ وُہ ظُلم اور بے رحمی کا پُتلا۔ غضب کا سفّاک اور بلا کا سنگ دِل اور سخت گیر تھا۔ اپنے پرائے سب اُس سے تنگ تھے۔ رعایا اُس کے ظُلم و ستم سے نالاں تھی اور اُس کے شاہی سطوت کے آگے محض لاچار ؛ کنس اپنے سالے راجہ جراسندہ والئ مگدھ کی طاقت اور اُسی کی مدد کے بھروسے پر اپنے باپ کو جیتے جی تخت سے اُتار کر خُود راجہ بن بیٹھا تھا۔ اُس نے یادو خاندان کی پاکیزہ شرافت کو خاک میں مِلا دیا تھا ؛ جب ایشور کے بے گُناہ بندوں پر اِس ظالم کی زیادتیاں اور سینہ زوریاں دِن دُونی رات چوگنی بڑھتی ہی گئیں۔ تو اُس رحیم و کریم کی طرف سے اِس کے جَور و ظُلم کے اِنسداد کی خاطر شری کرشن بھیجے گئے ؛

کنس کے چچا راجہ دیوک نے اپنی بیٹی دیوکی کی وسو دیو سے شادی رچائی۔ کنس کوچوان بن کر اپنی بہن اور بہنوئی کا رتھ ہانک لے چلا ؛ رتھ ابھی بہت دُور نہ گیا تھا، کہ اِتنے میں آکاش بانی ہُوئی: "اے کنس! جن وسو دیو اور دیوکی کو تُو رتھ میں بِٹھا کر لے چلا ہے۔ اُن کا آٹھواں بیٹا تیری جان کا گاہک بنے گا!" کنس نے فوراً رتھ کو تھام لیا۔ تلوار

بُوند اُن پر پڑی - کیونکہ جمنا نے خود ہی بھگوان کرشن کو رستہ دے دِیا تھا - اور اننت دیو (شیش ناگ) نے اپنا پھن پھیلا کر وسو دیو کے سر پر چھتری کر رکھی تھی + وسو دیو جی اپنا بیٹا نند جی کے حوالے کر کے اُن کی بیٹی اُس کی بجائے لے آئے - اور اِس ننھی سی جان کو لا کر دیوکی کے ساتھ رِلٹا دِیا +

علے الصبح پہرے داروں نے دیوکی کے بچّہ پیدا ہونے کی خبر کنس کو سُنائی - کنس جھٹ قید خانہ میں پہنچا - اور اُس غنچۂ نو شگفتہ کو بہن سے چھین کر نہایت بے رحمی کے ساتھ پتھر پر پٹک دِیا + اُس میں سے ایک بہشتی نُور نِکل کر آسمان پر جا پہنچا - وہاں اُس نے دیوی کی شکل اختیار کر لی - اُس کے آٹھ بازُو تھے - اِن میں سے کِسی میں سنکھ تھا - کِسی میں چکّر - کِسی میں گدا اور کِسی میں پدم + اِسی وقت دیو بانی ہُوئی - "اے ظالِم کنس! اِس سعیٔ بے کار سے کیا حاصل؟ جو شخص تجھے ایک روز قیدِ حیات سے نجات دِلائے گا - وہ زِندہ بچ نِکلا ہے!"

یہ سُنا - تو کنس کے سر پر بھُوت سوار ہو گیا - سلطنت میں ایک سِرے سے دُوسرے سِرے تک ناکہ بندی کر دی گئی - اور حُکم دے دِیا گیا - کہ جو شِیر خوار بچّہ مِلے - بِلا رد و رعایت جان سے مار ڈالا جائے + چنانچہ کیا متھرا کیا گوکل، چاروں طرف کہرام برپا ہو گیا - ہزار ہا ننھے ننھے معصوم بچّوں کے خُون سے

اندھیرا چھایا ہُوا تھا۔ کہ ہاتھ کو ہاتھ مارے سُجھائی نہیں دیتا تھا + ہوا ایسی زنانے کی چلتی تھی۔ کہ معلوم ہوتا تھا۔ دُنیا کو لے اُڑے گی + ایسے وقت میں تمام پہرے داروں پر غفلت کی نیند طاری ہو گئی + وسودیو اور دیوکی یہ سوچ رہے تھے۔ کہ کس طرح اپنے اس آنکھوں کے تارے کو بچائیں۔ کہ اتنے ہی میں اُنہیں ایسا معلوم ہُوا۔ جیسے کوئی کہہ رہا ہو۔ "اس بچّہ کو اسی لمحہ لے جا کر نند کے گھر میں جسودھا کے پاس چھوڑ آؤ۔ اور اُس کے اسی وقت جو بیٹی پیدا ہوئی ہے۔ اُس کو اُٹھا لاؤ" نند جی گوپوں کے سردار تھے۔ اُن سے وسودیو کی دوستی تھی۔ جسودھا نند جی کی دھرم پتنی تھی۔ وسو دیو جی نے اپنی پہلی بیوی روہنی کو بھی جس کے بطن سے بلرام پیدا ہوئے۔ اُنہی کے ہاں بھیج رکھا تھا۔

وسو دیو اسی وقت بچّہ کو گود میں اُٹھا کر دروازے کے پاس آئے۔ تو دیکھتے کیا ہیں۔ کہ دروازہ کھلا پڑا ہے۔ اور پہرے دار بے خبر پڑے سو رہے ہیں + وہ چُپ چاپ باہر نکل آئے۔ اور جمنا کے کنارے پہنچے + دیکھا۔ دریا طغیانی پر ہے۔ پانی گزوں اُچھل رہا ہے + وہ ایشور کا نام لے کر دریا میں کُود پڑے۔ اور آن کی آن میں پار ہو گئے + اُنہیں یہ معلوم بھی نہ ہُوا۔ کہ اُنھوں نے کس طرح جمنا کو پار کیا۔ اور نہ بارش کی ایک

کرتی تھیں - پڑوسیوں کے گھروں میں چپکے سے جا کر دودھ اور مکھن چکھ آنا - برتن توڑ ڈالنا - اور ایسے ہی بہت سے نقصان کر دینا ان کا روزمرہ کا معمول تھا - مگر کوئی ان کی شکایت نہ کرتا - کیونکہ وہ گوکل کے باشندوں کی جان تھے ۔

جب سے شری کرشن نے جنم لیا تھا - ظالم کنس ان کے خون سے ہاتھ رنگنے کے لئے نت نئے طریقے اختیار کرتا تھا - چنانچہ گوالے اپنے سردار نند جی کے ساتھ مشورہ کرکے جمنا کی بالائی سمت میں شہر متھرا سے کچھ دور پرے ایک ہرے بھرے جنگل میں آ بسے - اور اس کا نام برندا بن رکھا ۔

اب کرشن بھگوان ذرا بڑے ہو گئے تھے - اس لئے وہ اپنے بڑے بھائی بلرام اور گوالوں کے لڑکوں کے ساتھ نند جی کی گائیں چرانے جانے لگے ۔ اس عمر میں شری کرشن سے چند معجزے ظہور میں آئے - انہوں نے وتساسر اور بکاسر کو ہلاک کیا - اسی طرح بہت سے خونخوار جنگلی جانور دھنیوک وغیرہ بھی مارے - جن کا ہلاک کرنا انسان کی طاقت سے بالاتر تھا ۔ جمنا میں ایک جگہ کالیہ ناگ رہتا تھا - اس کے ڈر کے مارے وہاں کوئی جاندار نہیں رہنے پاتا تھا ۔ شری کرشن نے یہ سن کر جمنا میں چھلانگ ماری - کالیہ ناگ اور اس کے گھر والوں کے ساتھ بڑی دیر تک ان کی لڑائی ہوتی رہی - آخر شری

زمین سُرخ ہو گئی + محدُودے چند با رسُوخ لوگوں نے راجہ اور اُس کے اہلکاروں کی مِنّت سماجت کرکے اور بہت سا روپیہ دے دِلا کر اپنے بچّوں کی جان بخشی کرائی - چُنانچہ نند جی بھی اِنہی لوگوں میں شامِل تھے +

شری کرشن کا ظہُور ہُوئے ابھی چند ہی روز گزرے تھے - کہ پُوتنا راکشسی ایک بڑی خُوبصُورت عورت کا بھیس بھر کر - اُنہیں دُودھ پلانے کے بہانے آئی - وَہ زہر مِلا ہُوا دُودھ پِلا کر کنس کے حُکم سے سارے مُلک کے بچّوں کو ہلاک کرتی پھِرتی تھی - شری کرشن نے اُس کی چھاتی سے اُس کا دُودھ پینے کے بہانے اُس کی جان ہی نکال لی +

نند اور جسودھا ماں باپ سے بڑھی ہُوئی محبّت اور شفقت کے ساتھ وسو دیو اور دیوکی کے اِس لختِ جگر کی پرورش کرنے لگے - یہ یادو خاندان کا راج کمار گوکل میں گوالوں کے بچّوں کی طرح پرورِش پا کر پروان چڑھا - سارا گاؤں اِس کی موہنی صُورت پر فِدا تھا - ماتا جسودھا اِنہیں کنھیّا کے نام سے پُکارتی تھی - گوکل کے سبھی لڑکے لڑکیاں - جوان مرد اور عورتیں اور بڑے بُوڑھے شری کرشن سے یکساں مانُوس تھے +

بچپن کا وُہ حِصّہ جو گھر میں گُزرا - اِس میں شری کرشن کی شوخیاں گوکل والوں کو بہت تنگ

کام کریں + اور پرستش کے لائق بھی وُہی چیز ہے۔ جو ہم کو زندہ رکھتی ہے۔ گائیں ہماری زندگی بسر کرنے اور روزی کمانے کا ذریعہ ہیں اور ہمارے سامنے والی گوبردھن پہاڑی۔ ہم قربانیاں کریں۔ تو انہی کے واسطے کریں ؛

سب لوگوں کو ان کی صلاح پسند آئی۔ مگر اندر دیوتا کو یہ بات سخت ناگوار گزری۔ اور اُس نے ایسے زور کی بارش برسائی۔ کہ روزِ قیامت برپا ہو گیا۔ برندا بن والوں کو سخت مصیبت میں دیکھا۔ تو شری کرشن مہاراج نے گوبردھن پربت کو اُکھاڑ کر چھتر کی طرح برندا بن پر اُٹھا لیا۔ اندر اپنا سا مُنہ لے کر رہ گیا +

شری کرشن کے کارنامے دُور دُور تک شہرت پا چکے تھے۔ اب کنس کو بھی معلوم ہو چکا تھا۔ کہ شری کرشن جی اُس کی بہن دیوکی کے فرزند ہیں + وُہ مجرم تھا۔ دِل کانپ اُٹھا۔ سخت فکر دامن گیر ہوئی۔ چُپکے سے اِن کو ہلاک کر دینا چاہا۔ چُنانچہ کیشی اور دیوم دو راکشسوں کو بھیجا۔ مگر شری کرشن نے اِن دونوں کو ٹھکانے لگا دیا۔ کھُلے بندوں شری کرشن بھگوان پر ہاتھ ڈالنا غیر ممکن تھا۔ رعایا جو اِن کی عاشق اور مُرید تھی بگڑ کھڑی ہوتی۔ فوج کی طرف سے بھی یہ دھڑکا تھا۔ کہ شری کرشن سے مُقابلہ نہ کرے گی۔ لاچار منصوبہ باندھا۔ کہ

کرشن مہاراج نے اُن کو مغلوب کر لیا۔ کالیہ ناگ نے معافی مانگی۔ اور وہاں سے چلا گیا ؛

ایک بار برندا بن کے باشندے اِندر دیوتا پر قربانیاں چڑھانے کے واسطے ایک بڑا بھاری یگیہ رچنے کی تیاریاں کرنے لگے۔ یہ دیکھ کر شری کرشن نے نند جی سے پوچھا۔ "آپ لوگ کیا کرنے لگے ہیں؟"

نند جی بولے۔ "ہم زمانہ کی قدیم رسم کے مطابق اِندر دیوتا کی پوجا اور اُس کو بھینٹ چڑھانے کی تیاری کرتے ہیں۔ اِندر بارش کا دیوتا ہے۔ مینہ اُسی کے حکم سے برستا ہے۔ اور بارش سے کھیت ہرے ہوتے ہیں۔ اناج کی پیداوار ہوتی ہے۔ اور انسان کی روزی کا سامان حاصل ہوتا ہے"؛

کرشن جی کی عمر ابھی بچپن ہی کی حد میں تھی۔ وُہ کوئی عالِم اور ہُنر والے بھی نہ تھے۔ مگر اُنھوں نے فرمایا۔ "اِنسان کی ہستی اُس کے کرموں کا پھل ہے۔ اُس کی پیدائش۔ اُس کا سُکھ اور دُکھ۔ اُس کی بھلائی بُرائی سب اُسی کے کرموں کا نتیجہ ہے۔ نہ آدمی کوئی کرم کرے۔ اور نہ کوئی انجام نکلے + پس دُنیا میں کوئی چیز اعلےٰ اور برتر ماننے کے قابِل ہے۔ تو وُہ یہی اعمال یا کرم ہیں + اِندر کی پرستِش ایک عبث فِعل ہے۔ فِعل یا کرم ہی اِندر ہے + اگر ہم کو جینا منظور ہو۔ تو چاہیئے۔ کہ ہم

شری کرشن اور بلرام سے کہا گیا - کہ وہ کشتی کے لئے اکھاڑے میں اُتریں + یہ تو پہلے ہی جانتے تھے - کہ کنس کی نیت میں فساد ہے - اب اہلِ جلسہ پر بھی راجہ کی بدنیتی کا حال کھل گیا + لوگوں کو غصہ تو بہت آیا - مگر ظالم بادشاہ کے آگے کس کی پیش جا سکتی تھی +

دونوں بھائیوں نے دم کے دم میں خونخوار پہلوانوں کو مار ڈالا - گوالوں کے لڑکوں نے خوشی کے جوش میں دنگل میں آ کر ناچنا شروع کر دیا + اب کیا تھا ؟ کنس کی آنکھوں میں سارا جہان تیرہ و تار ہو گیا - حکم دیا - کرشن کو فوراً شہر بدر کر دو - وسودیو کو کتے کی موت مار ڈالو - اور نند کو گرفتار کر کے قید خانہ میں ڈال دو - کہ سڑ سڑ کر جان دے + ظلم کا پیمانہ جو پہلے ہی لبریز ہو چکا تھا - اب چھلک گیا ! ایسے ظالمانہ احکام کی تعمیل کے لئے کون آگے بڑھتا ؟ کرشن جی کود کر اُس شامیانہ میں جا پہنچے - جہاں کنس بیٹھا تھا - اور اُسے بالوں سے پکڑ کر بڑے زور سے زمین پر دے مارا + کنس مارا گیا - اور فتح و کامرانی کا سہرا شری کرشن کے سر رہا + کنس کا بدلہ چکانے کے لئے اُس کا بھائی سُناما آگے بڑھا - مگر وہ بھی انجام کار بلرام کے ہاتھوں مارا گیا +

مکر سے اِن کو مروا ڈالے + اِس لئے اُس نے متھرا کے ایک شخص اکرور نامی کو جو رِشتہ میں وسودیو کا بھائی لگتا تھا۔ شری کرشن کو متھرا میں لانے کے لئے برندا بن بھیجا +

وُہ کنس کا دِلی مطلب سمجھ گیا۔ چُنانچہ نند جی کو شاہی پیغام دینے کے بعد اُس نے کنس کا منصوبہ بھی اِن پر واضح کر دیا + نند جی نے شری کرشن کو اُن کی پیدائش کا سارا حال سُنایا۔ کرشن کی رگِ حمیّت پھڑک اُٹھی۔ اور اُنھوں نے کنس سے اپنے بھائیوں کا بدلہ چُکانے اور اُسے اُس کے کیفرِ کردار کو پہنچانے کے لئے کمرِ ہمّت باندھ لی + وُہ اکرور کے ساتھ متھرا میں تشریف لائے۔ نندجی۔ بلرام اور بہت سے جوانمرد گوپ بھی اُن کے ہمراہ تھے + کنس نے ظاہر داری کے طور پر کرشن بھگوان کی متھرا میں آمد پر خوشی کا جلسہ کیا۔ جس میں کھیل تماشوں کا بھی اِنتظام کیا گیا تھا +

متھرا میں پہنچ کر شری کرشن مہاراج نے پہلے شاہی دھوبی کو ٹھکانے لگایا۔ اِس کے بعد جب وُہ دنگل میں داخل ہُوئے۔ تو پہلے ایک مست ہاتھی اُن پر چھوڑا گیا۔ وُہ اِس کو مار کر آگے بڑھے + چانُور اور مُشٹک اِن دونوں یکتائے روزگار قوی ہیکل پیل تن پہلوانوں کو کنس نے پہلے ہی سِکھا رکھا تھا۔ کہ شری کرشن اور بلرام کو زندہ نہ چھوڑنا + اب

پوشیدہ نہیں ہیں + اس لئے آپ اجازت عطا فرمائیں۔ کہ اب میں اپنے ماں باپ کی تھوڑی بہت خدمت بجا لا کر اپنا کلیجہ ٹھنڈا کر سکوں ؟؟

لاچار نند جی نے برندا بن کی راہ لی +

علم حاصل کرنے کی جو عمر تھی۔ اُسے شری کرشن برندا بن کے جنگلوں میں ڈنگر چراتے اور بنسری بجاتے گزار چکے تھے۔ لیکن اب اُنہوں نے محسوس کیا۔ کہ اُن کے لئے علم حاصل کرنا از بس ضروری ہے۔ کیونکہ بغیر حصولِ تعلیم وُہ اپنے رُتبہ کے فرائض کو بطریقِ احسن انجام دینے کے قابل نہ ہو سکیں گے + وُہ دُنیا میں اہلِ عالم کی تلقین و اصلاح کے لئے تشریف لائے تھے۔ اور اس کام کے لئے تعلیم کی ضرورت تھی۔ چنانچہ وُہ اُجین شہر کے مضافات میں سندیپن رشی کی خدمت میں حاضر ہوئے +

یہاں کرشن اور اُن کے سوتیلے بھائی بلرام نے کچھ عرصہ گزارا۔ اور شاستر وِدیا اور شستر وِدیا میں خُوب مہارت حاصل کر لی + فطری قابلیّت کو تعلیم و تربیت نے خُوب جِلا دے دی۔ اور اُس زمانہ میں جو علوم و فنون مُروّج تھے۔ کرشن بھگوان اُن سب میں طاق ہو کر متھرا میں واپس آئے۔ چنانچہ مہا بھارت وغیرہ میں جا بجا کرشن کے علم و فضل اور لیاقت کا تذکرہ ہے + بطور گورو دکھشنا

متھرا والوں نے متفقہ رائے سے شری کرشن کو تاج و تخت پیش کیا۔ مگر اُنھوں نے اُسے قبول نہ کیا + آپ نے اپنے بڈھے اور مظلوم نانا اُگر سین کو قید خانہ سے رہائی دلائی۔ اور کہا:-

"کنس کی بدکرداری حد سے سوا بڑھ گئی تھی۔ میں نے محض خلقِ خدا کو اُس کے پنجۂ ظلم سے چھٹکارا دلانے کی خاطر اُس کی جان لی۔ مجھے حکومت اور سلطنت کی ہوس نہیں"۔

پھر کنس کی بیوہ رانیوں و دیگر عزیزوں کے قدموں پر گرے۔ اور خطا کی معافی مانگی+ جب کنس کی آخری رسومات ادا ہو چکیں۔ تو راجہ اُگرسین تخت پر بیٹھے۔

اس کے بعد شری کرشن نے اپنے والدین کو قید خانہ کی مصیبت سے نجات دلائی+ جب نند جی نے اِن سے برندا بن چلنے کے لئے کہا۔ تو اِنھوں نے فرمایا۔" آپ ہی کی عنایت سے ہمارا خاندان تباہ و برباد ہونے سے بچ گیا ہے۔ ورنہ کنس نے اس کا نام و نشان حرفِ غلط کی طرح صفحۂ ہستی سے مٹا ڈالنے میں کون سی کسر اُٹھا رکھی تھی؟ میں آپ کے اور ماتا جسودھا جی کے احسانات تا عُمر نہ بھولوں گا۔ لیکن میرے ماتا پتا نے میری خاطر آج تک جو جو مصیبتیں جھیلی ہیں۔ وہ آپ سے

تک کہ دوغلی نسل کا یون راجہ "کال یون" بھی
اُس کی مدد کے لئے ہمراہ آیا + اِس کال یون
کے ساتھ ملیچھ اور وحشی اقوام کے لوگوں کی ایک
بہت بڑی تعداد تھی +
اِس وقت موقعہ شناس شری کرشن نے یہی فیصلہ
کیا - کہ اِس ٹڈی دل لشکر کے ساتھ مقابلہ کرنا
اپنے تئیں آپ تباہ کرنا ہے - چنانچہ اُنہوں نے
سمندر کے کنارے دوارکا پوری بسائی - اور ایک
نہایت مستحکم قلعہ تعمیر کرکے سب کو وہاں لے
گئے - اور اِن کی حفاظت کا مناسب انتظام کرکے
آپ پھر متھرا چلے آئے + کال یون نے اِن کا
تعاقب کیا - مہاراج شری کرشن نے ایسی ترکیب
سے کام لیا - کہ وُہ جل کر راکھ ہو گیا + اِس
کے بعد موقعہ پا کر شری کرشن نے جراسندھ اور
اُس کے ساتھیوں کو شکست فاش دے کے
چھوڑی +
راجہ بھیشمک والئے برار کی حسین شاہزادی
رکمنی کے بے نظیر حسن و جمال کا شہرہ سُنا - تو
شری کرشن ہزار جان سے اُس پر فریفتہ ہو گئے +
اِدھر رکمنی بھی کرشن جی کی صورت و سیرت پر
دل و جان سے فدا تھی - اِس کے والد کی خواہش
بھی یہی تھی - کہ رکمنی کی شادی شری کرشن سے
ہو - لیکن رکمنی کا بھائی رکمی جو بڑا ضدی

کرشن جی سندیپن کے بیٹے کو پنچ جن نامی راکشس کے پنجۂ ظلم و ستم سے چھڑا کر لائے + یہ راکشس ایک بڑی بھاری تمی مچھلی کی شکل میں پربھاس تیرتھ میں رہتا تھا + گوروکل میں علم و فضل کے علاوہ شری کرشن نے سداماں جیسا وفادار اور بے نظیر دوست بھی پایا + شری کرشن نے دوستی کی جو قابلِ تقلید مثال پیش کی ہے - وہ عدیمَ المثال نہیں - تو بہت ہی کمیاب ضرور ہے +

کنس کے مرنے کے بعد اس کی دو بیویاں استی اور پراپتی جو راجہ جراسندہ کی بہنیں تھیں. رنڈاپا کاٹنے کے ارادے سے اپنے بھائی کے ہاں چلی آئیں - اور کرشن کے خلاف اس کو اس قدر بھڑکایا - کہ ان کی غیر حاضری میں اس نے لشکر کثیر لے کر متھرا پر دھاوا بول دیا + لیکن غنیمت یہ ہوا - کہ شری کرشن جی عین وقت پر متھرا پہنچ گئے + شری کرشن یہ سوچ ہی رہے تھے - کہ اپنے وطن کی اصلاح کا کام کس طرح شروع کیا جائے - کہ قدرت نے یہ موقعہ خود ہی پیش کر دیا +

جراسندہ نے متھرا پر پے در پے سترہ حملے کئے - مگر ہر بار اسے زک اٹھانی پڑی - آخر اٹھارھویں مرتبہ جراسندہ بڑی تیاریوں سے آیا - اور بجملہ باجگذار فرمانرواؤں کو بھی ساتھ لایا - یہاں

نے مچھلی کی آنکھ میں نشانہ لگا کر سوئمبر کی شرط پوری کر دی - تو راجے مہاراجے بہت بگڑے - کیونکہ ارجن اور اُس کے بھائی لاکھ کے محل سے نکل کر برہمنوں کے بھیس میں پھرتے تھے - اور راجوں نے اِس بات کو سخت توہین اور اپنی بے عزتی سمجھا - کہ اِتنے سارے کھشتریوں کی موجودگی میں درَوپدی ایک کنگال برہمن کے پلّے پڑے + اِدھر شری کرشن بھگوان حقیقتِ حال سے کب بے خبر تھے ؟ موقع دیکھ کر اپنی مظلوموں اور کمزوروں کی مدد کا جلوہ دِکھایا - قریب تھا - کہ بہت سے ناکام اور مایوس راجے مِل کر سُوربیر ارجن پر ٹوٹ پڑیں - کہ شری کرشن نے اُس کے حق میں فتوےٰ دے دِیا + وُہ بہت با اثر شخص تھے - چُنانچہ اُن کے فیصلہ کے آگے سب نے سرِ تسلیم خم کر دِیا پانڈوؤں کی ماں کُنتی شری کرشن کی پھُوپھی لگتی تھی - اِسی وقت سے وُہ اِن کے دوست - مشیر اور رہنما ہو گئے +

ایک دفعہ ارجن سے ایک تصوُر بن پڑا - اِس لئے وُہ اپنی مرضی سے تیرتھ جاترا کے لئے چلا گیا اثنائے راہ میں ایک جگہ شری کرشن سے اُس کی مُلاقات ہو گئی - یہ اُسے اپنے ساتھ دوارکا پوری کو لے گئے - اور اُس کے ساتھ اپنی بہن سُبھدرا کی شادی رچا دی - بیر ابھمنیُو اِسی سُبھدرا کے

تھا - اِس بات پر اَڑا ہُوا تھا - کہ رُکمنی کا بیاہ چیدی کے راجہ سِشُپال کے سِوا اور کِسی کے ساتھ نہ ہو - سِشُپال راجہ جراسندہ کا دوست - حمایتی اور سپہ سالار تھا - بھیشمک پر بھی اِس کا کُچھ دباؤ تھا - چُنانچہ سِشُپال کے ساتھ رُکمنی کی شادی قرار پا گئی - اور وُہ جراسندہ کو ساتھ لئے کُندن پُور میں آ دھمکا ✦

اب تو رُکمنی بہُت گھبرائی - وُہ دِل ہی دِل میں اپنے تئیں شری کرِشن کے قدموں پر نثار کر چُکی تھی - کِسی دُوسرے کے ساتھ بیاہ کرنا اُس کے لئے ناممکِن تھا - چُنانچہ اُس نے شری کرِشن سے پرُوہت کی معرفت مدد کے لئے اِستدعا کی - اور شری کرِشن نے اُس کی درخواست منظُور کر لی - جب بیاہ سے پہلے دِن پُوجا کے بہانے رُکمنی امبکا بھوانی کے مندِر میں آئی - تو شری کرِشن نے ایک طرف سے نِکل کر اُس کو رتھ میں بِٹھا لیا - اور ہوا کی سی تیزی کے ساتھ لے اُڑے ✦ رُکمی نے تعاقب کیا - اور قریب تھا - کہ مارا جائے - تو رُکمنی نے اُس کے حق میں سِفارِش کی - اور شری کرِشن نے اُس کا قصُور مُعاف کر دِیا ✦ شری کرِشن نے دوارکا میں آکر رُکمنی سے باقاعدہ شادی کر لی - جس کے کُچھ عرصہ بعد پردیومن پیدا ہُوا ✦

دَروپدی کی سوئمبر سبھا میں جب بہادُر ارجُن

تلک یعنی نذر دینے کا وقت آیا - تو یُدھشٹر کے دریافت کرنے پر بھیشم پتامہ نے کہا۔

" اس مجمعِ عظیم میں جہاں ہندوستان بھر کے تمام نامور برہمن - برگزیدہ عالم - ویدوں کے فاضل - فنونِ جنگ کے ماہر - سورمے کھشتری اور جوانمرد راجے موجود ہیں - شری کرشن ہی سب سے بڑھ کر قابلِ تعظیم ہیں وُہ آفتاب کی طرح چمکتے ہیں - اس لئے سب سے پہلے اُنہی کی خدمت میں نذر گزرانو "

چنانچہ یُدھشٹر کے اشارے سے سہدیو نے شری کرشن کی پیشانی پر تلک کر دیا - اب تو ششوپال کے تن بدن کو آگ لگ گئی - اُس نے شری کرشن کو بہت کچھ بُرا بھلا کہا - اور بکتا جھکتا یگیہ شالا سے باہر نکل گیا + یُدھشٹر نے اُس کو منانے اور ٹھنڈا کرنے کی ہر چند کوشش کی - مگر لاتوں کے بھوت باتوں سے بھلا کب مانتے ہیں + جب بھیشم پتامہ کی بھی اُس نے ایک نہ سُنی - تو شری کرشن نے فرمایا :-

" ششوپال کی ماں کے کہنے سے مَیں آج تک اس کے پُورے ایک سَو قصور مُعاف کر چُکا ہُوں - لیکن اب حد ہو چُکی + معلوم ہوتا ہے - اس کے ظلم و ستم کا پیمانہ لبریز ہو چُکا ہے "

چنانچہ ششوپال اور کرشن مہاراج دونوں میدان میں اُترے - اور خم ٹھونک کر ایک دوسرے

بطن سے پیدا ہؤا تھا +

کچھ عرصہ بعد نارد مُنی نے مہاراجہ یُدھشٹر کو راجسُویہ یگیہ رچانے کا مشورہ دیا + اُنھوں نے شری کرشن سے صلاح پُوچھی - تو آپ نے فرمایا - کہ نارد مُنی نے جو مشورہ دیا ہے - وُہ کچھ بےجا نہیں ہے - مگر پہلے راجہ جراسندہ کو ٹھکانے لگانا چاہئے - کیونکہ اُس کا دِماغ آج کل عرشِ معلّےٰ پر ہے + اُس نے چھیاسی راجاؤں کو قید کر رکھا ہے - اَور اِس امر کا متمنّی ہے - کہ اَور ۱۴ فرمانرواؤں کو قید کرکے ایک نہایت شاندار یگیہ رچے - اَور اُس میں اِن سب راجاؤں کی قُربانی چڑھائے + اِن کی صلاح سب کو پسند آئی - چُنانچہ شری کرشن ' ارجُن اَور بھیم بھیس بدل کر جراسندہ کی راج دھانی میں جا پہنچے + کئی روز تک لڑائی ہوتی رہی - آخرکار یہ ظالِم و بد سرِشت راجہ مارا گیا - شری کرشن نے اُس کے بیٹے سہدیو کو مگدھ کے تخت پر بٹھایا - اَور سب لوگ ظفریاب و مسرُور اِندر پرستھ کو لَوٹ آئے +

اب پانڈوؤں نے یگیہ کی تیاّری کی - اَور یگیہ کے متعلق مختلِف فرائض کی انجام دہی کے لئے عزیز و اقارب اور دوست احباب تعینات کئے گئے + شری کرشن نے یگیہ شالا پر پہرہ دینے اَور برہمنوں کے پاؤں دھونے کی خدمت اپنے ذِمّہ لی + جب

شری کرشن نے کہا۔ "دُریودھن نے پانڈوؤں کے ساتھ حد درجہ شرمناک سلوک روا رکھا ہے۔ پر اِنھوں نے صداقت و راستی کی خاطر یہ تمام تکالیف خوشی خوشی جھیل لی ہیں + دُریودھن عاجزی اور نرمی سے ہرگز نہیں مانے گا۔ اِس لئے ایک قاصد کوروؤں کے دربار میں بھیجا جائے۔ اور اُن سے اِستدعا کی جائے۔ کہ پانڈوؤں کا راج اُنھیں پھیر دیا جائے۔ لیکن اِس کے ساتھ ہی ایک ایک قاصد اُن تمام راجاؤں کی خدمت میں بھی روانہ کیا جاوے۔ جو یہاں تشریف نہیں رکھتے ہیں۔ اور اُن سے اِستدعا کی جائے۔ کہ اگر پانڈوؤں کو اپنا تاج و تخت واپس لینے کی خاطر لڑنا بھڑنا پڑے۔ تو حتی الوسع اِن کی اِمداد کی جائے"+

چُنانچہ ایسا ہی عمل میں آیا + دھرت راشٹر نہیں چاہتا تھا۔ کہ جنگ کی نوبت آئے۔ مگر دُریودھن نہ مانا۔ اور ایلچی بے نیل و مرام واپس آ گیا۔ اور دونوں طرف سے کُھلّم کُھلّا جنگ کی تیاریاں ہونے لگیں +

کورو اور پانڈو دونوں ہی دِل سے اِس امر کے متمنّی تھے۔ کہ شری کرشن بھگوان اُن کی مدد کریں۔ چُنانچہ پانڈوؤں کی طرف سے ارجن اور کوروؤں کی طرف سے دُریودھن ایک ہی دِن اور قریب قریب ایک ہی وقت میں شری کرشن کی

پر جھپٹ پڑے + آخر کرشن کی فتح ہوئی - اور ششو پال مارا گیا + یدھشٹر نے نہایت تکریم سے ششو پال کی آخری رسوم ادا کیں - پھر اُس کے بیٹے کو چھیدی کی گدی پر بٹھایا - اس کے بعد اپنا راجسویہ یگیہ رچایا + یگیہ ہو چکا - تو پانڈوؤں کی اجازت لے کر شری کرشن دوارکا پوری کو تشریف لے گئے +

جب یدھشٹر جوئے میں دروپدی کو بھی ہار گیا۔ تو دریودھن نے دروپدی کو سبھا میں بلایا - اور اس کے حکم سے اس کا بھائی دشاسن دروپدی کو ننگا کرنے کے لیئے اس کی ساڑھی اتارنے لگا + اس وقت سب طرف سے مایوس ہو کر دروپدی نے مدد کے لیئے شری کرشن کو پکارا - یوگی راج کرشن نے دروپدی کی ساڑھی کو اتنا بڑا کر دیا - کہ دشاسن اسے کھینچتا کھینچتا ہار گیا + اس طرح بھگوان نے دروپدی کی لاج رکھی +

پانڈوؤں کا تیرہ برس کا بن باس پورا ہو چکا۔ اور شری کرشن کے بھانجے ابھمنیو اور راجہ وراٹ کی شہزادی اُترا کی شادی بخیر و خوبی انجام پا چکی - تو ایک روز پانڈوؤں کے حمایتی راجاؤں کی سبھا ہوئی - اور یہ مسئلہ پیش ہوا - کہ پانڈوؤں نے اپنا عہد پورا کر دکھایا ہے - اب انہیں کیا کرنا چاہیئے +

میں پانڈو کبھی فتحیاب نہ ہوتے۔ اگر شری کرشن ان کے پُشت پناہ نہ ہوتے۔ خیر!

پانڈو اب بھی نہیں چاہتے تھے۔ کہ اپنے ہی بھائیوں کے خُون سے زمین کو سیراب کیا جائے۔ اور مُلک غارت ہو۔ اُنہوں نے کہا۔ کہ اگر کورَو ہم پانچوں بھائیوں کو صرف ایک ایک گاؤں بھی دے دیں۔ تو ہم اُسی پر قناعت کر لیں گے۔ اور جو کچُھ اب تک ہو چُکا ہے۔ اُس پر خاک ڈال کر کورَوؤں سے صُلح و صفائی کر لیں گے۔ شری کرشن کو یہ بات بہُت پسند آئی۔ اور یہ پیغام ہستناپور کے دربار میں بھیجا۔ مگر دُریودھن نہ مانا۔ جو کچُھ ہونے والا تھا۔ وُہ شری کرشن سے کب چھُپا تھا۔ مگر پھر بھی اِنہوں نے کہا۔ کہ ایک دفعہ مَیں بھی کوشش کرکے دیکھ لُوں۔ پانڈوؤں نے اِنہیں ہر چند منع کیا۔ کہ آپ نہ جائیے۔ کہیں ایسا نہ ہو۔ ہمارے کارن مُنہ پھٹ دُریودھن آپ کو کچُھ بُرا بھلا کہہ بیٹھے۔ مگر شری کرشن نے ان کی ایک نہ سُنی۔

آپ ہستناپُور پہنچ کر وِدُر جی کی کُٹیا میں فروکش ہُوئے۔ اگلے روز شری کرشن نے دربار میں جاکر کورَوؤں کو سمجھایا۔ کہ پانڈوؤں کا راج پاٹ واپس دے دو۔ درون آچاریہ۔ بھیشم پِتامہ۔ وِدُر وغیرہ بزرگوں نے بھی اِن کی رائے سے اِتفاق کیا۔ دھرت راشٹر کو یہ بات بدِل منظور تھی۔

خدمت میں حاضر ہوئے - کہ ان سے مدد کے لئے التجا کریں + دُریودھن ذرا دیر پہلے شری کرشن کے محل میں جا پہنچا تھا - شری کرشن اس وقت بسترِ استراحت پر آرام فرما رہے تھے - اس لئے وہ ان کے سرہانے کی طرف ایک کرسی پر جا بیٹھا + جب ارجن آیا - اُس وقت تک بھی کرشن جی پڑے سو ہی رہے تھے - وہ چُپکے سے ان کے پیروں کی جانب جا بیٹھا +

شری کرشن کی نگاہ پہلے ارجن پر پڑی - مگر دُریودھن بولا - " مہاراج پہلے میں آیا ہوں "+ شری کرشن نے کہا - " میں دونوں کی مدد کروں گا - ایک طرف میری دس لاکھ مسلح فوج ہوگی - اور دوسری طرف میں آپ ہوں گا - مگر شرط یہ ہے - کہ نہ خود ہتھیار اُٹھاؤں گا - اور نہ لڑوں گا "+ دُریودھن نے دس لاکھ فوج لینا پسند کیا - اور ارجن نے نہتے شری کرشن کو + یدھشٹر اور اور لوگ ارجن کے اس انتخاب سے نہایت خوش ہوئے - کیونکہ وہ جانتے تھے - کہ شری کرشن کے مقابلہ کا مدبّر - دُور اندیش - مُعاملہ فہم - دانا اور صاحبِ اقبال اور کوئی نہیں ہے - راج نیتی اور دھرم نیتی کو بھی اُن سے بہتر کوئی نہیں سمجھ سکتا - چُنانچہ یہ امر یقینی ہے - کہ جس طرف وُہ ہوں گے - فتح و نُصرت بھی اُسی طرف ہوگی + یہ بات بالکل سچ ہے - مہابھارت کی خونریز لڑائی

چرنوں میں شردھا اور بھگتی کے ساتھ سیس نواتا ہے"

جب شری کرشن کو اور کوئی چارۂ کار نظر نہ آیا۔ تو آپ ہستناپور سے چلے آئے۔ اب باقاعدہ اعلانِ جنگ ہو گیا ٭ دُریودھن نے بھیشم کو اپنے لشکر کا سپہ سالار بنایا۔ نمک کا پاس تھا۔ ورنہ دل بھیشم پتامہ کا بھی پانڈوؤں کے ساتھ تھا٭ پانڈوؤں کے لشکر کی کمان دھرشٹ دیومن کے ہاتھ میں تھی۔ شری کرشن ارجن کے رتھ بان بنے۔ کیونکہ وُہ پہلے ہی عہد کر چکے تھے۔ کہ نہ وُہ خود لڑیں گے۔ اور نہ ہتھیار اُٹھائیں گے ٭ اِنہوں نے ارجن کا رتھ دونو لشکروں کے بیچ میں لے جا کر کھڑا کر دیا٭ ارجن نے اپنے چاروں طرف کے لشکرِ عظیم پر غور سے نگاہ کی۔ تو اُس کا دِل بحرِ یاس و غم میں غوطے کھانے لگا ٭

اُس نے دیکھا۔ کہ ہر طرف عزیز و اقارب۔ اپنے یگانے۔ دوست رشتہ دار۔ ماموں۔ نانا۔ بھائی۔ چچے۔ بھتیجے۔ اُستاد اور پُروہت۔ چھوٹے اور بڑے کھڑے ہیں ٭ اُس کا بدن تھرتھر کانپنے لگا۔ پیشانی پر پسینے کے قطرے نمودار ہو گئے۔ ہاتھ پاؤں سرد پڑ گئے۔ چہرہ کا رنگ فق ہو گیا۔ اور کمان ہاتھ سے چھوٹ گئی ٭ وُہ کرشن جی کو مخاطب کر کے بولا :-

مگر دُریودھن نے کِسی کی ایک نہ سُنی + بولا :-

"اگر پانڈوؤں نے تکالیف جھیلی ہیں۔ تو اِس میں میرا کیا قصور ہے؟ دھمکیوں سے ڈر کر سلطنت دُوسرے کے حوالے کر دینا سچّے کھشتریوں کا نہیں بلکہ نامردوں کا کام ہے + مر جانا قبول ہے۔ مگر پانڈوؤں کے آگے سر جُھکانا منظور نہیں + پانچ گاؤں تو بہت ہوتے ہیں۔ مَیں پانڈوؤں کو اِتنی زمین بھی نہ دُوں گا۔ جتنی کہ سُوئی کی نوک"+

جب کرِشن بھگوان نے دیکھا۔ کہ نرمی سے کام نِکلتا نظر نہیں آتا۔ تو غُصّہ میں بھر کر فرمایا :-

"دُریودھن! لاکھ کا محل تُم نے تعمیر کرایا۔ بھیم کو زہر تُم نے کِھلایا۔ جُوئے کا کھیل تُم نے رچایا۔ بر سر دربار اَبلا دروپدی کو بے عِزّت تُم نے کرایا۔ پھر بھی یہی کہتے ہو۔ کہ تُمہارا کوئی قصور نہیں ہے! یقیناً تُمہارے سر پر قضا کھیل رہی ہے"+

اِس پر دُریودھن نے دُشاسن کے ساتھ سازِش کر کے اُنہیں قید کر لینا چاہا۔ مگر راز کُھل گیا۔ دھرت راشٹر نے اُس کو بہت لعنت ملامت کی۔ اور بِدُر جی نے جِھڑک کر کہا :-

"دُریودھن! تیری یہ مجال کہ شری کرِشن مہاراج کو قید کرے! نادان! تُجھے یہ بھی معلوم نہیں۔ کہ شری کرِشن کا نام سُن کر بڑے بڑے فاتحانِ عالم کے دِل کانپ اُٹھتے ہیں۔ اور کُل عالم اِن کے

ہیں ۔ نہ آگ جلا سکتی ہے ۔ نہ پانی گلا سکتا ہے۔ اور نہ ہوا سُکھا سکتی ہے ۔ پھر مرنے سے کیا ڈرنا؟ اور جن لوگوں کے مارنے سے تُو گھبراتا ہے۔ وُہ تو آپ ہی اپنے کرموں سے مرے ہُوئے ہیں + انسان کو اپنے وُہ تمام نیک و بد فرائض ادا کرنے لازم ہیں ۔ جن کے واسطے وُہ پیدا کیا گیا ہے +

" ارجُن! دُنیا میں دھرم ہی سب سے افضل ہے۔ دھرم کی راہ پر چلنا اِنسان کا فرض مقدّم ہے + اِنسان کو چاہئے ۔کہ اپنا فرض ادا کرے + کام کرنا اِنسان کا دھرم ہے ۔ کرم کرو ۔ مگر اُس سے حاصل ہونے والے نفع نقصان، سُکھ دُکھ کا خیال تک دِل میں نہ لاؤ + زاہد و عابد وُہی شخص ہے۔ جو اپنے کرم کا ثمرہ پانے کی آرزُو کئے بغیر کام کرتا رہے ۔ اپنے کرم کا اجر یا صِلہ پانے کی خواہش نہ کرو۔ نِشکام کرم کرو۔ اور دُنیا کی جھیل میں کنوَل کے پھُول کی مانند تیرو + کرم ہی سچّا جوگ ہے ۔کرم ہی سچّی ریاضت ہے +

" اِس وقت تُو ہر قِسم کے وسوسے اپنے دِل سے نِکال ڈال ۔ اور اپنا فرض ادا کر + اگر تُو اپنے فرض کی ادائیگی سے قاصِر رہے گا ۔ تو پاپ کا بھاگی بنے گا ۔ کیونکہ جو بد ہیں ۔ اُنہیں کیفرِ کردار کو پہنچانا تیرا کام ہے + دیکھ ارجُن! اگر تُو رَن میں کھیت رہا ۔ تو سیدھا سورگ میں جائے گا ۔ اور اگر

"مہاراج ! مَیں جنگ کرنا نہیں چاہتا ! آپ ذرا غور تو فرمائیے - کہ اِن لوگوں پر مَیں کِس طرح ہاتھ اُٹھا سکتا ہُوں + اِنہیں مار کر اگر تینوں جہان کی سلطنت بھی مجُھے مِلے - تو مَیں اُس پر بھی ہزار بار لعنت بھیجتا ہُوں ! مجُھے اَیسے راج پاٹ کے حصُول کی مُطلق تمنّا نہیں ہے !"

اِس موقعہ پر کرِشن بھگوان نے ارجُن کو جو اُپدیش دِیا - وُہی "گیتا" یا "بھگوت گیتا" کے نام سے مشہُور ہے + یہ ایک نہایت عُمدہ ، بے حد سبق آموز اَور مقدّس کتاب ہے - جو دُنیا میں اِس قدر مقبُول ہُوئی ہے - کہ ہر ایک زبان میں اِس کا ترجمہ ہو چُکا ہے - دُنیا کے بڑے بڑے عالِم اَور فاضِل اِس کو بڑے شوق سے پڑھتے اَور تسکینِ قلب حاصل کرتے ہیں + یہ اَیسی ہی چیز ہے - کہ بار بار دُنیا والوں کو نصِیب نہیں ہو سکتی - اِسے فلسفہ، گیان ، ویدوں اَور اُپنشدوں کا نچوڑ سمجھو +

آپ نے یُوں وعظ دِیا :-

"اے کُشتۂ غم و یاس ! ہوشیار ہو + رُوح کو قاتِل یا مقتُول سمجھنا نادانی ہے - رُوح غیر فانی ہے + جِس طرح ہم پُرانے کپڑے اُتار کر نئے کپڑے پہن لیتے ہیں - اُسی طرح رُوح اِس جسِم خاکی کا چولا بدلتی رہتی ہے - یہی تبدیلی مَوت کے نام سے مشہُور ہے + رُوح کبھی فنا نہیں ہوتی - نہ اِس کو ہتھیار کاٹ سکتے

چکے تھے - اس لئے دھرت راشٹر اور گاندھاری کو سمجھانے اور تسلی و تشفی دینے کے لئے پانڈوؤں کو ہمراہ لئے شری کرشن مہاراج ہستنا پور پہنچے - یدھشٹر نکل - ارجن اور سہدیو سے بغلگیر ہو چکا - تو دھرت راشٹر نے پوچھا - کہ بھیم کہاں ہے؟ دراصل بات یہ تھی - کہ بھیم نے دریودھن کی جان لی تھی - اس لئے دھرت راشٹر چاہتا تھا - کہ بیٹے کا بدلہ لے - مگر شری کرشن پہلے ہی سے اس بات کو جانتے تھے - چنانچہ وہ آتے ہوئے ایک آہنی بت بنوا کر اپنے ساتھ لیتے آئے تھے - اب وہی جھٹ سامنے نکال کر رکھ دیا + دھرت راشٹر اُسے سچ مچ بھیم سمجھا - اور خوب دانت اور ہونٹ پیس کر سینے سے لگا لیا - جس سے وہ بت پچک کے رہ گیا + اس تنگ دلی اور مذموم فعل کے لئے شری کرشن نے دھرت راشٹر کو بہت لعنت ملامت کی - اور اپدیش دیا + اس پر دھرت راشٹر نے وعدہ کیا - کہ میں آئندہ پانڈوؤں کو بجائے بیٹوں کے سمجھوں گا - اور کینہ و بغض اپنے دل سے نکال ڈالوں گا +

اس کے بعد آپ گاندھاری سے ملے - وہ سمجھی - کہ اس سارے فساد کے بانی مبانی شری کرشن ہی ہیں - چنانچہ اُس نے ان کو بد دعا دی " جس طرح تم نے ہمارے خاندان کو تباہ کرایا ہے - پرماتما کرے - اسی طرح تمہارا یادو خاندان بھی تباہ

فتح و کامرانی نصیب ہوئی - تو حکومت کے عیش اور سلطنت کے مزے لوٹے گا - اِس لئے اے بہادروں کے سرتاج ارجن! اب اُٹھ کھڑا ہو - اور مردانہ وار لڑائی میں مصروف ہو جا۔

شری کرشن مہاراج کے اِس لاثانی و لافانی اُپدیش کا ارجن پر بہت گہرا اثر پڑا - وُہ سمجھ گیا - کہ اپنا فرض جو بھی ہو - جیسا بھی ہو - اور جس طرح بھی ممکن ہو - ادا کرنا واجب ہے - اور حق شناسی اور حفاظت خود اختیاری کے طریقے پر چلنا آدمی کے لئے بہت ضروری ہے۔

چُنانچہ اٹھارہ دِن تک مَیدانِ کارزار گرم رہا - لاکھوں سُورمے جن کے ثانی اِس کے بعد دُنیا نے نہیں دیکھے - رَن میں کھیت رہے - چاروں طرف خون کی ندیاں بہہ نکلیں - لیکن آخر فتح کا سہرا پانڈوؤں کے سر رہا۔ کرشن بھگوان نے اِس جنگ میں بے نظیر فہم و فراست - عملی تدبر - دُور اندیشی - دلیری - موقعہ شناسی اور شجاعت کا ثبوت دیا۔ اِس میں ذرا بھی شک نہیں - کہ اگر شری کرشن کا قدم درمیان نہ ہوتا تو پانڈوؤں کا فتح پانا بہت مُشکل بلکہ محال تھا - جنگِ مہابھارت کے صفحہ صفحہ پر شری کرشن کے عدیم المثال کارنامے سُنہری حرفوں میں لکھے ہُوئے نظر آتے ہیں۔

چُونکہ سَو کے سَو کورو مَیدانِ جنگ میں کام آ

زبردست راکشس سے ٹھن گئی - لیکن آخرکار اُس کو بھی ہار ماننا پڑی + راجہ نرگ گرگٹ بنا اپنے پاپوں کی سزا بھگت رہا تھا - شری کرشن مہاراج نے اُس کا بھی اُدّھار کیا +

شری کرشن کی زندگی کا اصلی مقصد امن و امان اور نیکی کا دَور دَورہ کرنا تھا- اور وُہ عُمر بھر اِسی اعلےٰ مقصد کی تکمیل میں لگے رہے- چُنانچہ اِنھوں نے ہندوستان کے تمام شریر اور بد طینت لوگوں کو فنا کیا- اور کرایا + لیکن شیطان سیرت انسانوں کا ایک جرگہ ابھی اور باقی تھا- جس میں خُود اِنہی کے بیٹے پوتے اور خاندان کے لوگ شامل تھے + اگر یہ اُن کو سزا نہ دیتے- اور دُنیا کو اُن کے وجود سے پاک نہ کرتے- تو شاید دُنیا والے اِن کے پاکیزہ مقصد کے قائل نہ ہوتے- مگر اِنھوں نے اپنی تعلیم کو عملاً ثابت کر دِکھایا +

کورو اِن کے قریبی رشتہ دار تھے- اُنہیں تباہ کرایا- تو خُود اپنے بیٹوں اور پوتوں کو بھی اُن کے کیفرِ کردار کو پہنچائے بغیر اطمینان کا سانس نہ لیا + یہی وجہ ہے- کہ ساری دُنیا اِنھیں سچّا ہادی اور کامل رہنما مانتی ہے + شری کرشن اِن سب کو پربھاس تیرتھ پر لے گئے - وہاں یادو خاندان کے شہزادے شراب کے نشہ میں مخمُور ہو کر آپس ہی میں لڑ لڑ کر کٹ مرے + اِسی

و غارت ہو!"

شری کرشن نے فرمایا۔ "اگر آپ کو یہی منظور ہے۔ تو خیر! اسی طرح سہی۔ مگر اس میں میرا مُطلق قصور نہیں ہے۔ مَیں دِل سے امن و امان کا خواہاں تھا۔ مَیں نے ہر چند کوشش کی۔ کہ بھائیوں میں صُلح و صفائی ہو جائے۔ مگر دُریودھن اپنی بے جا ضِد سے باز نہ آیا۔ اس کے باوجود بھی مَیں نے کَورو اور پانڈو دونوں کی مدد کی۔ جو جس نے طلب کیا۔ بسر و چشم حاضِر کر دیا"۔

اِس کے بعد شری کرشن نے یُدھشٹر کو تخت پر بِٹھا کر آپ دوارکا پُوری کی راہ لی۔ اِس دفعہ رُخصت ہونے سے پیشتر آپ نے یُدھشٹر کو جو اُپدیش دیا۔ وُہ "انوگیتا" کے نام سے مشہور ہے۔ اِس میں اِن باتوں کو نہایت وضاحت کے ساتھ سمجھایا گیا ہے۔ کہ اِنسانی زندگی کیا ہے۔ اور اِس کے ساتھ کیا کیا فرائض وابستہ ہیں۔ اِس کے بعد آپ پریکشت کے جنم کے موقعہ پر تشریف لائے۔ اور اُسے زِندگی بخشی۔

ایک دفعہ اِندر دیوتا نے آ کر نرکاسُر کے مظالِم کی شِکایت کی۔ بھگوان کرشن نے سُدرشن چکر چلا کر اُس کا سر کاٹ ڈالا۔

ایک دفعہ اِن کی بانا سُر نامی ایک نہایت

ہے۔ وُہ بے حد نادِم ہُوا۔ اُور ہاتھ جوڑ کر بار بار مُعافی مانگنے لگا۔

شری کرشن نے فرمایا۔ "تمہاری اِس میں کوئی خطا نہیں۔ جو ہونا تھا۔ ہو کر رہنا تھا۔ بالآخر وُہی ہُوا۔ جاؤ۔ اپنا کام کرو"۔

اِسی لمحہ بھگوان کرشن نے اپنی لیلا ختم کر دی!

یوگی راج شری کرشن ادھرم کی تاریکی کو دُور کر کے دھرم کا نُور پھیلانے کے لئے اِس دُنیا میں تشریف لائے تھے۔ اِن کی زندگی کا اصلی مقصد دُنیا والوں میں سچی مُحبّت، ہمدردی، حقیقی امن اور خُوشحالی اَور بے داغ مسرّت اَور سعادت کی اُمنگ پیدا کرنا تھا۔ اَور جس طرح بن پڑا۔ سوا سَو برس تک دُنیا میں رہ کر یہ اپنے اِس اعلےٰ ترین مقصد کی تکمیل کر گئے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ کئی کروڑ ہِندُو پرماتما کا سولہ کلا پُورن اَوتار مان کر بڑی شردھا اَور بھگتی سے اِن کی پرستش کرتے ہیں۔ اَور پانچ ہزار سال کا طُول طویل عرصہ گُزر جانے کے باوجود آج بھی ساری دُنیا اِنہیں اِنتہائی عقیدت کی نِگاہوں سے دیکھتی ہے۔

شری کرشن نے حُبّ الوطنی کی عدیم المِثال نظیر پیش کی ہے۔ آپ ساری عُمر اپنے وطن اَور قوم کی خدمت میں دِل و جان سے لگے رہے۔ اِس کے علاوہ آپ عورتوں کی آزادی، بیوگان کے عقد، ذات

وقت بلرام جی بھی چل بسے۔ اور اکیلے شری کرشن باقی رہ گئے +

اب شری کرشن سمجھ گئے۔ کہ دُنیا میں اُن کے وجود کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ ادھرم کی جگہ دھرم کا راج قائم کرکے وُہ اپنا فرض ادا کر چکے ہیں + اِس لئے آپ دوارکا پوری کو واپس نہیں گئے + اِنہوں نے ارجن کے پاس یہ پیغام بھیجا۔ کہ دوارکا پوری کی بیکس اور بیوہ رانیوں اور شہزادیوں کو اپنے زیرِ سایہ ہستنا پُور میں لے آئیں۔ اور اُن کی حفاظت کریں + اِس کے بعد انہوں نے اپنے عزیزوں کی بے گور و کفن لاشوں پر ایک نگاہِ غلط انداز ڈال کر پیادہ پا ایک طرف کی راہ لی +

تھوڑی دُور جا کر آپ ایک سرسبز درخت کے سایہ میں ٹھہرے۔ اور وہیں پڑ کر سو گئے۔ کچھ دیر کے بعد اِس طرف سے ایک شکاری کا گُزر ہُوا + شری کرشن کے تلوے میں جو مَنی تھی۔ اُس کی دمک شکاری کو ہرن کی آنکھ کی چمک معلوم ہُوئی۔ اور وُہ سمجھا۔ کہ جھاڑیوں سے گھرے ہُوئے درخت کے نیچے پتّیوں کی آڑ میں کوئی شکار ہے۔ اور فوراً شِست باندھ کر نشانہ لگایا۔ مگر جب وُہ قریب آیا۔ تو کیا دیکھتا ہے۔ کہ اُس نے غلطی سے ایک آدمی کو اپنے تیر سے گھائل کر ڈالا

کرنے کے لئے دُنیا میں آئے تھے ۔ آپ نے "گیتا" میں
فرمایا ہے ۔ کہ جب دُنیا میں دھرم کا زور کم ہو کر
ادھرم کا زور بڑھ جاتا ہے ۔ تو ایشور کی طرف
سے کوئی نہ کوئی اوتار دھرم کا پرچار کرنے کے
لئے جنم لیتا ہے ؛

کرشن مہاراج کی تعلیم کا لُب لباب یہ دو لفظ
ہیں ۔ "نشکام کرم" ؛ انہوں نے ہر جگہ ۔ ہر موقعہ
پر ۔ سب کو یہی اُپدیش دیا ۔ کہ بلا خواہش صلہ
یا اجر کام کرو ؛ کام کرو ۔ مگر اس کا نتیجہ ایشور
پر چھوڑ دو ۔ اس کے پھل سے تم کو کچھ سروکار
نہ ہو ۔ تمہیں صرف کرم کرنے کا حق حاصل ہے ؛
انہوں نے ارجن سے کہا تھا ۔ "اے کُنتی کے فرزند!
سُکھ دُکھ ۔ نفع نقصان ۔ ہار جیت ۔ سب کو یکساں
سمجھ کر لڑائی کے لئے کمر باندھ ۔ کیونکہ صرف اسی
ایک بات سے تُو پاپ سے بچ سکتا ہے ۔ صلہ کی
خواہش کے بغیر کام کرنا ہی سب سے بڑی ریاضت
اور سب سے بڑا تپ ہے ؛ بُردباری ۔ رواداری ۔
اور پریم کی تعلیم جیسی گیتا میں پائی جاتی ہے ۔ اور
کہیں نہ ملے گی ؛

بھگوان کرشن کہتے ہیں ۔ کہ سب کو دُنیا کی جدو
جہد میں مردانہ وار حصّہ لینا چاہئے ۔ کاہلی اور سستی
کی زندگی بسر کرنا مُناسب نہیں ؛ یہ دُنیا میدانِ
عمل ہے ۔ انسانی وجُود کی بقا بھی افعال پر

بات کی تفریق سے لاپرواہی اور گئو رکھشا وغیرہ کے زبردست حامی تھے + بھوماسُر کے ساتھ جو جنگ ہوئی - آپ اُس میں ستیہ بھاما جی کو ہمراہ لے گئے تھے - پردے کی مطلق پرواہ نہیں کی + جب آپ پانڈوؤں کی طرف سے ایلچی بن کر دھرت راشٹر کے دربار میں گئے - تو کھشتری دُریودھن کے ہاں کا کھانا چھوڑ کر شُودر وِدُر جی کے ہاں کھانا کھایا +

شری کرشن جی کے فرزند پردیُومن کی شادی شری کرشن اور اور یادووں کی رضامندی سے رُکمی کے ساتھ ہوئی تھی - وہ بیوہ تھی + شری کرشن کا گئو پریم زبان زد ہر خاص و عام ہے - یہی وجہ ہے - کہ وہ "گوپال" کہلاتے ہیں + آپ اِس بات کے بھی حق میں تھے - کہ لڑکی جس شخص کو پسند کرے - اُسی کے ساتھ اُس کی شادی قرار پائے + آپ کی بہن سُبھدرا ارجن کو دل و جان سے چاہتی تھی - اس لئے اِنہوں نے اُن دونوں کی شادی کر دی +

شری کرشن کی تعلیم

شری کرشن بھگوان نے کوئی نیا مذہب قائم نہیں کیا - اور نہ کسی مُروّجہ یا غیر مُروّجہ مَت کا پرچار ہی کیا - بلکہ آپ بھگوان کے سولہ کلا پُورن اوتار تھے - اور بدی کو دُور کرکے نیکی کا دَور دَورہ

"جو شخص کام کر کے اُس کا نتیجہ پرماتما پر چھوڑ دیتا ہے۔ جو اُس پر بھروسہ رکھتا ہے۔ اور بے تعلق رہتا ہے۔ جس کے دل میں کسی جاندار کی طرف سے دشمنی کا خیال تک نہیں ہے۔ وہ پرماتما کا بھگت پرماتما میں مل جاتا ہے"۔

بھگوان کرشن کی تعلیم کو سمجھنے کے لئے گیتا کا بلغور مطالعہ کرنا چاہئے۔

ہندو دھرم ایک بڑا وشال دھرم ہے۔ قدیم ویدک سناتن ہندو دھرم کے تمام اصول ایسے ہیں۔ جو اہنسا (کسی ذی روح کو خیال سے۔ قول سے یا فعل سے تکلیف نہ پہنچانا)۔ سب جانداروں پر رحم کرنا۔ بُردباری اور سب سے محبت اور پیار کرنا سکھلاتے ہیں۔ ہندو دھرم کے اصول ہرگز یہ نہیں سکھلاتے۔ کہ کسی کو نفرت کی نگاہ سے دیکھا جائے۔

منحصر ہے - اِنسانی افعال اپنے نتائج کی صُورت پر قائم رہتے - اور وُہ نتائج پھر دُوسرے نئے افعال پیدا کر دیتے ہیں + اِنسان مرتا ہے - مگر اُس کے باطنی افعال نہیں فنا ہوتے ؛

" بادشاہت وغیرہ کے ترک کر دینے سے نجات حاصل نہ ہوگی "

" اصلی تیاگ یہ ہے - کہ اِنسان کا دِل کامِل طور پر اُس کے قابُو میں ہو - اور جذبات و خواہشات اُس کے مُطیع ہوں "

" اِس جہان میں دھرم ہی سب سے افضل ہے - دھرم کی راہ پر چلنا اِنسان کا اعلےٰ ترین فرض ہے - اپنا دھرم خواہ کیسا ہی بُرا اور دُوسرے کا دھرم خواہ کیسا ہی اچھا لگتا ہو - اِس بات کا ذرا بھی خیال دِل میں نہیں لانا چاہیئے - بلکہ دِل سے - قول سے اور فِعل سے ہر حالت میں اپنے ہی فرض کی پابندی لازم ہے + اور یہ دھرم بذاتِ خُود کیا چیز ہے ؟ اپنے تمام نیک و بد فرائض کا حتّی الوسع انجام دینا + جو شخص تن من سے وُہ کام کرتا ہے - جو قوانینِ قُدرت کے مُطابق اُس کو سونپا گیا ہے - اور اُس کے پُورا کرنے میں اپنی تمام طاقتیں لگا دیتا ہے - وُہ کِسی گُناہ کا مُرتکِب نہیں ہوتا - چنانچہ اِنسان کے لئے سب سے ضرُوری بات یہی ہے - کہ جو اُس کے فرائض ہوں - اُنہیں پُورا کرے "

کی تکلیفیں اِس سے اُٹھائی نہ جائیں گی۔ مگر مُول شنکر نے خُود ہی برت رکھنے کی خواہش ظاہر کی۔ اور اپنے باپ کے ساتھ مندر میں چلے گئے۔

آدھی رات ہوتے ہوتے سب پجاری اور بھگت سو گئے۔ تھوڑی دیر بعد کرشن جی نے بھی لمبی تان لی۔ مگر مُول جی کی آنکھوں میں نیند نہ تھی۔ وُہ سوچتے تھے۔ شو جی کو خُوش کرنے کا یہی سُنہری موقعہ ہے۔ اسے کیوں ہاتھ سے جانے دُوں؟ اتنے میں وُہ کیا دیکھتے ہیں۔ کہ ایک چُوہا بل سے نکلا۔ اور پوجاریوں کی طرح شو جی کا طواف کرکے مُورتی پر جا چڑھا۔ اور بے دھڑک پھل۔ پھُول۔ چاول وغیرہ چٹ کرنے لگا۔ یہ عجیب و غریب منظر دیکھا۔ تو مُول شنکر کے دِل میں شکُوک کا سیلاب اُمڈ آیا۔ کیا یہی وُہ شو ہیں۔ جو دُنیا کے مالک ہیں؟ یہ اپنی ہی حفاظت نہیں کر سکتے۔ پھر دُنیا کی حفاظت بھلا کیونکر کرتے ہوں گے؟ باپ کو جگایا۔ اور سارا حال اُن سے بیان کیا۔ وُہ مُول جی پر بہت خفا ہُوئے۔ مگر کوئی تسلی بخش جواب نہ دے سکے۔ مُول شنکر جی چُپ چاپ گھر چلے آئے۔ اور برت توڑ کر کھانا کھا لیا۔ اِنھوں نے سوچا۔ "ایسے شو جی کی پرستش سے کیا فائدہ ہے؟ سچے شو کی تلاش کرنی چاہیئے"۔

فصل دُوسری

سوامی دیانند سرسوتی

سوامی دیانند کا جنم سمت ۱۸۸۱ بکرمی میں ہندوستان کے مغرب میں ریاست موروی (صُوبہ گجرات) کے قصبہ ٹنکارہ میں ہوُا تھا - اِن کا پیدائشی نام "مُول شنکر" تھا- اِن کے والد کرشن جی تواڑی بڑے زمیندار تھے - اور جمعدار بھی - یعنی سرکار کی طرف سے زرِ لگان بھی وُہی وصُول کیا کرتے تھے - یہ عُہدہ تحصیلداری کے برابر سمجھنا چاہیئے ۔

کرشن جی شِو کے بھگت تھے - چُنانچہ وُہ مُول جی کے آگے شِو جی کی خُوب تعریفیں کیا کرتے + نتیجہ یہ ہوُا - کہ مُول جی کے دِل میں بھی شِو جی کے لئے گہری عقیدت پیدا ہو گئی + جب مُول شنکر کی عُمر چودہ برس کی ہُوئی - تو والد نے خیال کیا - کہ اب اِسے شِوراتری کا برت رکھنا چاہیئے + مامتا کی ماری ماں نے کہا - کہ ننّھا نادان ہے - سارا دِن رات بھُوکے پیاسے رہنے اور ساری رات جاگنے

اَور کمنڈل ہاتھ میں لے لئے + کرشن جی کو بھی کِسی طرح پتہ لگ گیا۔ اَور وُہ چند سپاہیوں کی معیّت میں سِدھ پور جا پہنچے۔ بیٹے کا کمنڈل توڑ ڈالا۔ زرد کپڑے دھجّی دھجّی کر ڈالے۔ اور کڑا پہرہ لگا دِیا + مگر یُونہی ذرا آنکھ بچی۔ یہ پھر بھاگ نِکلے۔ اَور اِس کے بعد کِسی طرح اِن کا پتہ نہ لگ سکا + مُول جی نے آج ماں باپ اَور بھائی بندوں کے پیار اَور مُحبّت کو۔ مُوروثی زمین و جائداد اَور باپ کے مال و متاع اَور دُنیوی عَیش و آرام کو سچّے شِو کو پانے اَور مَوت سے چھُٹکارا حاصل کرنے کا طرِیقہ معلُوم کرنے کے لئے قُربان کر دِیا!

گیان کی راہ بہت مُشکِل ہے۔ تلاشِ حق آسان کام نہیں۔ مگر مُول جی کو اس بات کی مُطلق پروا نہ تھی۔ کہیں سادھوؤں نے لُوٹا۔ کہیں چوروں نے ٹھگا + کہیں دِن۔ کہیں رات۔ جی میں یہ ڈر بھی تھا۔ کہ کہیں پھر نہ پکڑا جاؤں + چانود کنالی میں اِنہیں جوالا نند پوری اَور شِوا نند گری دو سادھو مِلے + اُنہوں نے اِن کو یوگ کے سارے عمل سِکھا دِیئے + چُونکہ یہ برہمچاری تھے۔ اِس لئے اپنا کھانا آپ بنانا پڑتا تھا۔ اِس میں بہت سا وقت ضائع ہو جاتا تھا۔ اَور یوگ کی مشق اَور مُطالعہ کے لئے بہت تھوڑا وقت بچتا تھا۔

سمندِ ناز پہ اِک تازیانہ اور لگا + جب یہ سولہ[16] برس کے ہوئے۔ تو اِن کی ایک بہن جس کی عمر چودہ برس کی تھی۔ مر گئی + گھر بھر آٹھ آٹھ آنسو رو رہا تھا۔ مگر مول جی کے سر پر وہی شِو جی اور چوہے کا مُعمّہ سوار تھا۔ اِس لئے اِن کی آنکھ تک تر نہ ہوئی + تین سال بعد اِن کے پیارے چچا گزر گئے۔ اب کے مول جی اِتنا روئے۔ اِتنا روئے۔ کہ آنکھیں سوج کر کپّا ہو گئیں + دِل میں سوچتے تھے :-

"کیا سب بھی ایک روز اسی طرح موت کے مُنہ میں چلے جائیں گے ؟ کیا کوئی ایسی تدبیر نہیں ہو سکتی۔ جس سے ہم موت کے ہاتھ سے چھٹکارا پا سکیں ؟" مول جی کا دِل دُنیا اور اُس کے دھندوں سے اُچاٹ ہو گیا +

باپ نے یہ حال دیکھا۔ تو اِنہیں بیاہ کی بیڑیوں میں جکڑ ڈالنا چاہا۔ سوچا۔ پھر لڑکے کی حالت خود ہی سُدھر جائے گی + مگر جب بیاہ کا دِن قریب آیا۔ اور کوئی دُوسری صورت بچاؤ کی نظر نہ آئی۔ تو یہ گھر سے نِکل بھاگے۔ اِس وقت اِن کی عمر اِکیس سال کی تھی۔ یہ چھپے چھپے سِدھ پور کے میلے میں جا پہنچے۔ اِس وقت مول جی باقاعدہ برہمچاری بن گئے۔ نام رکھا گیا 'شُدھ چیتن'۔ برہمچاریوں کا لِباس زیب تن کر لیا۔ اور دنڈ

کے بڑے عالم اور ویدوں کے بے نظیر ماہر ہیں+ وہاں پہلی ہی نذر جو گزرانی پڑی - وہ یہ تھی- کہ گورو نے حکم دیا -" جو کتابیں تمہارے پاس ہیں- اُنہیں جمنا کی نذر کر دو "+ اُن دنوں چھاپے خانے کہاں تھے؟ ہاتھ کی لکھی ہوئی کتابیں بڑی بڑی قیمتیں پاتی اور اکثر اوقات بڑی سرگرم جستجو کے بعد ہاتھ آتی تھیں+ سوامی دیانند کے پاس جو کتابیں تھیں - وہ انہوں نے ہزارہا تکلیفیں اور بے شمار مصائب جھیل کر حاصل کی تھیں- مگر جی کڑا کرکے گورو کے حکم کی اسی وقت بسر و چشم تعمیل کر دی - کیونکہ سچی عقیدت کے بغیر سچا گیان کیونکر حاصل ہو سکتا تھا +

پہلے کھانے پینے اور رات کو دیا جلانے کے لئے تیل تک کا کوئی انتظام نہ تھا - مگر چند ہی روز بعد ان چیزوں کا بھی خاطر خواہ بندوبست ہو گیا + گورو ورجا نند کمال شوق اور جانفشانی سے پڑھانے لگے + زمانۂ طالب علمی کے دو واقعات مشہور ہیں - جن سے معلوم ہوتا ہے - کہ سوامی دیانند کی گورو بھگتی کس درجہ کو پہنچی ہوئی تھی - گرمی ہو یا جاڑا خواہ برسات - سوامی ورجا نند روز بلا ناغہ جمنا کے پانی سے اپنی ہی کٹیا میں اسنان کیا کرتے تھے - اس لئے سوامی دیانند اُن کے لئے ہر روز علے الصبح دس بارہ گھڑے پانی کے جمنا جی سے

اِس لئے اِنہوں نے ایک مہاتما سے سنیّاس لے لیا - اور اب اِن کا نام سوامی دیا نند سرسوتی رکھا گیا ٭

اب سوامی دیا نند آبو - اروِلی - گڑھوال وغیرہ کے پہاڑوں میں کسی ایسے مُرشِد کامِل کی تلاش میں پھرنے لگے - جو اِنہیں موت سے بچنے کا طریقہ بتلا اور سچّے شِو کے درشن کرا سکے + ہزارہا میل کا پا پیادہ سفر کیا - ایسی ایسی بے شُمار مصائب اور تکلیفیں جھیلیں - کہ کچھ بیان نہیں کیا جا سکتا - پاؤں چھالوں سے چھلنی ہو گئے - ننگا جسم کانٹوں سے لہُو لہان ہو ہو گیا + گڑھوال کی الکھ ننداندی میں ایک بار یہ برف اور سردی کی شِدّت سے بے ہوش ہو کر گر پڑے - پہاڑی لوگ اِن کو اُٹھا کر لائے - اور اِن کی جان بچائی + میدانوں میں سوئے - ہیبتناک جنگلوں میں درختوں کی شاخوں پر راتیں گزاریں - جنگلی پھل اور جڑیں کھا کھا کر پیٹ کی آگ بُجھائی - مگر اِس کے باوجُود بھی کوئی مُرشِد کامِل نہ مِلا - اور نہ سچّے شِو کو پانے اور مَوت سے چھُٹکارا حاصل کرنے کا راز معلوم ہو سکا ٭

سوامی جی کی عُمر چھتیس برس کے قریب تھی - جب اِنہیں یہ پتہ لگا - کہ متھرا میں سوامی وِرجانند نامی ایک نابینا مہاتما رہتے ہیں - جو سنسکرت دیاکرن

تمہیں بتاؤں گا + اگر سارا سبق یاد نہ ہو۔ تو جمنا میں چاہے ڈوب مرو۔ لیکن میرے پاس مت آنا ؟

سوامی جی مایوس ہو کر جمنا کے کنارے ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئے۔ اور بھولا ہوا سبق یاد کرنے کی کوشش کرنے لگے + جب کوشش باروَر ہوتی نظر نہ آئی۔ تو سچ مچ دریا میں غرق ہونے کا مصمم ارادہ کر لیا + آپ اس خیال میں اس قدر محو ہوئے۔ کہ ذرا کی ذرا آنکھ جھپک گئی + اس حالت میں دیکھتے کیا ہیں۔ کہ ایک شخص کھڑا وُہی سبق سُنا رہا ہے۔ فرطِ مسرت سے اُچھل پڑے۔ گورُو جی کو جا کر یہ ماجرا سُنایا۔ تو وُہ نہایت خوش ہوئے +

سوامی دیانند گورُو وِرجانند کی خدمت میں قریباً اڑھائی برس رہے۔ آخر زمانۂ طالب علمی ختم ہوا۔ اور گورُو کو دکشنا دینے کا وقت آن پہنچا + سوامی دیانند کہیں سے ایک مٹھی لونگ مانگ لائے۔ اور یہ ناچیز تحفہ گورُو کی خدمت میں پیش کیا + اُستاد کا دِل سعادت مند۔ فرمانبردار اور پیارے شاگرد کی جُدائی سے بھر آیا۔ فرمایا۔ "بیٹا! میری پرماتما سے پرارتھنا ہے۔ کہ وُہ تمہارا بھلا کریں۔ تمہاری عمر۔ علم اور عقل میں برکت دیں! مگر تم سے میں لونگوں کی گورُو دکشنا قبول نہیں کر سکتا"

سوامی دیانند نے کہا۔ "مہاراج! میں بسر و چشم

لایا کرتے تھے۔ اِس کے بعد یہ کُٹیا میں جھاڑو دیتے۔ اَور گورُو جی کی ٹہل خدمت کرتے +

ایک روز سوامی دیانند جھاڑو تو دے چکے تھے۔ لیکن کُوڑے کا ڈھیر ابھی تک باہر نہیں پھینکا تھا۔ وُہ وہیں ایک طرف پڑا تھا + گورُو جی اِدھر اُدھر ٹہل رہے تھے۔ اِتّفاق سے اُن کا پاؤں اِس کُوڑے کے ڈھیر میں جا پڑا + اب کیا تھا؟ اُن کے غُصّے کی اِنتہا نہ رہی۔ اَور ڈنڈا اُٹھا کر سوامی دیانند کو پیٹنا شروع کر دِیا + جب وُہ خُوب پیٹ چُکے۔ تو سوامی دیانند اُٹھ کر اُن کے ہاتھوں کو دبانے لگے۔ اَور ہوُ دبانہ کہا " مہاراج! میرا جسم بڑا سخت ہے۔ اِس پر ڈنڈے مارنے سے آپ کا ہاتھ دُکھتا ہوگا۔ لائیے۔ تھوڑی دیر دبا دُوں " + اِن ڈنڈوں کی چوٹوں کے نِشان سوامی جی کے جسم پر تا عُمر رہے +

گورُو وِرجانند جی جو سبق ایک بار سوامی دیانند کو پڑھا دیتے تھے۔ وُہ دوبارہ نہیں بتلاتے تھے۔ اَور حق تو یہ ہے۔ کہ اُنہیں اَیسا کرنے کی ضرُورت ہی کبھی نہیں پڑتی تھی۔ مگر ایک روز اَیسا اِتّفاق ہُوا۔ کہ سوامی جی کو پِچھلا سبق یاد نہ رہا + آپ گورُو جی سے دوبارہ پُوچھنے گئے۔ تو اُنہوں نے بتانے سے صاف اِنکار کر دِیا۔ اَور کہا " معلُوم ہوتا ہے۔ تُم نے کل غور سے سبق نہیں سُنا۔ مَیں دوبارہ

تمہاری مدد کریں گے ؎

اب سوامی جی میدانِ عمل میں اُترے۔ اِس وقت اِن کی عمر ۳۹ برس کی تھی۔ اِنہی دِنوں ہردوار میں کنبھ کا میلہ ہونے والا تھا۔ جو ہر بارہ سال کے بعد ہوتا ہے۔ لاکھوں بیراگی اُداسی۔ نرملے اور اَور خدا معلوم کتنی قسم کے سادھو وہاں جمع تھے۔ یاتریوں کی تعداد کا تو کچھ ٹھکانہ ہی نہ تھا۔ سوامی جی نے دیکھا۔ کہ پنڈے بھولے بھٹکے لوگوں کو دھرم کا اُپدیش دے کر راہِ راست پر لانے کی بجائے پاکھنڈ کرکے انہیں لُوٹ رہے ہیں۔ سچے دھرم پر چلنے کی بجائے دُنیا جہالت کے گہرے گڑھے میں گر رہی ہے۔ ہر کی پیڑی ہاڑ کی پیڑی بن رہی ہے۔ لوگ سمجھتے ہیں۔ کہ گنگا میں غوطہ لگانے سے سب پاپ دُور ہو جاتے ہیں ؛

سوامی جی نے رشی کیش کو جانے والی سڑک پر ایک جگہ جا ڈیرا لگایا۔ اور اپنی "پاکھنڈ کھنڈنی" جھنڈی گاڑ کر لوگوں کو سچے دھرم کا اُپدیش دینے لگے۔ اِس شیر کی گونج سے میلے میں ہلچل پڑ گئی۔ ہزارہا کی تعداد میں مرد اور عورتیں اِن کا اُپدیش سُننے آتے۔ مگر اُس پر عمل کرنے کے لئے ایک بھی آگے نہ بڑھتا۔ یہ افسوسناک حالت دیکھ کر سوامی جی سمجھ گئے۔ کہ گورو جی نے جو کچھ کہا تھا۔ ٹھیک ہی ہے۔ لوگ ویدوں کی تعلیم کو بھول گئے

آپ کی خدمت کے لئے حاضر ہوں - لیکن اگر آپ یہ لونگ قبول نہیں کرتے - تو میرے پاس اپنے آپ کے سوا اور کچھ نہیں ہے - جو میں آپ کی نذر کر سکوں"۔

گورو جی بولے "تو اپنا آپ ہی بطور دکشنا پیش کرو - میں نے جو علم تمہیں پڑھایا ہے - اُس کو سپھل کرو۔ دُنیا ویدوں کی تعلیم کو بھول بیٹھی ہے - تم پھر انہی ویدوں کا از سرِ نو ڈنکہ بجاؤ اور اُن کی تعلیم کا پرچار کرو - اور جہالت کی تاریکی کو دُور کرو۔ آریہ قوم کی بگڑی ہوئی حالت سُدھارو - بُرے رسم و رواج ہٹاؤ - خود دُکھ اُٹھاؤ دُنیا کو سُکھ دو - گھر بار کو خیرباد کہو - کھلے میدان تمہارا گھر ہیں - زمین کو پلنگ بناؤ - اور پتھروں کو تکیہ سمجھو۔ بس - مجھے یہی گورو دکشنا چاہیئے۔ دُنیاوی سامانوں کی مجھے ضرورت نہیں - اور نہ زر و مال کی ہوس ہے"۔

سوامی دیانند جی میں قربانی کا مادہ پہلے ہی کُوٹ کُوٹ کر بھرا ہوا تھا - ہاتھ جوڑ کر عرض کی "میرے قابلِ احترام اُستاد! دیانند اپنے تن من کی دکشنا آپ کے چرنوں میں پیش کرتا ہے - دُعا دیجئے - کہ میں اپنے مقصد میں کامیاب ہوں!"

گورو کی مسرت کی اِنتہا نہ رہی - دونوں ہاتھ اُٹھا کر صدقِ دِل سے دُعائے خیر دی - "بیٹا! پرماتما

سوامی جی اکیلے تھے - مخالفین کا پلّہ بھاری تھا- انہوں نے طرح طرح کی مکروہ چالیں چلیں - مگر دل سے ان کو سوامی جی کی علمیت و فضیلت کا قائل ہونا پڑا+ کئی بار پولیس کو بھی مداخلت کرنی پڑی+ کاشی ہندوؤں کا مذہبی گڑھ ہے- اسے سر کرنا کچھ آسان کام نہ تھا+ اسی طرح اور بھی بہت سے مقامات پر مباحثے ہوئے +

اس کے بعد چاندا پور میں ایک نہایت زبردست مباحثہ ہوا- اس سے پیشتر آریہ آریہ یا ہندو ہندو آپس میں تو بحث کیا ہی کرتے تھے- لیکن مسلمانوں یا عیسائیوں سے ان کی کبھی نہیں ٹھنی تھی+ اس دفعہ رشی دیانند نے مسلمانوں اور عیسائیوں سے مباحثہ کیا - اور مخالفین نے آریہ دھرم کی فضیلت کو تسلیم کر لیا + سر سید احمد- پادری سکاٹ وغیرہ دیگر مذاہب کے بڑے بڑے آدمیوں کو بھی سوامی دیانند پر بڑی عقیدت تھی - کرنل آلکاٹ اور میڈم بلیوٹسکی رشی دیانند کے درشن کرنے کے لئے امریکہ سے چل کر آئے تھے - اور انہیں "گورو دیو" کہہ کر مخاطب کرتے تھے +

ایک دفعہ انوپ شہر میں کسی نے سوامی جی کو پان میں زہر دے دیا+ چبایا- تو یہ بات فوراً کھل گئی + آپ نے گنگا کنارے جا کر نیولی کرم کیا - اور آنتوں میں سے زہر باہر نکال دیا+ منشی

ہیں۔ اور جہالت کے سمندر میں غوطے لگا رہے ہیں۔
ساتھ ہی انہوں نے یہ بھی محسوس کیا۔ کہ ابھی اُن
کی تپسیا میں کمی ہے ۔ چنانچہ یہ صرف ایک لنگوٹی
پہن کر پھر جنگل میں چلے گئے۔ قریبًا دو سال سخت
تپ کیا۔ برفانی پہاڑوں میں صرف ایک لنگوٹی پہنے
بیٹھے رہتے۔ نہ بھوک پیاس کی طرف دھیان تھا۔
اور نہ سُکھ چین کی فکر تھی ۔ کس کے قلم میں
یارا ہے۔ کہ محنت کی عظمت اور تپ کی خوبیاں
بیان کر سکے ۔ آخر سوامی جی کی مُراد بر آئی ۔

اِس کے بعد پھر دھرم کا پرچار شروع کیا۔
سب کو یہی اُپدیش دیتے "گنگا کے پانی سے جسم صاف
ہو سکتا ہے۔ لیکن آتما پاک و صاف نہیں ہو سکتی۔
ایشور کا اوتار نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ وہ ہر وقت
ہر جگہ موجود ہے" اب تو لوگ مخالفت پر اُتر آئے۔
ہیرا بلبھ پنڈت نے ایک ہفتہ تک سنسکرت میں
مباحثہ کیا۔ مگر آخرکار اُسے ہار ماننی پڑی ۔ وہ
یہ عہد کر کے بیٹھا تھا۔ کہ سوامی جی سے ٹھاکر جی
کو بھوگ لگوا کر اُٹھوں گا۔ لیکن جب مباحثہ ختم
ہوا۔ تو بھری سبھا میں اُس نے یہ تسلیم کر لیا۔
کہ مورتی پوجا ویدوں کے احکام کے خلاف ہے۔
اور ٹھاکر جی کی مورتی کو اُٹھا کر دریا میں پھینک
دیا ۔

اِسی طرح بنارس میں بھی کئی بار مباحثہ ہوا۔

کر روک دی + سائیس نے چابک مار مار کر گھوڑوں کو لہو لہان کر ڈالا + ہزار کوشش کی - مگر گاڑی ایک قدم بھی آگے نہ بڑھ سکی + سوامی جی نے ہاتھ ہٹایا - تب کہیں گاڑی چلی +

اِسی طرح راؤ کرن سنگھ اور اُس کے ملازموں کے سب وار خالی گئے + کِس کی مجال ہے - کہ دِل میں بُری نیّت لے کر برہمچاری کے پُر نُور چہرے کی طرف دیکھ بھی سکے ؟

مخالفین طرح طرح کی نامناسب کارروائیوں پر اُتر آئے تھے - ایک دفعہ جب سوامی جی متھرا میں مقیم تھے - تو ایک بازاری عورت کو اچھے اچھے کپڑوں اور زیوروں سے نئی نویلی دُلہن کی طرح آراستہ پیراستہ کرکے سوامی جی کے پاس بھیجا - کہ اُن کو دھرم سے گرا دے + اِس عورت کی نِگاہ جُونہی سمادھی میں بیٹھے ہُوئے یوگی کے پُر رعب چہرہ پر پڑی - وُہ ڈر کر لَوٹ آئی + جب اُسے ڈرا دھمکا کر دوبارہ بھیجا گیا - تو اُس کی کایا ہی پلٹ گئی - اُس نے اپنے گہنے اُتار کر سوامی جی کی خِدمت میں پیش کر دِیئے - اَور خُود اپنے گزشتہ اعمال کا خیال کرکے زار زار رونے لگی + سوامی جی نے وُہ زیورات لَوٹا دِیئے - اَور اُسے آئندہ نیک زندگی بسر کرنے کا اُپدیش دِیا + اُس روز سے اِس عورت کی زندگی میں حیرت انگیز تغیّر واقع ہو گیا +

سیّد محمد وہاں کے تحصیلدار تھے - اُنہوں نے مجرم کو گرفتار کرا کے جیل خانہ میں بھیج دیا۔ تحصیلدار صاحب سوامی جی کے بھگت تھے + جب وُہ اِس کے بعد ایک روز اِن کی مُلاقات کو آئے - تو آپ نے فرمایا :-

" تحصیلدار صاحب! مَیں دُنیا کو قَید کرانے نہیں آیا ہُوں - بلکہ اُسے قَید و بند سے نجات دِلانے آیا ہُوں " چُنانچہ وُہ پاپی برہمن رہا کر دِیا گیا+ اِسی طرح کئی بار رِشی دیا نند کو زہر دینے کی کوشِش کی گئی - اَور آخری۔کوشِش کامیاب ثابت ہُوئی +

سوامی دیا نند بال برہمچاری تھے - اِن کی سب سے بڑی طاقت برہم چریہ کی طاقت تھی + ایک دفعہ آپ مِرزا پُور میں پگ ڈنڈی پر چلے جا رہے تھے۔ کُچھ اَور لوگ بھی ساتھ تھے۔ سامنے سے ایک سانڈ غُصّہ میں بھرا ہُوا بھاگتا ہُوا آیا + اَور سب لوگ تو بھاگ گئے - مگر سوامی جی اُسی طرح سینہ تانے کھڑے رہے - سانڈ راہ چھوڑ کر ایک طرف ہو گیا+ کِسی نے پُوچھا - " اگر سانڈ ٹکر مارتا - تب ؟" سوامی جی نے کمال سادگی سے فرمایا - " ہاتھ سے پکڑ کر ہٹا دیتا "+

ایک دفعہ جالندھر کے رئیس بِکرم سِنگھ نے اِن کی اکھنڈ برہم چریہ کی طاقت کا ثبوت چاہا۔ سوامی جی نے اُن کی دو اسپہ گاڑی ایک ہاتھ سے پکڑ

۱۸۷۷ء میں لارڈ لٹن نے دِلّی میں دربار منعقد کیا۔ سوامی جی نے اِس موقعہ کو ویدک دھرم کے پرچار کے لئے غنیمت جانا۔ اور وہاں جا پہنچے + سر سیّد احمد خاں، بابو کیشب چندر سین، بابو نوین چندر رائے، بابو ہریش چندر چنتا منی۔ لالہ کنہیا لال الکھ دھاری وغیرہ کو سوامی جی نے اپنے ڈیرے پر بُلایا۔ اور کہا۔ کہ آپ سب وَیدک دھرم قبوّل کرکے مِل کر کام کریں۔ مگر اِن کی یہ درخواست منظوُر نہ ہُوئی +

بنگال کا دَورہ کر چُکے۔ تو سوامی جی بمبئ پہُنچے۔ وہاں آریہ سماج قائم کی + پُونا کے رہنے والوں نے آپ کو اپنے شہر میں مدعُو کیا۔ اور اِن کا جلُوس نکالا + بمبئ ہائی کورٹ کے جج شری مہادیو گووِند رانا ڈے سوامی جی کے بڑے معتقِد تھے۔ سوامی جی کو ہاتھی پر چڑھا کر سارے شہر میں پھرایا۔ مخالِفوں نے اگلے دِن ایک آدمی کا مُنہ کالا کرکے گدھے پر چڑھا کر سارے شہر میں گھُمایا۔ اور اُس کو "سوامی دیا نند" کہہ کر اُس پر اینٹیں اور پتھر پھینکتے۔ اور اُس کو گالیاں دیتے گئے + کِسی نے سوامی جی کو خبر دی۔ مگر آپ نے ذرا بھی بُرا نہیں مانا۔ کہا تو بس یہ کہا۔ کہ ابھی یہ لوگ جہالت کے سمندر میں غرق ہیں۔ عِلم کے نُور سے اِن کا سینہ منوّر ہوگا۔ تو آپ ہی راہ

جن دنوں سوامی جی بنگال کا دورہ کر رہے تھے۔ اُس وقت برمھ سماج کے رہنما مہرشی دیویندر ناتھ ٹیگور اور بابو کیشب چندر سین سے اِن کی مُلاقات ہوئی + مہرشی موصُوف اپنے مکان پر سوامی جی کے اُپدیش کراتے تھے + ایک روز بابو کیشب چندر سین نے سوامی جی سے کہا۔

"اگر آپ انگریزی جانتے ہوتے۔ تو مَیں آپ سے انگلستان چلنے کی درخواست کرتا۔ وہاں خُوب پرچار ہوتا"

سوامی جی نے جواب دیا "اگر آپ سنسکرت جانتے ہوتے۔ تو آپ اپنے ہموطنوں کو بہت فائدہ پُہنچا سکتے"

اِنہی دِنوں ایک شخص نے آپ سے کہا "مہاراج! آپ یہ نہ کہا کریں۔ کہ فُلاں بات وید میں لِکھی ہے۔ بلکہ یہ کہا کریں۔ کہ یہ بات مجھے ایشور نے کہی ہے"

سوامی جی نے فرمایا۔ "مَیں سچ کا پرچار جھُوٹ کے ذریعے سے نہیں کر سکتا"

سوامی جی اب تک صِرف ایک لنگوٹ پہنتے تھے۔ بابو کیشب چندر نے کہا۔ "اب آپ کو شہروں میں جانا ہے۔ جہاں عورتیں بھی آپ کے درشنوں کو آئیں گی۔ اِس لئے کپڑے پہننے چاہئیں" بات معقُول تھی۔ سوامی جی نے اُسے منظُور کر لیا +

لوگوں نے اُس کو وہاں سے ہٹا دیا۔ سوامی جی نے یہ دیکھا۔ تو کہا۔" بیٹھنے دو۔ دھرم کی بات ہے۔ سب کو سُننے کا حق ہے + جس طرح ہوا سب کی ہے۔ اُسی طرح وید بھی سب کا ہے + جس طرح آفتاب کی حرارت اور روشنی پر سب کو حق حاصل ہے۔ اُسی طرح دھرم کا اُپدیش سُننے کا حق بھی سب کو حاصل ہے "+

سب سے پہلا ملکانہ جو سوامی دیانند نے شُدھ کیا تھا۔ وُہ رُستم سِنگھ تھا + محمد عُمر جنم کا مُسلمان تھا۔ رِشی دیانند نے اُسے آریہ سماج میں لے لیا۔ اور اُس کا نام الکھ دھاری رکھا + ایک دفعہ پادریوں نے دلیسی عیسائی کھڑک سِنگھ کو سوامی دیانند کے مُقابلہ کے لئے بھیجا۔ وُہ ۱۲ برس سے عیسائی تھا۔ اور اِس مذہب کا نہایت سرگرم کارکُن + سوامی جی سے مُلاقات ہونے کی دیر تھی۔ اُس نے جھٹ ویدِک دھرم قبُول کر لیا +

سمت ۱۹۳۵ میں پھر ہردوار کا کُمبھ ہؤا۔ سوامی دیانند نے پھر ہردوار میں آ ڈیرا لگایا۔ آنند گھن نامی ایک سنیاسی اپنے چیلوں سمیت سوامی جی کا شاگرد بن گیا + سوامی دیانند نے اُن کو اُپدیش دیا۔ " پرماتما ہر جگہ - ہر وقت مَوجُود ہے۔ وُہ سب کُچھ جانتا ہے۔ اور سب کُچھ کر سکتا ہے "+ اگلے روز دو ناگے سادھوؤں نے اِن کے سامنے سر جُھکا

راست پر آ جائیں گے ٭

پنجاب کی باری اُس وقت آئی - جب باقی تمام صُوبوں کے لوگ سوامی جی کا سِکّہ مان چُکے تھے + امرت سر میں آپ کا لیکچر ہو رہا تھا - کہ بدمعاش لوگوں نے آپ پر اینٹ پتھر پھینکے - اور بے تحاشا گالیاں بکنے لگے + سوامی جی نے کہا - کہ جو لوگ آج مجھ پر پتھر برساتے ہیں - وُہی ایک روز مجھ پر پھُول چڑھائیں گے - اور جو لوگ آج مجھ کو گالیاں دیتے ہیں - وُہی ایک دن ادب اور احترام سے مجھے یاد کریں گے + آپ ایک روز وزیرآباد میں اُپدیش دے رہے تھے - کہ کسی نے زور سے ایک اینٹ دے ماری - جو سوامی جی کی پیشانی پر آ کر لگی + ماتھا لہُو لہان ہو گیا - سوامی جی نے چُپ چاپ رُومال سے لہُو پونچھ ڈالا - اور بدستُور تقریر کرتے رہے - سوامی جی نے جو کچھ کہا تھا - آخر حرف بحرف سچ ثابت ہُوا - آج پنجاب آریہ سماج اور اُس کی سرگرمیوں کا سب سے بڑا مرکز ہے ٭

سوامی جی کی نِگاہ میں کوئی اچھُوت نہ تھا - ایک دفعہ امیدا حجّام آپ کے لئے کھانا لایا - آپ نے بھری سبھا میں اُسے قبُول کر لیا + رُڑکی میں ایک مذہبی سِکھ اِن کے لیکچر میں آ بیٹھا - یہ لوگ اپنے ہاتھ سے جانوروں کو ذبح کرتے ہیں +

لگایا۔ پُشکر میں پرچار کیا۔ اور راجا پرجا سب کو دھرم کا اُپدیش دیا۔ اُودے پُور۔ جودھ پور۔ شاہ پور وغیرہ کے والیانِ ریاست آپ کے شاگرد بن گئے + ایک دفعہ مہارانا اُودے پُور نے آپ سے کہا۔" آپ مہا دیو کے مندر کے مہنت بن جائیں۔ اور مورتی پُوجا کے خلاف لیکچر دینا بند کر دیں۔ اِس مندر کے ساتھ کئی لاکھ سالانہ کی جاگیر ہے۔ وُہ بھی آپ کی ہوگی"+ سوامی دیا نند کا چہرہ تمتما اُٹھا۔ کہا۔" مَیں تیرا حکم مانوں، یا اُس کا؟"

ایک دفعہ آپ کے ایک معتقد شاعر شیام داس نے باتوں ہی باتوں میں یہ کہہ دیا۔ کہ آپ نے خلق خدا کا اِتنا بھلا کیا ہے۔ آپ کی کوئی یادگار قائم ہونی چاہیئے + سوامی جی نے جواب دیا" نہیں۔ میرے مرنے کے بعد میری راکھ کو بھی کِسی کھیت میں ڈال دینا۔ مورتی پُوجا اِنہی یادگاروں سے تو چلی ہے"+

سوامی دیا نند کے دِل میں عورتوں کے لئے جذبۂ احترام موجود تھا۔ اِنہوں نے عورت کو مرد کے برابر حقوق کا حقدار بتایا ہے + یہ عورتوں کی آزادی کے طرف دار تھے۔ اور اِنہوں نے عِلم و عمل کا دروازہ اُن کے لئے کھول دیا تھا + ایک روز سوامی جی کئی راجاؤں اور پنڈتوں کے ساتھ سَیر

دیا - اور کپڑے پہن لیئے + اِس دفعہ اِنہیں خاصی کامیابی حاصل ہُوئی +

جس بات کو سوامی دیا نند سچ مانتے تھے۔ اُس کے کہنے میں یہ کسی سے نہیں ڈرتے تھے + ایک روز بریلی میں دَورانِ تقریر آپ نے فرمایا - کہ جب حضرت عیسےٰ پَیدا ہو گئے - تو پھر اُن کی ماں مریم کنواری کیونکر ہُوئیں ؟ لیکچر میں بریلی قسمت کے کمشنر[1] صاحب موجُود تھے - اور اُن دِنوں سوامی جی خزانچی کی کوٹھی پر مُقیم تھے + کمشنر نے خزانچی صاحب سے کہا - کہ آپ سوامی جی کو سمجھا دیں + جب خزانچی جی سوامی جی کے رُوبرو پُہنچے - تو اُن کی قوتِ گویائی سلب ہو گئی - زبان سے صِرف ایک دو لفظ - وُہ بھی بالکل بے ربط اور بے معنے سے نکلے + مگر سوامی جی اصل بات تاڑ گئے + اگلے روز لیکچر میں کمشنر صاحب پھر آئے - سوامی جی نے للکار کر کہا - "لوگ کہتے ہیں - کمشنر صاحب ناراض ہو جائیں گے - مَیں کہتا ہُوں - کوئی رُوٹھو - کوئی منو - مجھے سچ بات کہنی ہے - بادشاہ سے بھی سچ اور گدا سے بھی سچ + پہلے مجھے اس بات کا یقین دِلاؤ - کہ کوئی میری آتما کو فنا کر سکتا ہے ؟ اِس کے بعد مَیں سوچُوں گا - کہ کیا مَیں صداقت کو چُھپاؤں ؟"

سوامی دیا نند نے کئی بار راجپُوتانہ کا چکّر

[1] یہ انگریز اور عیسائی مذہب کے تھے +

کر دیا + آج آریہ سماج کے ہزاروں سکول - کالج - گورو کل - ودھوا آشرم اور اناتھ آلیہ کھلے ہوئے ہیں + پہلے سوامی جی سنسکرت میں ہی بولتے اور لکھتے تھے - مگر پھر اُنھوں نے ہندی میں بولنا اور لکھنا شروع کر دیا + ہندی زبان کو آج جو روز افزوں فروغ حاصل ہے - اس کی تہ میں بھی سوامی دیانند کا ہاتھ نظر آتا ہے +

اسی جذبۂ رحم سے متاثر ہو کر سوامی دیانند نے گئو رکشا کا بھی بیڑا اُٹھایا - اس کے لئے ہر ممکن کوشش عمل میں لائے - ایک میموریل تیار کر کے اس پر ہندو - مسلمان اور عیسائی سب مذاہب کے لوگوں کے دستخط کرائے - تاکہ گئو کشی قانوناً بند کر دی جائے +

سوامی دیانند اپنے تئیں کورے زبانی جمع خرچ تک ہی محدود نہیں رکھتے تھے - بلکہ جو کچھ کہتے تھے - اُسے عملاً کر دکھاتے تھے + چنانچہ جب اُنھوں نے داتار پور میں ایک بوجھ سے لدی ہوئی بیل گاڑی کو کیچڑ میں دھنسے ہوئے دیکھا - تو بیلوں کو کھول کر جوا اپنے کندھوں پر رکھ لیا - پہلے گاڑی کو باہر نکالا - اس کے بعد بیلوں کو باہر لے آئے +

اس وقت تک ویدک دھرم کا خوب پرچار ہو چکا تھا - بیسیوں آریہ سماجیں قائم ہو چکی تھیں -

کو چلے جا رہے تھے۔ آگے گاؤں کی ایک عبادت گاہ آ گئی۔ اس وقت وہاں کئی بچے کھیل رہے تھے۔ سوامی جی نے وہاں دفعتہً سر نیچا کر دیا۔ اور پھر آگے کو چل پڑے + ایک پنڈت نے جو ساتھ تھا۔ کہا۔ "آپ خواہ مورتی پوجا کا کتنا ہی کھنڈن کریں۔ مگر دیوتا نے اپنی طاقت سے اپنے آگے آپ کا سر جھکوا ہی لیا۔"

ان بچوں میں ایک چار پانچ برس کی ننگ دھڑنگ لڑکی بھی تھی۔ اس کی طرف اشارہ کرکے سوامی جی نے کہا۔ " دیکھو۔ یہ ماتری شکتی ہے۔ اس سے ہم سب پیدا ہوئے ہیں۔ اس کے آگے سر جھکانا ہی چاہئے"۔

سوامی دیا نند میں رحم کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ آپ سچے معنوں میں دیا نند تھے۔ انھوں نے بیوگان اور یتیموں کے لئے ودھوا آشرم اور اناتھ آلیہ قائم کرائے۔ بیواؤں کی دوبارہ شادی کا بندوبست کیا۔ ہندو قوم کی گئی گزری حالت کو دیکھ کر انھوں نے یہ محسوس کیا۔ کہ تعلیم کے بغیر ان کی حالت نہ سدھرے گی۔ چنانچہ سکول اور گورو کل کھلوانے کا بندوبست کیا۔ فرخ آباد میں لالہ بنسی لال نے ایک عالیشان شو جی کا مندر تعمیر کرایا تھا۔ سوامی دیا نند کا اپدیش کارگر ہو گیا۔ اور لالہ صاحب نے مندر کو پاٹھ شالہ میں تبدیل

بھولے بھٹکوں کو راہِ راست پر لانے کے سوا میری زندگی کا اور مقصد ہی کیا ہے "؟

سوامی دیانند کے جودھ پور پہنچتے ہی راجہ معتقد ہو گیا - اور اُس کا چال چلن بھی سدھرنے لگا ۔ ایک روز راجہ نے سوامی جی کو دربار میں مدعو کیا - سوامی جی بلا اطلاع وہاں چلے گئے - جب اندر پہنچے - تو دیکھتے کیا ہیں - کہ راجہ کی رکھیل ننھی جان دربار میں موجود ہے + راجہ بڑا کھسیانا ہوُا - اور اُس کو پالکی میں بٹھا کر دربار سے بھیج دیا - اس موقعہ پر سوامی جی سے نہ رہا گیا - کڑک کر کہا - "راجہ صاحب ! شیر کا کُتیا کی صحبت کرنا نہایت نامناسب اور شرمناک فعل ہے" + پھر ڈیرے پر سے اُس کو چٹھی لکھ کر بھی سمجھایا + اس کا نتیجہ یہ ہوُا - کہ راجہ کا دِل ننھی جان سے پھر گیا - لیکن ننھی جان سوامی جی کی جان کی دشمن بن بیٹھی - اور اُس نے کئی با رسوخ وزیروں اور مصاحبوں کو اپنے ساتھ مِلا کر سوامی جی کی جان لینے کا منصوبہ باندھا +

ایک روز موقع پا کر سوامی جی کے ان کے رسوئیے سے دُودھ میں زہر ملا دیا گیا - زہر قاتل تھا - جھٹ سارے جسم میں سرایت کر گیا + سوامی جی کو بھی اصلی حال معلوم ہو گیا + انہوں نے جگن ناتھ رسوئیے کو کہا - "میں نے تیرا قصور معاف کر دیا

جگہ جگہ لوگ معتقد ہوتے جاتے تھے۔ اور ویدک دھرم کے پیروؤں کی تعداد دن پر دن اس تیزی سے بڑھتی جاتی تھی۔ کہ خیال ہونے لگا تھا۔ کہ کشمیر سے لے کر راس کماری تک سارا ہندوستان ایک بار پھر مقدس وید منتروں کی آواز سے گونج اُٹھے گا۔ اور ہندوستان کا ہر کون و مکان ہون کی آگ سے پاک ہو کر اس کی معطر ہواؤں سے مہک اُٹھے گا۔ مگر ایشور کو کچھ اور ہی منظور تھا!

۱۸۸۳ء میں مہاراجہ جودھ پور نے سوامی جی کو اپنی ریاست میں آنے کی دعوت دی۔ اس سے پیشتر راجپوتانہ کے متعدد راجا آپ کے شاگرد ہو چکے تھے۔ جب آپ جودھ پور کو روانہ ہونے کے لئے تیار ہوئے۔ تو عقیدت مندوں نے عرض کی۔ "مہاراج! آپ وہاں نہ جائیے۔ وہ گنواروں کا ملک ہے۔ وہ آپ کا اُپدیش کیا سمجھیں گے؟ کہیں ایسا نہ ہو۔ کہ آپ مفت میں اپنی جان گنوا بیٹھیں"

سوامی جی نے جواب دیا۔ "اسی لئے تو میں جاتا ہوں۔ بگڑوں کو سنوارنے کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ باقی رہا میری جان جانے کی بات۔ سو اگر میری اُنگلی کو بتی بنا کر جلایا جائے۔ اور اس سے کسی کو سیدھا راستہ سوجھ جائے۔ تو میں اپنی زندگی کو کامیاب اور محنت کو سپھل سمجھوں گا۔

ہے! تیری یہ اچھا پورن ہو! آہا! تو نے اچھی
لیلا کی!"
رشی دیانند صداقت کے دل دادہ تھے۔ آپ
بڑے ہی مضبوط اور اعلےٰ چال چلن کے انسان
تھے۔ بڑے سے بڑا لالچ۔ بڑے سے بڑا خوف اور
بڑی سے بڑی ترغیب انہیں حق گوئی سے نہیں
روک سکتی تھی۔ دُنیا کی بڑی سے بڑی طاقت انہیں دھرم
کی راہ سے پرے نہیں ہٹا سکتی تھی + آپ ساری
عمر میں کبھی جھوٹ نہیں بولے۔ اور اپنی تمام
عمر تاریکی کے خلاف جد و جہد میں اور علم اور
دھرم کا نور پھیلانے میں صرف کر دی + ویدک
دھرم کے ساتھ ساتھ رشی دیانند مجلسی اصلاح کے
بھی زبردست حامی تھے + اِن کی ذات سے آریہ
قوم کو بے شمار فائدہ پہنچا ہے۔ آج دوست دشمن
سب اِس امر کے معترف اور اِن کے ثناء خوان
ہیں + سوامی جی کی تصنیفات میں سے "ستیارتھ پرکاش"
"سنسکار ودھی" اور "رگ وید آدی بھاشیہ بھومکا"
بہت مشہور ہیں + جس قدر خدمت سوامی دیانند
نے اپنے وطن اور قوم کی انجام دی ہے۔ بہت
کم لوگوں نے کی ہوگی۔ آپ سچے معنوں میں
مہرشی تھے +
اِس موقع پر آریہ سماج کی موجودہ حالت کا
ذکر کرنا غیر ضروری اور نامناسب نہ ہوگا۔ اپنی

یہاں سے فوراً بھاگ جا۔ ورنہ اگر کہیں ان لوگوں کو پتہ لگ گیا۔ تو ہرگز تیری جان نہ بچے گی۔ تو نے زر و مال کی خاطر یہ کام کیا ہے۔ لے یہ روپے میں تیری جان بچانے کے لئے تجھے دیتا ہوں "۔

سوامی جی نے اُس کو کچھ روپے دیئے۔ اور وہ نیپال کو بھاگ گیا۔ کئی سال ہوئے وہ فقیرانہ بھیس میں ہندوستان آیا تھا۔ اور اپنی انتہا درجہ کمینہ حرکت پر بے حد نادم تھا۔ اور نیک دل سوامی کو یاد کرکے زار زار روتا تھا۔ خیر! کچھ دنوں جودھپور میں علاج معالجہ ہوتا رہا۔ مگر حالت دن پر دن ابتر ہوتی گئی۔ پھر ان کے معتقد و مرید انہیں آبو لے گئے۔ وہاں سے اجمیر لائے۔ مگر کوئی صورت افاقہ کی نظر نہ آئی۔ اور سخت تکلیف اٹھانے کے بعد ۳۰ اکتوبر ۱۸۸۳ء کے روز یعنی دیوالی کی رات کو سوامی دیانند پرم پتا پرماتما کے امرت پتر بن کر اُس سچے شو کی گود میں چلے گئے۔ جس وقت سارے ہندوستان میں ہر ہر ہندو گھر میں روشنی کی جا رہی تھی۔ ہندوستان کا یہ چمکتا دمکتا ستارہ غروب ہو گیا!

آخری لمحہ ان کی زبان سے جو کلمات نکلے۔ وہ یہ تھے:۔

"ہے دیا مئے! ہے سروشکتیمان! تیری ہی اچھا

۱۴ خیراتی ہسپتال ہیں ۔

(۷) اس کے ۳۰ چھاپے خانے - ۴۰ اخبارات اور ۱۰۰ کتابوں کی دُکانیں ہیں ۔

(۸) اس کے دو بینک ہیں ۔

سوامی دیانند کی تعلیم

(۱) ایشور ایک ہے - صرف اُسی کی عبادت کرنی چاہئے۔ وُہ ساری دُنیا کے پیدا کرنے والا ہے - وُہی تمام سچائیوں کا منبع ہے ۔ اُس کا کوئی ثانی نہیں - وُہ قادرِ مُطلق ہے - اور نہ کبھی مرتا ہے - اور نہ پیدا ہوتا ہے ۔

(۲) مُورتی پُوجا (بُت پرستی) وید کے احکام کے خلاف ہے - ہمیں نیک آدمیوں کی عزت کرنی چاہئے - لیکن ایشور کے سوا کوئی دُوسرا پرستش کا مُستحق نہیں ۔

(۳) وید سب سچے علموں کی کتاب ہے - اس کا مطالعہ کرنا اور اسے پڑھانا سب نیک آدمیوں کا فرض ہے ۔ مرد عورت - چھوٹے بڑے سب اس کے حقدار ہیں ۔

(۴) ایشور کو وُہی عزیز ہے - جو حق پسند ہے - حق علم کا سب سے بڑا درجہ ہے ۔

(۵) خُوبیاں ہر جگہ خُوبیاں اور نقائص ہر جگہ

زندگی کے اس تھوڑے سے عرصہ میں آریہ سماج نے کیسی شاندار ترقی کی ہے۔ اس کا اندازہ مندرجہ ذیل مختصر بیان سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے :-

(۱) آریہ سماجوں کی کل تعداد ۱۵۱۰ ہے - اس میں غیر ممالک کی سماجوں کی تعداد بھی شامل ہے ؛

(۲) سماجوں کے اپنے ۸۳۴ مندر یا مکانات ہیں ؛

(۳) ممبروں کی تعداد گزشتہ مردم شماری کے مطابق کل ۴۶۸۰۰۰ ہے ؛

(۴) اس کے تنخواہ دار پرچارک ۱۶۵ ، آنریری اُپدیشک ۲۳۸ ، سنیاسی پرچارک ۱۳۰ اور آزاد پرچارک ۴۰۰ ہیں۔ پرچارکوں اور اُپدیشکوں کی تعداد قریباً ایک ہزار ہے ؛

(۵) اس کے چھ لڑکوں کے کالج - ۶۲ ہائی سکول۔ ۱۵۰ اینگلو ورنیکلر مڈل سکول - ۱۹۲ پرائمری سکول۔ ۱۴۲ رات کے مدرسے - ایک آیور ویدک کالج - ایک صنعتی و حرفتی سکول۔ ۲۸ گورو کل - ۳۰۰ سنسکرت کی پاٹھ شالائیں - ۲ یوگ منڈل - ۲ سنیاسی پاٹھ شالائیں - ۳ لڑکیوں کے گورو کل - ۲ لڑکیوں کے کالج - ۳ لڑکیوں کے ہائی سکول اور ۲۶۲ لڑکیوں کے مدرسے ہیں ؛

(۶) اس کے ۴۸ یتیم خانے - ۴۰ ودھوا آشرم اور

کی جائے - مُردوں کو شرادھ میں دیا ہُوا نہیں پہُنچتا ؛

(۱۲) بھُوت پریت کی کوئی ہستی نہیں ہے ؛

(۱۳) نجات اپنے ہی کرموں سے مِل سکتی ہے - ولی یا پیغمبر ہماری شفاعت کرکے ہمیں نجات یا مُکتی نہیں دِلا سکتے ؛

(۱۴) کرموں کا قانُون اٹل ہے - جو جَیسے کرم کرے گا - اُس کو وَیسا ہی پھل مِلے گا ؛ جو کرتا ہے - وُہی بھرتا ہے - رام کے کرموں کا پھل شیام کو نہیں مِل سکتا ؛

(۱۵) ایشور - رُوح اَور مادہ اِن تینوں کی کوئی اِبتدا نہیں - اَور نہ اِنتہا ہی ہے ؛ ہماری یہ زِندگی نہ پہلی ہے اَور نہ آخری - بلکہ ہمیں اپنے کرموں کے مطابِق اچھّے یا بُرے جنم مِلتے رہے ہیں - اَور آئندہ مِلتے رہیں گے ؛

(۱۶) برہمچریہ تمام دِینی و دُنیوی ترقّی کی جڑ بُنیاد ہے - لڑکے کی شادی کم از کم پچّیس برس کی عُمر میں اَور لڑکی کی شادی کم از کم سولہ سال کی عُمر میں ہونی چاہیئے ؛

(۱۷) تعلیم کو پھیلانا اَور جہالت کو دُور کرنا چاہیئے - لڑکیوں کے لئے تعلیم کا بند وبست کرنا بھی اَیسا ہی ضرُوری ہے - جَیسا کہ لڑکوں کے لئے ؛

نقائص ہیں - اپنے نقائص کو بھی خوبیاں اور دوسروں کی خوبیوں کو بھی نقائص سمجھنا، حد درجہ معیوب فعل ہے + اِنصاف پسندی سے کام لو - کسی کی رُو رعایت نہ کرو - نہ تعصّب کو دِل میں جگہ دو + جو شخص متعصب ہے - وُہ تلاشِ حق میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا +

(۶) جنم سے کوئی برہمن - کھشتری یا وَیش نہیں ہوتا - بلکہ جو ہوتا ہے - گُن - سبھاؤ اور کرم سے ہوتا ہے + جنم سے سب نیچ ہیں - مَوجُودہ ذات پات کی تمیز وَیدِک تعلیم کے خلاف ہے - برہمن کا بیٹا اگر شُودروں کے سے کام کرے - تو بلا شک! وُہ شُودر ہے +

(۷) سب اِنسان برابر ہیں - پھر اُن میں چھُوت اچھُوت کا کیا کام ؟ جو لوگ دُوسروں سے نفرت کرتے ہیں - وُہ خُود اس قابل ہیں - کہ اُن سے نفرت کی جائے +

(۸) بنی نوع اِنسان سے مُحبّت اور پیار کرنا چاہیئے - مُحبّت سے دُشمن بھی اپنے ہو جاتے ہیں + پریم اِنسان کا دھرم ہے +

(۹) سب جانداروں پر رحم کرنا چاہیئے +

(۱۰) عورتوں کا اِحترام واجب ہے +

(۱۱) سچّا شرادھ یہ ہے - کہ زِندہ بزُرگوں کی خدمت

فصل تیسری

حضرت محمدؐ صاحب

اب سے تیرہ چودہ سو برس پہلے عرب اور اس کے باشندوں کی حالت بہت خراب تھی۔ بت پرستی عام تھی۔ لوگ شراب پیتے۔ جوا کھیلتے۔ ذرا ذرا سی باتوں پر لڑ پڑتے۔ لڑکیوں کو پیدا ہوتے ہی مار ڈالتے۔ عورتوں کے ساتھ غیر منصفانہ سلوک روا رکھتے۔ اور رات دن عیش و آرام میں غرق رہتے۔ غرض یہ سمجھنا چاہیئے۔ کہ ان کا نہ کوئی دین تھا۔ کہ عاقبت کا ڈر کرتے۔ نہ دنیا کی لاج تھی۔ کیونکہ سب کا ایک ہی حال تھا۔ ان نقائص کے باوجود بعض باتیں ان میں اچھی بھی تھیں۔ مثلاً بہادری۔ مہمان نوازی۔ خیرات۔ پناہ گزینوں کی حفاظت وغیرہ۔

۱۲ ربیع الاول (مطابق ۲۰ اپریل ۵۷۱ءؑ) کو سوموار کے دن صبح کے وقت خدا نے اپنے بندوں کی ہدایت اور بھلائی کے لئے حضرت محمدؐ صاحب

(۱۸) ہمیں صرف اپنی ہی ترقی سے خوش نہیں ہونا چاہیئے۔ اور نہ صرف اِسی پر قناعت کرنا مناسب ہے۔ بلکہ دُوسروں کی بہتری کے لئے بھی ہر ممکن و مناسب کوشش کرنا ضروری ہے۔ لوگوں کی جسمانی۔ دماغی اور رُوحانی حالت کو بہتر بنانا آریہ سماج کا خاص مقصد ہے۔

(۱۹) گائے کی خدمت اور حفاظت کرنی چاہیئے۔ اگر ایسا نہ ہؤا۔ تو ہندوستان تباہ و برباد ہو جائے گا۔

(۲۰) کسی کا دِل دُکھانا ہی دُنیا میں سب سے بڑا پاپ ہے۔

(۲۱) اچھوت اُدّھار اور شُدّھی کرنی چاہیئے۔

(۲۲) رُوح غیر فانی ہے۔

(۲۳) مجلسی اصلاح اور یتیموں، بیواؤں اور مصیبت زدہ لوگوں کی ہر طرح امداد کرنی واجب ہے۔

عمر ۲۵ برس کی اور بی بی خدیجہ کی عمر ۴۰ برس کی تھی *

حضرت خدیجہ بڑی نیک بی بی تھیں۔ حضرت محمدؐ کی بہت خدمت کی۔ اور آپ کو بھی بہت محبت تھی + جب بی بی خدیجہ نے اِنتقال کیا۔ تو آپ کو بڑا رنج ہوا + آپ کہا کرتے تھے۔ کہ جب میں غریب تھا۔ اُس نے مجھ سے شادی کرکے مجھے امیر کر دیا + جب لوگ مجھے جھٹلاتے۔ وہ مجھے سچا جانتی۔ اور جب سارا عرب میرے خلاف ہو گیا۔ تو اُس نے میرا ساتھ دیا + اِن سے چار لڑکیاں رقیہ۔ زینب۔ فاطمہ اور اُم کلثوم اور دو لڑکے اِبراہیم اور قاسم پیدا ہوئے + اِس نکاح کے علاوہ محمدؐ صاحب نے اور بھی کئی شادیاں کیں *

جب محمدؐ صاحب کا نکاح ہوا۔ تو حضرت خدیجہ نے اپنے غلام زید کو اِن کی خدمت کے لئے پیش کیا۔ آپ کو اِس غلام پر بہت ترس آیا۔ اور اُسے بہت اچھی طرح رکھا + اِس لڑکے کو آپ سے ایسی محبت ہو گئی۔ کہ جب اِس کا باپ مکہ میں آیا۔ اور چاہا۔ کہ روپیہ دے کر لڑکے کو واپس لے۔ تو آپ نے فرمایا۔ "یہ آزاد ہے۔ اِس کی خوشی چاہے یہاں رہے۔ چاہے آپ کے ساتھ گھر جائے" + لیکن آپ کی محبت کی وجہ سے وہ لڑکا کسی طرح راضی نہ ہوا۔ کہ آپ کے پاس سے

کو دُنیا میں بھیجا - آپ قریش خاندان میں پَیدا
ہُوئے - خانۂ خُدا کی چابیاں اِسی گھر میں رہتی تھیں،
آپ اپنے ماں باپ کے اِکلوتے بیٹے تھے - نہ کوئی اَور
بھائی تھا نہ بہن + مکّہ میں قحط تھا - وبا پھیلی
تھی - آپ کے پَیدا ہوتے ہی مینہ برسا - اَور
بیماری دفع ہُوئی + پَیدائش سے کچھ دِن پہلے والِد
عبد اللّٰہ اِنتقال کر چُکے تھے - والدہ بی بی آمنہ بھی
کچھ عرصہ بعد دُنیا سے چل بسیں - آپ کے دادا
عبد المُطّلب اَور اُن کے اِنتقال کے بعد آپ کے
چچا ابُو طالِب نے آپ کی پرورِش کی - چھ برس
تک آپ اپنی دُودھ پلانے والی ماں بی بی حلیمہ کے
پاس رہے - پھر اپنے گھر آ گئے +
لڑکپن میں آپ جنگل میں بکریاں چرانے جایا
کرتے - جب جوان ہُوئے - تو تجارت شرُوع کر دی +
آپ کی اِیمانداری کی تعریف سُنی - تو بی بی خدیجہ نے
بہُت سا مال تجارت کے لئے دے کر آپ کو مُلک
شام کی طرف بھیجا - آپ نے مال بیچ کر خُوب نفع
کمایا - اَور گھر پہُنچ کر کَوڑی کَوڑی کا حِساب دے
دِیا + آپ کی اِیمانداری کا دُور دُور شُہرہ تھا - بی بی
خدیجہ بیوہ تھیں - آپ کی سچائی - لیاقت اَور محنت
سے بہُت خُوش ہُوئیں - اَور چاہا کہ آپ کے ساتھ
نِکاح کر لیں + اِن کے چچا اَبُو طالِب نے خُوشی
خُوشی دونوں کا نِکاح کر دِیا + اِس وقت آپ کی

کر جنگل میں چلے جاتے + آپ مکّہ سے باہر ایک غار میں جسے حِرا کہتے ہیں۔ دِن دِن بھر اِسی سوچ میں پڑے رہتے + اِتنے میں آپ کی عُمر چالیس برس کی ہو گئی۔ ایک روز آپ اِسی غار میں بیٹھے تھے۔ کہ کچھ ڈراؤنی آوازیں سُنیں۔ اِس کے بعد ایسا معلُوم ہُوا۔ کہ کوئی پُکار رہا ہے۔ اَور کہتا ہے۔ کہ پڑھ + آپ بولے۔" مَیں تو پڑھا نہیں ہُوں" + تب کہا۔" پڑھ۔ اپنے رب کے نام سے پڑھ۔ جس نے پَیدا کیا ہے۔ اَور جمے ہُوئے خُون سے آدمی کو بنایا۔ جو بڑا ہی مہربان ہے۔ جس نے قلم کے ذریعہ عِلم سِکھایا۔ آدمی کو وُہ باتیں سِکھائیں۔ جو وُہ جانتا نہ تھا" + خُدا کا یہ کلام حضرت جبرئیل نے آپ کو پڑھ کر سُنایا +

اِس کے بعد آپ بہُت پریشانی کے عالم میں گھر آئے۔ اَور سب حال خدیجہ بی بی کو سُنایا + اُنھوں نے کہا۔" بے شک! آپ خُدا کے پیغمبر ہیں۔ مَیں آپ پر ایمان لاتی ہُوں" +

چُنانچہ عورتوں میں سب سے پہلی مُسلمان بی بی آپ ہی تھیں۔ اِس کے بعد ورقہ بن نوفل۔ حضرت ابُوبکر صدیق اَور حضرت زَید بھی اِیمان لے آئے۔ اَور بھی بہُت سے لوگوں نے آپ کا کہا مانا۔ اَور مُسلمان کہلائے۔ حضرت محمدؐ کے چچا حضرت حمزہ نے بھی بڑے جوش کے ساتھ دِینِ اِسلام قبُول کیا +

چلا جائے۔ چنانچہ مرتے دم تک اُس نے حضرت محمدؐ کا ساتھ نہ چھوڑا ۔

جب آپ کی عمر ۲۵ برس کی تھی - تو کعبہ کی چھت میں آگ لگ گئی - اور وہ گر پڑی۔ اِس لئے اُسے از سرِ نو تعمیر کیا گیا + عرب کے سب گھرانے اِس کام میں شریک تھے + جب حجرِ اسود کے جڑنے کا وقت آیا۔ تو جھگڑا پیدا ہو گیا - کیونکہ ہر گھرانے والا یہ چاہتا تھا۔ کہ یہ مبارک کام اُس کے ہی ہاتھوں انجام پائے + آخر طے یہ ہُوا۔ کہ کل صُبح کعبہ کی چار دیواری میں جو سب سے پہلے داخل ہوگا۔ سنگِ اسود کے جڑنے کی خدمت اُسی کو سونپی جائے گی + خُدا کی قدرت! اگلی صُبح حضرت محمدؐ سب سے پہلے وہاں پہنچے - لیکن آپ یہ چاہتے تھے - کہ کام بھی ٹھیک ہو - اور سب لوگ راضی اور خُوش بھی رہیں + اِس لئے آپ نے ایک مضبوط چادر بچھا کر اُس پر سنگِ اسود رکھا - اور چادر کے سِرے ہر گھرانے کے ایک ایک بڑے سردار کے ہاتھ میں دے کر اُٹھوا دیا- پھر آپ نے اِسے اپنے ہاتھ سے اُٹھا کر اِس کی جگہ پر جڑ دیا ۔

حضرت محمدؐ کو اپنے ہموطنوں کی افسوسناک حالت دیکھ کر بہت غم ہوتا - اور آپ دِن رات ان کی بھلائی کی فِکر میں ڈوبے رہتے - اکثر گھبرا

یہ "چار یار" کے نام سے مشہور ہیں۔ کیونکہ یہ چاروں حضرت محمدؐ کے دوست تھے۔

حضرت محمدؐ صاحب سب کو خدا کا کلام سُناتے تھے۔ مگر کافر آپ کی نصیحت نہیں سُنتے تھے۔ اور آپ کو طرح طرح کی تکلیفیں دیتے تھے + کوئی آپ کی ہنسی اُڑاتا۔ کوئی آپ کو دیوانہ بتاتا۔ کوئی جادوگر + آپ جدھر سے نکلتے۔ لوگ آپ پر خاک دھول جھونک دیتے۔ راستے میں کانٹے بچھا دیتے۔ اینٹیں اور پتھر ان پر پھینکتے + ایک روز جب آپ سجدہ میں تھے۔ کسی نے ایک اونٹ کی اوجھڑی گندگی سے بھری ہوئی آپ کے سر پر رکھ دی۔ مگر آپ نے صبر فرمایا۔ اور چُپ ہو رہے + ایک دفعہ آپ نماز پڑھ رہے تھے۔ کہ کسی نے آپ کے گلے میں چادر ڈال کر اتنے زور سے کھینچی۔ کہ آپ کا دم گھٹنے لگا + اتفاق سے حضرت ابو بکر صدیقؓ موقعہ پر پہنچ گئے۔ اور آپ کو چھڑایا + ایک روز کسی نے آپ کے سر پر کیچڑ مٹی پھینک دی + آپ گھر آئے۔ تو بیٹی سر دھلانے لگی + وہ روتی جاتی تھی۔ اور پانی ڈالتی جاتی تھی + آپ نے فرمایا۔ "بیٹی! مت رو۔ خدا خود تیرے باپ کی حفاظت کرے گا"

آپ کے ساتھ آپ کے پیروؤں اور معتقدوں کو بھی سخت اذیتیں دی جاتی تھیں۔ [illegible] گالیاں دیتے۔ جلتی بلتی ریت میں دوپہر [illegible] وقت

نبیوں - پیغمبروں - اَوتاروں اور مہاتماؤں کی مُخالفت ہمیشہ سے ہوتی آئی ہے - چنانچہ محمدؐ صاحب کی تعلیم و تلقین کی بھی بڑے زور سے مخالفت کی گئی + حضرت عمرؓ بن خطاب جو مکہ کے بڑے سردار تھے - محمدؐ صاحب کو قتل کرنے کے اِرادے سے گھر سے نکلے - مگر مُسلمان ہو کر گھر واپس آئے + قِصّہ یُوں ہے :-

راستے میں ان کو معلوم ہُوا - کہ ان کی بہن اور بہنوئی دونوں مُسلمان ہو گئے ہیں - یہ سُن کر بہن کے گھر گئے - اور دونوں کو خُوب مارا پیٹا + بہن نے کہا - " جس کتاب پر ہم ایمان لائے ہیں - پہلے اُس کو سُن لو + اگر پسند نہ آئے - تو جو چاہے کر لینا + " کلام مجید پڑھوا کر سُنا - تو حالت ہی کچھ اور ہو گئی + جب یہ معلوم ہُوا - کہ آنحضرتؐ حضرت ارقم کے ہاں قیام فرما ہیں - تو اُن کے گھر پہنچے - جب لوگوں نے دیکھا - کہ عمرؓ تلوار لگائے تیزی سے لپکے چلے آ رہے ہیں - تو وُہ گھبرا گئے - مگر حضرت محمدؐ صاحب نے حکم دیا - کہ دروازہ کھول دو - یہ اندر آئے - اور بڑے جوش سے بولے " یا رسُول اللہ ! میں اللہ اور اللہ کے رسُول پر ایمان لاتا ہُوں + " یہ آگے چل کر فارُوقِ اعظم کے نام سے مشہور ہُوئے + حضرت ابُوبکر صدیق - حضرت عُمر فارُوق - حضرت عُثمان غنی اور حضرت علی مُرتضٰے

رات بڑھتی بڑھتی دیکھیں۔ تو آپ نے اپنے ساتھیوں کو صلاح دی۔ "تم حبش میں چلے جاؤ۔ جہاں کا عیسائی بادشاہ نجاشی بڑا منصف مزاج اور رحم دل ہے۔ اس کی سلطنت میں کسی پر ظلم نہیں ہوتا۔ اور سب لوگ امن چین سے وہاں رہتے ہیں"۔ چنانچہ آپ کے گیارہ ساتھی وہاں چلے گئے۔ مگر کافروں نے وہاں بھی پیچھا نہ چھوڑا۔ اور ان کے اور ان کے دین کے خلاف بادشاہ کے خوب ہی کان بھرے ۔

بادشاہ نے مسلمانوں کو دربار میں طلب کیا۔ اور اصل معاملہ دریافت کیا ۔ حضرت محمدؐ صاحب کے چچا زاد بھائی جعفر نے کہا :۔

"بادشاہ سلامت! ہم لوگ بتوں کی پرستش کرتے تھے۔ غلیظ رہتے تھے۔ مردار کھاتے تھے۔ لڑکیوں کو پیدا ہوتے ہی مار ڈالتے تھے۔ شراب پیتے۔ جوا کھیلتے اور بے دینی کی زندگی بسر کرتے تھے۔ غرض کوئی عیب نہ تھا۔ جو ہم میں نہ ہو ۔ خدا نے ہم پر رحم فرمایا۔ اور اپنے نبی حضرت محمدؐ کو ہم میں بھیجا ۔ ان کی تعلیم ہے۔ کہ ہم ایک خدا کو مانیں۔ اور بتوں کی پرستش چھوڑ دیں۔ اسی لئے یہ لوگ ان سے اور ہم سے ناراض ہیں ۔

یہ سن کر بادشاہ نے مسلمانوں کو پناہ دی۔ اور ان کے ساتھ بہت اچھا سلوک کیا ۔

لٹا کر سینے پر بھاری پتھر رکھ دیتے۔ رسیّوں سے جکڑ کر پیٹتے۔ چٹائیوں میں لپیٹ کر ناک میں دُھواں پہنچاتے۔ برچھیوں سے مارتے۔ کوڑے لگاتے۔ غرض وُہ لوگ اِنتہائی مُصیبتیں سہتے تھے۔ مگر کسی طرح دینِ اسلام کو چھوڑنے پر آمادہ نہ ہوتے تھے۔

لیکن جب یہ تدبیر کارگر ہوتی نظر نہ آئی۔ اور کافِر ہار گئے۔ تو اُنہوں نے ایک بہُت بڑے سردار عتبہ نامی کو محمدؐ صاحِب کے پاس اِس غرض سے بھیجا۔ کہ دُنیا کا لالچ دے کر انہیں دینِ اِسلام سے منحرف کر دے۔ عتبہ بڑی نرمی اور خوشامد سے بولا۔ "میرے بھائی کے بیٹے! اگر تُمہارا اِس کام سے مال و دَولت جمع کرنے کا اِرادہ ہے۔ تو ہم تُم کو مالا مال کر دیں گے۔ اگر عِزّت اور مرتبہ چاہتے ہو۔ تو آؤ ہم تُم کو اپنا سردار مقرّر کر لیں۔ اور اگر حکومت کی ہوس ہے۔ تو ہم تمہیں اپنا بادشاہ بنا لیں"۔

یہ سُن کر حضرت محمدؐ صاحِب نے فرمایا۔ "اے سردار! مجھے اِن میں سے ایک بھی چیز درکار نہیں۔ آپ جائیں اور لوگوں سے ہانک پُکار کر کہہ دیں۔ کہ بس ایک ہی خُدا کو مانو۔ اور اُسی سے اپنے گُناہوں کی مُعافی مانگو"۔

کافِروں کی زیادتیاں اور سینہ زوریاں دِن دُونی

شریک نہیں - اور بتوں کی پرستش نہ کرو ٭

ایک روز زخموں سے لہو لہان - بھوکے پیاسے تھکے ماندے جنگل میں ایک کھجور کے درخت کے نیچے بیٹھ گئے - اور نماز پڑھ کر دعا مانگی "یا اللہ تو خوش ہے تو کچھ غم نہیں + میں تیرا پیغام لوگوں تک پہنچانے میں پوری کوشش کرونگا - تو ہی میری مدد کر !" اب آپ پھر مکہ کو لوٹ آئے - اور مسافروں - راہگیروں کو وعظ سنانے لگے + ایک دفعہ مدینہ کے کچھ لوگوں نے اسی طرح قرآن مجید سنا - اور مسلمان ہو گئے ٭

اب آپ نے ہر جگہ یہی وعظ کہنا شروع کیا - "خدا ایک ہے - صرف اسی کی عبادت کرو - بتوں پتھروں اور درختوں کو نہ پوجو - بیٹیوں کو قتل نہ کرو - زنا اور جوئے کو چھوڑ دو - جسم کو پاک صاف رکھو - کپڑوں سے میل کچیل دور کرو - زبان سے گندی اور جھوٹی باتیں نہ کہو - وعدہ اور اقرار پورا کرو - لین دین میں کسی کو دھوکہ نہ دو - یہ تم یقین کر لو - کہ زمین اور آسمان - سورج اور چاند - فرشتے اور پیغمبر سب کے سب اللہ کے پیدا کئے ہوئے ہیں - سب اس کے محتاج ہیں + بیماروں کو تندرست کرنا - دعا قبول کرنا اور مرادیں پوری کرنا صرف اللہ کے اختیار میں ہے - اللہ کے حکم اور مرضی کے بغیر کچھ نہیں

اب کافروں نے آپس میں مل کر یہ فیصلہ کیا۔ کہ حضرت محمدؐ صاحب کے تمام رشتہ داروں کے ساتھ ناطہ رشتہ چھوڑ دو۔ انہیں گلی کوچہ میں پھرنے نہ دو۔ اور کوئی چیز ان کو مول نہ دو۔ یہ معاہدہ کعبہ میں لٹکا دیا گیا + لاچار ہو کر حضرت محمدؐ اور ان کے رشتہ دار وغیرہ ایک گھاٹی میں بند ہو گئے۔ جس کا نام "ابو طالب کی گھاٹی" ہے۔ تین سال تک وہاں رہے۔ اور سخت سے سخت تکلیفیں اور مصیبتیں جھیلیں۔ مگر اپنے فرض سے ہرگز منہ نہ موڑا۔ آخر دیمک نے کافروں کے اس معاہدہ کے کاغذ کو چاٹ لیا۔ اور اس طرح حضرت محمدؐ صاحب کو چھٹکارا ملا ؛

مگر ان کی تکلیفیں اور مصیبتیں بڑھتی ہی گئیں۔ تب آپ طائف کی طرف روانہ ہوئے۔ مگر وہاں کے زر پرست سرداروں نے آپ کی ایک نہ سنی۔ الٹا آپ کے ساتھ نہایت مذموم سلوک روا رکھا۔ اور آپ کو بہت تکلیفیں دیں ؛

لوگ آپ پر اتنے پتھر پھینکتے۔ کہ آپ لہو سے تر بہ تر ہو جاتے۔ لہو بہہ کر جوتوں میں جم جاتا۔ اور جوتہ سے پاؤں نکالنا سخت مشکل ہو جاتا۔ ایک دفعہ آپ کے اتنی چوٹیں آئیں۔ کہ آپ بے ہوش ہو گئے۔ مگر پھر بھی آپ یہی وعظ کرتے رہے۔ کہ اسی خدا کی عبادت کرو۔ جس کا کوئی

اِسلام قبول کر لیتا - اُسے حضرت محمدؐ صاحب مدینے بھیج دیتے ۔ جب اِس طرح ہجرت کرتے کرتے مکّہ میں بہت تھوڑے مُسلمان رہ گئے - تو قریش کو خیال پیدا ہُوا - کہ اِن کی طاقت مدینہ میں روز بروز بڑھ رہی ہے - ایسا نہ ہو - یہ مکّہ پر حملہ کر دیں ۔ اِس لئے سب نے یہ منصوبہ باندھا کہ ہر ایک قبیلہ سے ایک ایک جوان چُن لیا جائے - وُہ رات کے وقت اِن کے گھر کو گھیر لیں - اور جب صُبح کے وقت آپ نماز کے لئے باہر آئیں - تو سب مِل کر ٹُوٹ پڑیں - اور اِن کی بوٹی بوٹی الگ کر دیں ۔

مگر خُدا نے آپ کو مُخالفوں کے اِس مشورہ سے آگاہ کر دیا - اور حُکم دیا - کہ اب آپ مکّہ چھوڑ کر مدینہ چلے جائیں ۔ سب لوگ اپنی امانتیں حضرت محمدؐ صاحب ہی کے پاس رکھا کرتے تھے - اِس لئے حضرت علیؓ کو اپنی چارپائی پر لِٹا کر اور یہ کہہ کر کہ تُم سب کی امانتیں ادا کر دینا اور کوئی فِکر نہ کرنا - تمہیں کُچھ نقصان نہ پُہنچے گا - آپ وہاں سے روانہ ہو گئے ۔ جب کافروں نے دیکھا - کہ آپ صاف نِکل گئے - تو بہت کُڑھے - چاروں طرف سوار دَوڑائے - اور آپ بھی ڈھونڈنے نِکلے ۔ حضرت محمدؐ صاحب اور اِن کے ساتھی ایک غار میں چلے گئے - مگر کافر غار تک بھی آ پُہنچے -

ہو سکتا"۔

ابُو طالب اور حضرت خدیجہ کی وفات کے بعد مُخالِفوں کے حوصلے اور بھی بڑھ گئے۔ اور اُنہوں نے حضرت محمدؐ صاحب کو بے طرح ستانا شروع کر دیا۔ مگر آپ نے اُس کی مُطلق پروا نہ کی۔ اور اِن کے دینی مراتب بڑھتے رہے۔ اب اِن کو اللہ نے بہت ہی بڑا درجہ عطا فرمایا۔ جو آج تک اور کسی نبی کو نہیں دیا۔ یعنی ۲۷ رجب سلہ نبوت کو معراج ہُوا۔ حضرت جبرئیل سب سے پہلے آپ کو بیت المقدس میں لے گئے۔ جہاں آپ نے اِمام بن کر تمام نبیوں اور رسُولوں کو نماز پڑھائی۔ پھر خُدا نے خاص اپنے پاس عرش پر بُلایا۔ اور یہ حُکم دیا۔ کہ اپنی اُمّت کو پانچ وقت کی نماز کی بہت تاکید کرنا۔ کہ فجر۔ ظہر۔ عصر۔ مغرب اور عشا کی نماز میں کبھی ناغہ نہ ہو۔ اِس سے اُن کو بڑا مرتبہ ملے گا۔ اِس کے بعد حضرت جبرئیل محمدؐ صاحب کو جہاں سے ساتھ لے گئے تھے۔ وہیں اُسی رات کو پہنچا گئے۔

مدینہ کے جو چند آدمی مُسلمان ہو گئے تھے۔ اُن سے حضرت محمدؐ اور دینِ اِسلام کا شُہرہ سُن کر اور بھی بہت سے لوگ مدینہ سے آپ کے پاس آ آ کر مُسلمان ہوتے رہے۔ ہوتے ہوتے مدینہ دینِ اِسلام کا مرکز ہو گیا۔ جو شخص دین

سارا کام آپ نے اور آپ کے ساتھیوں نے خود ہی کیا ۔

مسجد میں خدا پاک کی عبادت بے روک ٹوک ہونے لگی ۔ آپ نماز کے بعد لوگوں کو ہدایت کرتے تھے ۔ " جو شخص خدا کی مخلوق سے محبت رکھتا ہے ۔ اور بچوں کو پیار کرتا ہے ۔ خدا اس پر مہربان ہے ۔ لوگو! محتاجوں کو کھانا کھلاؤ ۔ اپنے عزیزوں اور غیروں سب سے نیک سلوک کرو ۔ خندہ پیشانی کے ساتھ سلام کرکے ایک دوسرے سے ملو ۔ خود نیکی کرو ۔ اور دوسروں کو نیکی کرنا سکھاؤ "۔

جن لوگوں نے مکہ سے ہجرت کی تھی ۔ وہ مہاجرین تھے ۔ مدینہ کے رہنے والوں یعنی انصار نے ان کی مدد کی ۔ مدینہ میں آنے کے پہلے ہی سال حضرت محمدؐ نے یہ کوشش کی ۔ کہ مسلمانوں اور یہودیوں میں اتفاق ہو جائے ۔ چنانچہ فریقین میں ایک اقرارنامہ لکھوا دیا ۔ جس کی بعض بڑی بڑی شرائط مندرجہ ذیل ہیں :-

(۱) مسلمان اور یہود ایک قوم ہوں گے ۔

(۲) دونوں جماعتیں اپنے اپنے دین پر رہیں گی ۔ ایک گروہ دوسرے کو تکلیف نہ دے گا ۔

(۳) ان میں سے جس جماعت کو جنگ پیش آئے گی ۔ اگر وہ مظلوم ہو ۔ تو دوسرا فریق اس کی مدد کرے گا ۔

خدا کی قدرت دیکھئے۔ اس غار کے منہ پر مکڑی نے جالا پورا دیا۔ اوپر سے جنگلی کبوتر نے انڈے دے دیئے۔ کافر سمجھے غار ویران ہے۔ اور آگے بڑھ گئے۔ غار میں حضرت صدیقؓ کو سانپ نے کاٹ لیا۔ مگر آپ نے اچھا کر دیا۔ تیسرے دن غار سے نکل کر مدینہ کی راہ لی۔ مگر اتفاقیہ ایک سوار کی نظر ان پر جا پڑی۔ وہ نیزہ لے کر پیچھے دوڑا۔ مگر گھوڑے نے ٹھوکر کھائی۔ اور سوار منہ کے بل پتھریلی زمین پر آ رہا۔ حضرت کو دشمن پر رحم آیا۔ دعا دی۔ وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ اور توبہ کرکے مسلمان ہو گیا۔

راستے میں آپ نے مدینہ سے تھوڑی دور اس طرف قبا میں چودہ دن قیام کیا۔ اور وہاں ایک مسجد کی بنیاد ڈالی۔ مدینہ والوں کو آپ کے آنے کا انتظار تھا۔ لوگ روز شہر سے باہر دور تک دیکھ کر آتے۔ جب آپ نے شہر میں قدم رکھا۔ تو ہر شخص یہی چاہتا تھا کہ آپ اسی کے گھر ٹھہریں۔ مگر آپ نے کہا۔ کہ اونٹنی کو چھوڑ دو۔ جہاں خدا کی مرضی ہوگی۔ وہیں ٹھہر جائے گی۔ اونٹنی حضرت ابو ایوب کے مکان کے پاس جا کر ٹھہری۔ انہوں نے آدھا مکان حضرت محمدؐ کی نذر کیا۔ جہاں اونٹنی بیٹھی تھی۔ اس جگہ کی قیمت ادا کرکے آپ نے وہاں ایک مسجد بنائی۔ اور

سے لڑے + مسلمانوں نے بھی بے نظیر جوش اور بہادری دکھائی +

اِس لڑائی میں حضرت محمدؐ تیروں اور پتھروں سے اِس قدر زخمی ہوئے۔ کہ غش کھا کر گر پڑے + کافر سمجھے۔ کہ آپ کا خاتمہ ہو گیا۔ مگر آپ اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اور اپنے دشمنوں کے واسطے دعا کی۔ "خداوندا! اِن لوگوں کو بخش دے۔ یہ جانتے نہیں ہیں۔ کہ کیا کر رہے ہیں"!

اِس کے بعد حدیبیہ کی صلح ہوئی۔ جس کی ایک شرط یہ بھی تھی۔ کہ مسلمانوں اور قریش دونوں میں دس سال تک کوئی لڑائی نہ ہوگی + ایک شرط ایسی بھی تھی۔ جو مسلمانوں کے حق میں صریح بے اِنصافی تھی + حضرت عمرؓ وغیرہ کو مسلمانوں کی ذِلت گوارا نہ ہوئی + مگر حضرت محمدؐ امن کے پیغامبر تھے۔ آپ نہیں چاہتے تھے۔ کہ لڑائی ہو۔ اِس لئے اِن شرطوں کو قبول کر لیا۔ اور حضرت علیؓ کو سمجھایا۔ اور فرمایا۔ کہ خدا کا حکم ایسا ہی ہے۔ وہ مجھے ہرگز ذلیل نہ کرے گا +

جب یہودی اپنی شرارتوں سے باز نہ آئے۔ تو اُنہیں خیبر میں جلا وطن کر دیا گیا۔ لیکن وہ وہاں بھی چین سے نہ بیٹھے۔ اور لشکر کثیر لے کر مدینہ پر حملہ کی تیاری کی + حضرت محمدؐ نے ۱۶۰۰ سپاہی خیبر کی طرف روانہ کئے۔ کئی روز تک لڑائی ہوتی

(۴) مدینہ پر حملہ ہو۔ تو دونوں فریق مل کر اُس کا مقابلہ کریں گے ؛
(۵) جب صُلح ہوگی۔ تو دونوں فریق صُلح کریں گے ؛
(۶) شہر مدینہ دونوں قوموں کے لئے عزّت اور امن کی جگہ ہوگی۔ اِس کے اندر خُون نہیں بہایا جائے گا ؛
(۷) تمام جھگڑوں کا آخری فیصلہ حضرت محمدؐ صاحب کریں گے ؛

مکّہ میں تیرہ سال تک بے شُمار تکلیفیں اُٹھانے کے بعد حضرت محمدؐ صاحب مدینہ میں تشریف لائے تھے۔ مگر یہاں بھی دُشمن پیدا ہو گئے ؛ آخر بدر کے میدان میں لڑائی ہُوئی۔ مسلمانوں کے کُل تین سو تیرہ آدمی۔ دو گھوڑے اور ستّر اُونٹ تھے۔ اور دُوسری طرف تقریبًا ایک ہزار مسلّح جوان تھے۔ مگر خُدا نے اسلام کو فتح دی۔ جنگ کے قیدی حضرت محمدؐ کے حُکم سے چھوڑ دیئے گئے۔ اور اُن کے ساتھ بہت اچھا سلُوک کیا گیا ؛ اِس کے بعد اُحد کی لڑائی ہُوئی۔ بدر کی شِکست سے کافروں کے دِل میں غصّہ کی آگ بھڑکی ہُوئی تھی۔ بعضوں نے تو قسم کھائی تھی۔ کہ جب تک مسلمانوں سے بدلہ نہیں لے لیں گے۔ اور اِن کا صفایا نہیں کر ڈالیں گے۔ نہ کپڑے بدلیں گے۔ نہ اور کسی خُوشی میں شریک ہوں گے۔ اِس لئے اب کے بڑی جان بازی

ایک دن آپ ایک درخت کے نیچے تنہا سو رہے تھے۔ ایک کافر جس کا نام وعشور تھا۔ آپ کی طرف لپکا۔ اور تلوار سونت کر کہنے لگا۔ "اے محمدؐ! اب تم کو کون بچا سکتا ہے؟"

آپ اُٹھ بیٹھے۔ اور فرمایا۔ "خدا میرا بچانے والا ہے" + اسی وقت وعشور کی تلوار آپ نے لپک کر چھین لی۔ اور فرمایا۔ "اب تو بتا۔ تجھے کون بچائے گا؟"

وعشور مایوس ہو کر بولا۔ "کوئی نہیں" +

آپ نے تلوار اُس کے سامنے پھینک دی۔ اور کہا۔ "اپنی تلوار اُٹھا لے۔ اور مجھ سے رحم کرنا سیکھ" + وعشور نے توبہ کی۔ اور اُسی وقت مسلمان ہو گیا +

جب مکہ فتح ہو گیا۔ تو وہاں کے دو قبیلے آپس میں مل کر مسلمانوں پر چڑھ آئے۔ حضرت محمدؐ صحابہ کے ساتھ اِن کے مقابلے کو نکلے + صحابہ نے سوچا۔ ہمارے پاس بارہ ہزار فوج ہے۔ اور سامانِ جنگ اور رسد کی بھی کچھ کمی نہیں۔ ہم سے دشمن کیا ٹکر لے گا؟ خدا کو گھمنڈ بُرا لگا۔ اور لڑائی میں مسلمانوں میں بھگدڑ پڑ گئی۔ تب حضرت محمدؐ نے ایک سو آدمیوں کو اِکٹھا کر کے دشمن پر حملہ کیا۔ اور اُسے ہرا دیا + اِس جنگ میں بہت سا مالِ غنیمت جس میں ہزاروں

رہی - آخر مُسلمانوں نے فتح پائی - اِس کے کچھ عرصہ بعد مُسلمانوں کا لشکر بڑی شان و شوکت کے ساتھ مکہ میں داخل ہُوا - تمام کافروں کو گھیر لیا گیا - اور بغیر کِسی لڑائی کے مکہ فتح ہو گیا +
حضرت محمدؐ نے سات مرتبہ کعبہ کا طواف کِیا - نماز پڑھی - اِس کے بعد اُن تمام بُتوں کو توڑ ڈالا - جو خُدا کے گھر میں رکھے ہُوئے تھے - پھر آپ نے یہ وعظ فرمایا :-

"لوگو! خُدا ایک ہے - جس کا کوئی شریک نہیں + اُس نے اپنا وعدہ پُورا فرمایا - اور اپنے بندے کی مدد کی + سب لوگ آدم کی اولاد ہیں - اور آدم خاک سے بنے تھے - یعنی آدمی آدمی سب برابر ہیں - کوئی چھوٹا بڑا نہیں + لوگو! تمہارا کیا خیال ہے - آج تمہارے ساتھ کیسا برتاؤ کِیا جائے گا ؟"

کافروں نے سر جُھکا کر جواب دِیا "آپ ہمارے شریف بھائی اور بھائی کے بیٹے ہیں - (یعنی ہمیں آپ کی طرف سے کِسی ظُلم کی اُمید نہیں)" + حضرت محمدؐ نے سب کو مُعاف کر دِیا - یہاں تک کہ اپنی بڑی بیٹی زینب کے قاتل حبّار بن اسود کو بھی مُعاف کر دِیا - وہ لوگ بہت پشیمان ہُوئے - اور قریب قریب سب قریش اُسی دن مُسلمان ہو گئے +

حبشی یہ سُن کر بولا۔ "کیا میرا گناہ بھی مُعاف ہو سکتا ہے؟"

آپ نے فرمایا۔ "کیوں نہیں؟"

حبشی نے اُسی لمحہ دِین اسلام قبُول کر لیا ؛

ایک دفعہ عیسائیوں نے آ کر آپ سے تکرار شرُوع کی۔ تو آپ نے کہا۔ "سُنو! خُدا کی ذات پاک ہے۔ نہ اُس کا کوئی بیٹا ہے نہ بی بی۔ وُہی سارے جہان کا پالنے والا اور ہم سب کا مالک ہے۔ مُوسٰی نبی کی طرح عیسٰیؑ بھی نبی تھے۔ اور خُدا کے نیک بندے۔" عیسائی قائل ہو گئے ؛

آپ سیدھی سادی زندگی بسر کرتے تھے۔ ایک دِن آپ اپنی کوٹھڑی میں چٹائی پر لیٹے تھے۔ اور کچھ بچھانے کو نہ تھا۔ چٹائی کے نشان آپ کے جسم پر پڑ گئے ؛ ایک مُسلمان نے یہ دیکھ کر کہا۔ "روم اور ایران کے بادشاہ عیش کرتے ہیں۔ مگر ہمارے نبی جو دِین اور دُنیا کے بادشاہ ہیں۔ اِس حال سے رہتے ہیں!"

آپ نے فرمایا۔ "مَیں عیشِ دُنیا کا طلبگار نہیں۔ خُدا مجھے مسکینوں کی مَوت دے!"

آپ کے پاس کوئی مُحتاج آتا۔ تو آپ بھُوکے رہتے۔ اور اُس کو اپنا کھانا کِھلا دیتے۔ اور اپنا کپڑا اُتار کر دے ڈالتے۔ اور کبھی کِسی کا سوال رد نہ کرتے۔ لیکن ٹکڑا گدائی انہیں پسند نہ تھی۔

عورتیں - بچے - اونٹ - بکریاں - چاندی وغیرہ شامل تھے۔ مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔ یہ لڑائی جنگِ حنین کے نام سے مشہور ہے - اس لڑائی میں جو عورتیں پکڑی گئی تھیں - ان میں حاتم طائی کی بیٹی بھی تھی۔ جب حضرت محمدؐ قیدیوں کے پاس آئے - تو حاتم کی بیٹی نے کہا - "میں اپنی قوم کے سردار حاتم کی بیٹی ہوں - میرا باپ مر چکا ہے - میرا بھائی شکست کھا کر بھاگ گیا - میرا آج کوئی مددگار نہیں ہے - اور میں قیدی ہوں" آپ نے اس کو چھوڑ دیا - اور اس کے کہنے سے اور قیدیوں کو بھی چھوڑ دیا - اور اس کو سفر خرچ دے کر اس کے بھائی عدی کے پاس بھیج دیا - اس کے بعد بھائی بہن دونوں مسلمان ہو گئے۔

کافروں کے ایک غلام حبشی نے جنگ احد میں محمدؐ صاحب کے چچا حمزہ کو قتل کر کے ان کا جگر نکال لیا تھا - مکہ فتح ہونے کے بعد وہ بھاگا بھاگا پھرتا تھا - مگر کہیں پناہ نہ ملتی تھی۔ ایک روز حضرت محمدؐ کی خدمت میں حاضر ہوا - اور کہنے لگا - "مجھے اتنی مہلت دیجئے - کہ میں آپ سے خدا کا کلام سنوں" آپ نے ایک آیت پڑھی - جس کا مطلب یہ ہے - "اے محمدؐ! کہہ دو - کہ بیشک! اللہ سب گناہوں کو بخشنے والا ہے۔"

محمدؐ صاحب نے تمام مشہور بادشاہوں کو دینِ اسلام میں آنے کی دعوت دی - ہر طرف سفیر بھیجے + ہر خط پر آپ کی مہر ہوتی تھی - جو چاندی کی بنی ہُوئی تھی - اَور اِس پر تین سطروں میں اِس طرح لکھا ہُوا تھا :-

اللہ
رسُول
محمدؐ

بصرہ کے بادشاہ نے اِن کے سفیر کو قتل کر ڈالا - لڑائی ہُوئی - مخالفوں کی فوج ایک لاکھ سے کم نہ تھی - ڈیڑھ دِن کی لڑائی کے بعد مسلمانوں نے اپنے سے چالیس گنا زیادہ فوج کو زک دے کے چھوڑی +

اب تمام عرب پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا - اَور وہاں کے رہنے والے مسلمان ہو گئے - یعنی جس کام کے لئے آپ دُنیا میں تشریف لائے تھے - وُہ پُورا ہو گیا + آپ نے اب تک حج نہیں کیا تھا - اِس لئے ۱۰ھ میں حج کا اعلان کر کے مدینے سے روانہ ہو گئے - ایک لاکھ چالیس ہزار مسلمان اِس سفر میں آپ کے ساتھ تھے + آپ نے ایک روز عرفات کی پہاڑی پر چڑھ کر یہ وعظ فرمایا :-

اور ہمیشہ یہی نصیحت کرتے - کہ محنت کرکے کماؤ اور کھاؤ ◆

ایک روز آپ جنگل میں سے ہو کر چلے جا رہے تھے - اور بہت سے مسلمان آپ کے ساتھ تھے - گرمی کی شدت - دوپہر کا وقت اور پانی کا کہیں نشان تک نہ تھا ◆ آپ نے ایک چھوٹی سی مشک جس میں ذرا سا پانی تھا اٹھائی - اور لوگوں کو پلانا شروع کیا ◆ سب نے سیر ہو کر پانی پیا - اور وہ مشکیزہ سینکڑوں آدمیوں کے لئے کافی ہو گیا ◆

اسی طرح ایک مرتبہ ایک غریب مسلمان نے آپ سے آ کر کہا - "میرا باپ یہودیوں کا قرضہ چھوڑ کر مر گیا ہے - یہودی سختی سے تقاضا کرتے ہیں - مگر میں محتاج ہوں" ◆ آپ نے کہا - "تیرے پاس کوئی چیز ہو - تو لا" ◆ وہ تھوڑی سی کھجوریں لے آیا - آپ نے اُن پر ہاتھ پھیر کر کہا - "اب اِن کھجوروں کو تول تول کر قرضخواہوں کو دینا شروع کر" ◆ اُس نے ایسا ہی کیا - اور سارا قرضہ ادا ہو گیا ◆ اسی طرح اور بھی بہت سے معجزے آپ کی ذات سے ظہور میں آئے - مگر آپ کا سب سے بڑا معجزہ "قرآن شریف" ہے ◆

اب حضرت محمدؐ کے پیروؤں اور دینِ اسلام کے معتقدوں کی تعداد بڑی تیزی سے بڑھتی جاتی تھی -

عورت کو چھوڑ دو۔ مَیں نے مُعاف کِیا ÷ آپ ۶۳ برس کی عُمر میں دُنیا سے رُخصت ہو کر خُدا کے پاس پُہنچ گئے۔ مرنے سے ایک دِن پہلے نماز کے بعد آپ نے فرمایا:-

" لوگو! مَیں نے کوئی زیادتی کی ہو - تو مُعاف کر دو + کِسی کو بُرا بھلا کہا ہو - تو آج مجھے کہہ لو + کِسی کا قرض باقی ہو - تو لے لے + لوگو! مجھے مُعاف کر دو - تاکہ مَیں خُدا کے دربار میں خُوش خُوش جاؤں - اور وہاں مُجھے کِسی بات پر شرمندگی نہ اُٹھانی پڑے - اور وُہ مُجھ سے کچھ حِساب کِتاب نہ کرے "÷

ایک آدمی بولا "میرے تین دِرہم باقی ہیں - جو ایک فقیر کو دینے کے لئے آپ نے لئے تھے"÷ فوراً اُس کو ادا کئے گئے + اِس کے بعد گھڑی گھڑی آپ کی حالت نازُک ہوتی گئی - اِس وقت زبان پر یہی لفظ تھے "بڑے دوست کے پاس! بڑے دوست کے پاس!!" آپ مدینہ میں مسجد نبوی کے حُجرہ میں آرام فرماتے ہیں - یعنی جہاں فوت ہُوئے - اُسی جگہ دفنائے گئے!

حضرت محمدؐ کی تعلیم

آپ کی تعلیم ہے ایک خُدا کو ماننا - اُس کو اپنا

"اے مُسلمانو! شاید اگلے برس مَیں تم میں سے نہ ہوں گا۔ اس لئے میری باتیں ذرا غور سے سُنو۔ ایک بھائی پر دُوسرے بھائی کی اُس کے لائق عزّت کرنی لازم ہے۔ پرائے مال پر نیّت بگاڑنی حرام ہے + سب کو ایک دِن خُدا کے دربار میں حاضر ہونا ہے۔ جہاں ہر کِسی کے ایک ایک اچھے بُرے، چھوٹے بڑے کام کا حِساب کِتاب ہوگا+ جو جیسا کرے گا۔ ویسا ہی پھل اُس کو مِلے گا+ عورتوں کے ساتھ بُرا برتاؤ کبھی نہ کرنا۔ بلکہ ہر طرح اُن پر مہربانی کرتے رہنا۔ اور غُلاموں کو اُسی طرح آرام اور سُکھ سے رکھنا۔ جیسے تُم خُود ہو۔ اُن سے خطا یا قصُور ہو۔ تو مُعاف کر دینا۔ اور حتّے الوسع چشم پوشی کرنا+ کِسی کی حق تلفی نہ کرنا۔ کِسی پر کِسی طرح ظُلم نہ کرنا+ خُدا ایک ہے۔ اُس کا کوئی ثانی یا شریک نہیں۔ وُہ سارے جہانوں کا مالک ہے۔ اور اُسی کے قبضہ میں سب کُچھ ہے۔ وُہ جو چاہے کر سکتا ہے"+

جب حج سے واپس آئے۔ تو ایک دِن یہُودیوں کے سردار حارث کی بیٹی زینب نے آپ کی دعوت کی۔ اور کھانے میں زہر دے دِیا+ جب یہ بات معلُوم ہُوئی۔ تو مُسلمان زینب کو پکڑ کر آپ کے سامنے لائے۔ مگر آپ نے کہا۔" اب اِس

اِن کا عملی ثبوت پیش کیا ہے ۔

آپ نے اپنی مثال سے یہ تعلیم دینے کی کوشش کی ہے ۔ کہ ہمیں دیگر مذاہب کے لوگوں کے ساتھ بھی اچھا برتاؤ کرنا چاہیئے ۔ آپ نے فرمایا ہے ۔ کہ نرمی کرو ۔ اللہ ہر بات میں نرمی پسند کرتا ہے ۔ آپ اپنے دُشمنوں کے لئے بھی دُعا کرتے تھے ۔ اُنھوں نے کبھی کسی دُشمن کو بد دُعا نہ دی ۔ اور جب اُن پر قابو پایا ۔ تو اُن کے گناہوں کو مُعاف کر دیا ۔

حدیث

۱۔ مُسلمانو ! تُم میں سے کسی کا ایمان اُس وقت تک ٹھیک نہیں رہتا ۔ جب تک وُہ دُوسروں کے لئے بھی وُہی نہ چاہے ۔ جو اپنے لئے چاہتا ہے ۔

۲۔ جو آدمیوں پر رحم نہیں کرتا ۔ اُس پر اللہ بھی رحم نہیں کرتا ۔

۳۔ سب سے اچھا آدمی وُہی ہے ۔ جس سے دُوسروں کو سب سے زیادہ فائدہ پہنچے ۔

۴۔ اللہ نرم دِل اور ہنس مکھ آدمی سے محبّت کرتا ہے ۔

۵۔ عِلم حاصل کرنے میں کوتاہی حرام ہے ۔

۶۔ زبردست وُہ نہیں ۔ جو دُوسروں کو پچھاڑ دے ۔

رب جاننا - اور اُسی سے اپنی ہر ضرورت کو ظاہر کرنا - اُس کے سوا کسی کا خوف دل میں نہ لانا - اور یہ یقین کرنا - کہ جو کام خدا کے کرنے کے ہیں - وہ کوئی اور نہیں کر سکتا ہے + اُنہوں نے بتایا ہے - کہ ہم سب مرنے کے بعد زندہ ہوں گے - جو نیک ہیں - وہ بہشت میں چین کریں گے - اور جو بد ہیں - وہ دوزخ میں جلیں گے +
مسلمانوں کے لئے یہ چار فرض ٹھہرائے گئے ہیں - نماز - روزہ حج اور زکوٰۃ - پہلے دو سب کے لئے - اور پچھلے دو صرف صاحبِ استطاعت لوگوں کے لئے +

کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ
(نہیں ہے کوئی معبود اللہ کے سوا اور محمدؐ اللہ کے رسول ہیں) +

آپ نے جگہ جگہ ایثار و انصاف - عفو و رحم - مہمان نوازی - حیوانوں پر رحم - گداگری سے نفرت - ہدیے اور تحفے قبول کرنا - سادگی اور بے تکلفی کی زندگی بسر کرنا - بچوں سے پیار - غلاموں سے اچھا سلوک - مساوات - یہ سمجھنا کہ خدا کے بندے سب برابر ہیں - شرم و حیا کرنا - اپنے ہاتھ سے اپنا کام کرنا - دوسروں کی مدد کرنا - ہمت - استقلال اور بہادری - قول و قرار کی پابندی - بیمار پرسی اور غمخواری وغیرہ باتوں پر عمل کر کے

۱۶- جو جیسا کرے گا - ویسا ہی پھل اُسے ملے گا۔

۱۷- کسی پر کسی طرح ظلم نہ کرنا۔

۱۸- اِنصاف کی ایک گھڑی ستّر برس کی عبادت سے افضل ہے۔

۱۹- جو نیکی کے رستے سے پھرتا ہے، تباہی کے گڑھے میں گرتا ہے۔

۲۰- بُرائی کا چھوڑ دینا صدقہ ہے۔

۲۱- ہمدردئ نوعِ اِنسان اِنسانوں کی سچّی دَولت ہے جب اِنسان مر جاتا ہے - تو لوگ دریافت کرتے ہیں - کہ وہ کتنی دَولت چھوڑ مرا- مگر فرشتے اُس سے یہ پُوچھتے ہیں - کہ تُم نے دُنیا میں کیا کیا نیک کام کئے ہیں۔

۲۲- پہاڑوں سے بھاری - لوہے سے زیادہ مضبُوط - آگ سے زیادہ طاقتور - پانی سے زیادہ زوردار - اَور ہوا سے زیادہ زبردست اگر کوئی چیز ہے - تو وہ خیرات ہے۔

بلکہ زبردست تو بس وُہی ہے۔ جو غصّہ کے وقت اپنے آپ کو قابُو میں رکھے۔

۷۔ مومن اِسے پسند نہیں کرتا۔ کہ خُود پیٹ بھر لے۔ اَور اُس کا پڑوسی فاقہ کرے۔

۸۔ اللہ تُمہاری صُورتوں اَور مالوں کو نہیں دیکھتا۔ بلکہ تُمہارے اعمال اَور دِلوں پر نِگاہ رکھتا ہے۔

۹۔ جو بھلائی کا رستہ دِکھاتا ہے۔ اُس نے گویا خُود بھلائی کی۔

۱۰۔ جو شخص کِسی کی ایک بالِشت زمین بھی ناحق لے لے گا۔ وَہ قیامت کے دِن سات تہہ نیچے دھنسا دِیا جائے گا۔

۱۱۔ جھگڑالُو آدمی اللہ کے نزدِیک سب سے زیادہ قابلِ نفرت ہے۔

۱۲۔ جو اپنے بھائی کی ضرُورت میں کام آتا ہے۔ اللہ اُس کی ضرُورت میں کام آئے گا۔

۱۳۔ دُنیا میں ظُلم۔ آخرت میں اندھیرا۔ ظالِم اَور ظالموں کے مددگار دوزخ میں جائیں گے۔ مظلُوم کی آہ اَور خُدا کے درمیان کوئی رُکاوٹ نہیں۔

۱۴۔ جو دُنیا میں کِسی کی تکلیف دُور کرے۔ اللہ قیامت میں اُس کی تکلیف کو دُور کرے گا۔

۱۵۔ اُس آدمی کا کیا کہنا۔ جو اپنے عَیب کے آگے دُوسروں کا عَیب نہیں دیکھتا۔

گورو جی کا جنم ہوا۔ تو وہ ہنس رہے تھے + پنڈت ہردیال جوتشی نے گورو جی کی جنم پتری تیار کی۔ اور مہتہ کالو چند سے آ کر کہا۔ "مہتہ جی! آپ کی اس سے بڑھ کر اور کیا خوش نصیبی ہو سکتی ہے۔ کہ اس لڑکے نے آپ کے ہاں جنم لیا؟ یہ لڑکا بڑا صاحب اقبال ہوگا۔ تمام دُنیا کے لوگ اس کے آگے سر تسلیم خم کریں گے۔ ہندو مُسلمان سب اس کی یکساں عزت و توقیر کریں گے۔ اس کے تمام رنگ ڈھنگ اور گرہ اوتاروں کی مانند معلوم ہوتے ہیں" +

اس بچہ کی سبھی باتیں غیر معمولی تھیں۔ جب وہ ایک سال کا ہوا۔ تو اچھی طرح بیٹھ کر چلنے لگا۔ پھر کھڑا ہونا سیکھا + اس چھوٹی سی عمر میں گورو نانک دیو جب کبھی بیٹھتے۔ تو دو زانو بیٹھتے۔ اور اس طرح سمادھی لگا لیتے۔ جیسے کوئی یوگ ابھیاس میں مشغول ہو + جب آپ چلنے پھرنے لگے۔ تو لڑکوں میں جا کر دن بھر "ست کرتار! ست کرتار!" گانے کی تلقین کرتے + آپ خوب مست رہتے۔ اور جو کچھ گھر سے ملتا۔ فقیروں، غریبوں اور مسکینوں میں بانٹ دیتے + ان کا عجیب و غریب ڈھنگ دیکھ کر کوئی انہیں تپسوی کہتا۔ کوئی رشی بتاتا۔ اور کوئی فلسفی +

جب نانک دیو آٹھ برس کے ہوئے۔ تو ہندی

فصل چوتھی

شری گورو نانک دیو

سِکھ دھرم کے بانی شری گورو نانک دیو جی ہندوستان کے اُن برگزیدہ بزرگوں میں سے ایک ہیں۔ جنھوں نے خلقِ خدا کو پریم اور محبت سے رہنے کا سبق دیا ہے + یہی وجہ ہے۔ کہ اِن کی تعظیم ہر ایک آدمی کرتا ہے۔ خواہ وہ کسی مذہب سے تعلق رکھتا ہو + گورو نانک دیو کا جنم کاتک شدی پورن ماشی سمت ۱۵۲۶ بکرمی کو پنجاب کے ضلع شیخو پورہ میں موضع تلونڈی میں (جس کو اب شری ننکانہ صاحب کہتے ہیں) ہُوا تھا۔ اِن کا والد مہتہ کالو چند بیدی کھتری رائے بُلار حاکم تلونڈی کا کارکن تھا۔ اور چونکہ تجارت بھی کرتا تھا۔ اِس لئے کافی دَولت کا مالک تھا۔ اور گاؤں میں اِس کی اچھی عزت تھی۔ نانک دیو کی ماتا کا نام ترپتا دیوی تھا +

بوقت پیدائش عام بچے روتے ہیں۔ لیکن جب

ہُوا۔ اُنھوں نے مولوی صاحب کو ا ب ت کا مطلب اِس طرح سمجھایا :-

" الف - اللہ کو یاد کر - غفلت کو دِل سے دُور کر دے - جو سانس اُس کا نام لئے بغیر گزرتا ہے - تو ایسی زندگی پر تین حرف !

" ب - بدعت کو دُور کر - راہِ طریقت اختیار کر - سب کے آگے جُھک جا - کِسی کو بُرا نہ کہہ ؛

" ت - توبہ کر - عجز و اِنکسار سے سروکار رکھ - وہ خالق و مالک بے پروا ہے - یہاں کی کوئی چیز ساتھ نہ جائے گی - اے قُطب الدین! عمر رائیگاں نہ کھو ؛

" ث - ثناء کر رب کی - خالق کو یاد کر - اگر اُس کو یاد نہ کیا - تو اے قُطب الدین ! جنم اکارت گیا "؛

اِس طرح گورو نانک دیو دُنیوی علوم سے محرُوم رہنے لگے - مگر اُن کا رُوحانی عِلم دِن پر دِن بڑھنے لگا ؛

اب گورو نانک دیو کی رسم زُنّار بندی کی تیّاری ہُوئی - مقررہ دِن آن پہُنچا - رِشتہ دار - اقارب - دوست - احباب سب جمع تھے - جب پنڈت ان کے گلے میں جنیئو ڈالنے لگا - تو آپ نے جھٹ اُس کا ہاتھ تھام لیا - اور فرمایا :-

" اِس دھاگے کی مجھے ضرورت نہیں - پرماتما کی

سیکھنے کے لئے اِنہیں ایک پاندہ کے پاس بھیجا گیا+ جب اُستاد نے حرُوف اور ہندسے لکھ کر یاد کرنے کا حکم دِیا۔ تو آپ نے کمال سادگی کے انداز سے فرمایا :۔ "یہ علم محض بے سُود ہے۔ اِنسان کو چاہئے۔ کہ وُہ علم سیکھے۔ جس سے وصالِ حق نصیب ہو"+ جب اُستاد نے پُوچھا۔ کہ وُہ علم کیونکر حاصل ہو سکتا ہے؟ تو آپ نے جواب دیا۔ "لذّاتِ فانی کی خواہشات کو جلا کر سیاہی بناؤ۔ اور پرماتما کے پریم کا قلم عقلِ سلیم کے ہاتھ میں پکڑ کر لوحِ دِل پر ست کرتار کا نام اور اُس کے اوصاف لکھو۔ اِس سے دونو جہان میں خُوشی اور سُرخروئی حاصل ہوگی"+

جب گورو نانک دیو کی عُمر ۹ برس کی ہُوئی۔ تو سنسکرت سیکھنے کے لئے اُنہیں پنڈت برج ناتھ کے پاس بھیجا گیا+ پہلے ہی دِن جب پنڈت جی نے 'اوم' لکھا۔ تو اُنہوں نے اِس کا مطلب دریافت کیا+ برج ناتھ نے کہا۔ "تم بچے ہو۔ اِس کا مطلب سمجھ نہیں سکوگے"+ اِس پر نانک دیو نے 'اوم' کی ایسی واضح تشریح کی۔ اور معرفت کی وُہ وُہ باتیں سُنائیں۔ کہ پنڈت غریب کی عقل دنگ رہ گئی+ جب وُہ گیارہ برس کے ہُوئے۔ تو باپ نے اُنہیں فارسی سیکھنے کے لئے مولوی قطب الدین کے پاس بھیجا۔ مگر وہاں بھی وُہی قصّہ در پیش

میں تو اپنے مالک کے عشقِ حقیقی میں مگن ہوں۔ تو دوا کس کو دیتا ہے"؟

ایک روز گورو نانک جی اپنے باپ کے کہنے سے گائیں بھینسیں چرانے کے لئے جنگل میں گئے۔ ایک درخت کے تلے کپڑا بچھا کر بیٹھ گئے۔ اور بھی بہت سے چرواہے پاس آ بیٹھے + گرمی کا موسم تھا۔ ٹھنڈی ٹھنڈی خوشگوار ہوا چل رہی تھی۔ ایسے باتوں میں مصروف ہوئے۔ کہ مویشیوں کی بھی سدھ بدھ نہ رہی۔ اِدھر مویشیوں نے ایک کھیت کو چر کے صفا چٹ کر ڈالا + کھیت کا مالک سب کو پکڑ کر گاؤں کے حاکم رائے بلار کے پاس لے گیا۔ لیکن جب رائے بلار بہت سے لوگوں کے ساتھ موقع پر آیا۔ تو سب یہ دیکھ کر حیران رہ گئے۔ کہ کھیت پہلے ہی کی طرح سرسبز ہے + اِسی طرح اور بھی کئی عجیب و غریب واقعات دیکھے۔ تو رائے بلار سمجھ گیا۔ کہ یہ لڑکا ولی اللہ ہے۔ اور ان کی دل سے عزت کرنے لگا ⁂

جب گورو نانک دیو ذرا اور بڑے ہوئے۔ تو اِن کے باپ نے کہا۔ کہ بیٹا! اپنی کھیتی کی دیکھ بھال ہی کر آیا کرو + گورو جی نے جواب دیا۔ "مجھے اپنی ہی کھیتی کی دیکھ بھال سے فرصت نہیں ملتی۔ آپ کے کھیتوں کی نگرانی کیونکر کروں؟

عبادت اَور نیک چال چلن یہ دو اِنسان کے اصلی فرض ہیں۔ جو اِس قسم کی بیرُونی نشانیوں سے پُورے نہیں ہو سکتے + رحمدِلی کی کپاس سے صبر کا سُوت کات کر اُس میں راست بازی کا بٹ دے کر پاک دامنی کی گانٹھ دی جائے۔ تو انسان کے لئے اصلی جنیئو تیّار ہو جاتا ہے۔ جو نہ ٹُوٹتا ہے۔ نہ مَیلا ہوتا ہے + اگر اَیسا جنیئو آپ کے پاس ہے۔ تو پنڈت جی! آپ بھی پہنئیے اور مجھے بھی پہنائیے "+

اِس چھوٹی سی عُمر میں ہی جب دُوسرے لڑکوں کو ہاتھ مُنہ دھونے کا بھی شعُور نہیں ہوتا۔ اَور نہ رات دِن کھیلنے کھانے سے فُرصت مِلتی ہے۔ گورُو نانک دیو جی رات دِن یادِ الٰہی میں مشغُول رہا کرتے تھے + اِنہیں گوشہ نشینی پسند تھی چُنانچہ کالُو چند نے یہ سمجھا۔ کہ بیٹے کو جنُون کا عارضہ لاحق ہو گیا ہے + تب اُس نے وَید کو بُلایا + جب مرض کی تشخیص کرنے کی غرض سے اُس نے گورُو جی کی نبض دیکھنا چاہی۔ تو اُنہوں نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔ اَور کہا:-

"وَیدِ علاج مُعالجہ کے لئے بُلایا گیا ہے۔ وُہ نبض ٹٹولتا ہے۔ سادہ لَوح وَید یہ نہیں جانتا۔ کہ کسک کلیجے میں ہے + اے وَید! اپنے گھر جا۔ میرا حال معلُوم کرنے کی کوشش نہ کر۔

اُس مالکِ حقیقی کو چھوڑ کر اور کس کی مُلازمت اختیار کروں؟"

مہتہ کالُو چند ڈرتا تھا۔ کہ کہیں گورُو نانک دیو فقیر نہ ہو جائیں۔ اس لئے اُس نے ان کو دُنیا داری کے جھمیلوں میں پھنسانا چاہا۔ اُس نے ان کو پچاس روپے دے کر کہا۔ کہ جاؤ۔ کھرا سَودا کرو۔ اَور بھائی بالا کو بھی ان کے ساتھ کر دیا۔ ایک جگہ انہوں نے دیکھا۔ کہ فقیروں کی ایک جماعت تین دن سے بھُوکی پڑی ہے۔ پس اس رقم کی جنس خرید لائے۔ اَور بڑے پریم اَور عقیدت سے اُن لوگوں کو کھلایا پلایا۔

جب گھر واپس لَوٹے۔ تو گورُو جی آپ ایک پیلُو کے پیڑ پر چڑھ کر بیٹھ گئے۔ بھائی بالا کی زبانی کالُو چند نے حال سُنا۔ تو بہت ناراض ہُوا۔ اَور بیٹے کو پیٹتا ہُوا گھر لایا۔ پُوچھنے پر گورُو جی نے کہا:۔

"آپ نے کھرا سَودا کرنے کے لئے پچاس رُوپے دیئے تھے۔ مَیں نے اُن سے آخرت کا نفع کمایا ہے۔"

رائے بُلار نے وُہ پچاس روپے مہتہ جی کو دے دیئے۔ اَور سمجھایا۔ کہ آئندہ کبھی ان سے ایسا جھگڑ نہ کرنا جو نقصان یہ کریں۔ مجھ سے وصُول

میرا جسم کھیت ہے۔ جس میں میرے دِل نے
یادِ الٰہی اور نیک افعال کا بیج بویا ہے۔ صبر و
قناعت کا سُہاگہ پھیرا اور شرم و حیا کا پانی
دِیا گیا ہے۔ ہمدردیٔ خلق اور رحم دِلی اِس
کی باڑ ہے۔ اِس سے رحمتِ لازوال کا پھل
حاصِل ہوگا۔ یہی سچّی کھیتی باڑی ہے"۔
باپ نے کہا۔ "تو پھر دوکان ہی کھول لو"۔
گورُو نانک جی نے جواب دِیا۔ "میری زِندگی دوکان
ہے۔ جس کے برتن نیک اعمال ہیں۔ اِن میں
نامِ حق کا سَودا بھرا ہُوا ہے۔ جس کی فروخت
سے راحتِ جاوِدانی کا نفع حاصِل ہوگا"۔ یہ سُن
کر مہتہ کالُو چند نے کہا۔ "تو گھوڑوں کی
سوداگری ہی کرو"۔
آپ نے فرمایا۔ "سچ کہا ہے۔ اِس پر غور و
خوض کرنا۔ یہی میری سَوداگری ہے۔ نیک افعال
کا سفر خرچ لے کر مَیں صداقت اور راست بازی
کے گھوڑے خرِیدا اور بیچا کرتا ہُوں۔ تاکہ وِصالِ
حق نصیب اور راحتِ ابدی حاصل ہو"۔
کالُو چند۔ "خیر! اگر تُم یہ بھی نہیں کرنا چاہتے۔
تو مُلازمت ہی کر لو"۔
"بابا جی!" مَیں جس دِن سے پَیدا ہُوا ہُوں۔
اُسی روز سے اپنے خالِق کا مُلازِم ہُوں۔ اور
دِل و جان سے اُس کی خِدمت بجا لاتا ہُوں۔

فرقہ جو اُداسی کے نام سے مشہور ہے، چلا + بابا لکھمی چند کی اولاد بیدی کھتری ہیں + اس کے کچھ عرصہ بعد گورو نانک دیو نے عالم خواب میں دیکھا۔ کہ کوئی اُنہیں کہہ رہا ہے :- "تمہیں جس کام کے لئے دُنیا میں بھیجا گیا ہے۔ اُسے پُورا کرو"۔ ایک تو کریلا کڑوا۔ دوسرے نیم چڑھا! پہلے ہی دُنیا اور دُنیا کے دھندوں سے دل کو لگاؤ نہ تھا۔ اب یکبارگی بَیراگ پیدا ہو گیا۔ اور گھر بار چھوڑ۔ دُنیا سے مُنہ موڑ جنگل کی راہ لی +

لوگوں نے شکایت کی۔ کہ مودی خانہ کا مال لُٹا کر اب آپ فقیر بن بیٹھے ہیں! مودی خانہ کے حساب کی پڑتال ہوئی۔ تو سات سَو ساٹھ روپے گورو جی کے دینے نکلے۔ نواب کے دریافت کرنے پر انہوں نے کہہ دیا۔ کہ یہ روپیہ غریبوں میں تقسیم کر دیا جائے + انھوں نے سترہ سال تک کمال خوش اسلوبی اور دیانت داری کے ساتھ مودی خانہ کے مہتمم کے فرائض انجام دیئے۔ لیکن کبھی ایک لحظہ کے لئے بھی پرماتما کی بھگتی کا خیال اِن کے دل سے دُور نہیں ہوُا + آپ اِتنا عرصہ ہمیشہ دُنیا داری کی جھیل میں کنول کے پھول کی طرح تیرتے رہے +

اِن کی بہن۔ بہنوئی اور دیگر لوگوں نے اِنہیں

کر لیا کرو ۔

باپ کو یہ بات پسند نہ تھی۔ اس لئے وہ بیٹے سے خفا رہنے لگا۔ آخر ماں نے گورو نانک دیو کو ان کی بہن کے ہاں بھیج دیا۔ نانک کا بہنوئی دیوان جے رام دولت خاں لودھی شاہ دہلی کی طرف سے سلطان پور (علاقہ کپورتھلہ) میں کارندہ اور گرداور تھا۔ اس نے نانک دیو کو مودی خانہ میں نوکر کرا دیا۔ بھائی بالا اب بھی ان کے ساتھ تھا۔ اب تو گورو نانک خود روپیہ کمانے لگے۔ جو کچھ کماتے۔ غریبوں کو کھلا پلا دیتے۔ اور بڑے خوش رہتے۔ انہیں آپ خیرات دیتے دیکھا۔ تو حاسدوں کے جی جلے۔ کہنے لگے۔ یہ تو سرکاری روپیہ چراتے ہیں۔ اس پر ان سے پوچھ گچھ ہوئی۔ اور جو سرکاری روپیہ ان کے پاس رہتا تھا۔ اس کو گنا گیا۔ وہ جتنا چاہیئے تھا۔ اس سے بھی زیادہ نکلا۔ چغلخور اپنا سا منہ لے کر رہ گئے ۔

اس کے بعد جون ۱۴۸۵ء میں موضع پکھو کی ضلع گورداسپور میں ان کی شادی لالہ مول چند کی بیٹی بی بی سولکھنی سے ہو گئی۔ پہلے بیٹے بابا سری چند کا جنم جولائی ۱۴۹۴ء میں ہوا۔ اور دوسرے بیٹے بابا لکھمی چند کا فروری ۱۴۹۷ء میں۔ بابا سری چند سے سکھ سادھوؤں کا مشہور

لیا + جب نواب اور قاضی وضو کرکے نماز میں
مصروف ہوئے - تو بابا جی چُپ چاپ ایک طرف
کھڑے رہے + فارغ ہو کر نواب نے پُوچھا - کہ
آپ میرے ساتھ نماز میں شامل کیوں نہ ہوئے؟
تو آپ نے جواب دیا - کہ تمہارا دِل تو قندھار
میں گھوڑے خرید رہا تھا - مَیں نماز کس کے
ساتھ پڑھتا؟ بات بالکُل سچ تھی - نواب اُس
روز سے اِن کا مُعتقِد ہو گیا + اب قاضی بولا -
"تو آپ میرے ساتھ پڑھتے" + گورُو جی نے کہا -
"تمہارا دِل تو گھر پر گھوڑی کے بچھیرے میں
پڑا تھا - تمہیں تو یہی خیال ستا رہا تھا - کہ کہیں
وُہ پانی کے گڑھے میں نہ گر پڑے" + قاضی یہ
سُن کر پانی پانی ہو گیا + اب اِن کی شُہرت
دُور و نزدیک چاروں طرف پھیلنے لگی - بے شُمار
ہندو مُسلمان آپ کے کلام سے فیضیاب ہوتے -
اور ہزاروں روپے بھینٹ چڑھاتے - جو بابا جی
غُرباء اور مساکین میں تقسیم کر دیتے +

اب آپ نے مُلک کی سیاحت کرنے کی ٹھانی -
بھائی مردانہ میراثی آپ کے ساتھ ہو لیا - جو
گورُو جی کے بنائے ہُوئے شبد گا گا کر اُن کو
سُنایا کرتا تھا + پہلے آپ لاہور گئے - اور معرفت کی
تعلیم کا چشمہ بہا کر متلاشیانِ حق کی پیاس بُجھائی +
وہاں سے ایمن آباد پہُنچے - اور ایک غریب بڑھئی لالو

گھر بار ترک کرنے سے ہر چند روکنا چاہا۔ مگر یہ نہ مانے۔ اور فرمایا۔ "عفو ہماری ماں ہے۔ قناعت ہمارا باپ۔ اور راست بازی ہمارا چچا ہے۔ جس کے ذریعے ہم نے من کو مغلوب کیا ہے + بنی نوع انسان سے محبت ہمارا بھائی ہے۔ پرماتما سے پریم ہمارا بیٹا ہے۔ حوصلہ ہماری بیٹی۔ شانتی ہماری رفیق۔ اور عقل ہماری لونڈی ہے۔ بس یہی ہمارے عزیز و اقارب ہیں"+

اب گورو جی نے تلقینِ حق شروع کر دی۔ اور لوگوں کو اپدیش دینے لگے۔ کہ نیک بنو۔ اور اچھے کام کرو۔ تاکہ اُس کے دربار میں سُرخروئی حاصل ہو + وہ ہندو مسلمان دونوں کو یکساں سمجھتے تھے۔ اس لئے قاضی اور برہمن دونوں ان کی تعلیم سے جلنے لگے۔ رفتہ رفتہ شکایت نواب کے کانوں تک پہنچی + اُس نے آپ کو طلب کیا۔ تو آپ نے جانے سے انکار کر دیا + دوبارہ پھر بُلایا گیا۔ تو آپ تشریف لے گئے۔ اور فرمایا۔ کہ جب تک آپ کے نوکر تھے۔ آپ کی خدمت گزاری کا دم بھرتے تھے۔ لیکن جب سے بڑے نواب صاحب کی نوکری کی ہے۔ دم بھر کو بھی فرصت نہیں ملتی +

نواب نے کہا۔ "اگر یہ بات ہے۔ تو آؤ۔ میرے ساتھ مسجد میں نماز پڑھو" آپ نے منظور کر

ملنے کو بہت چاہتا ہے۔ مگر ضعیفی کے سبب ہم چلنے پھرنے کے ناقابل ہیں۔ اس لئے نہیں جا سکتے + گورو جی فوراً تلونڈی پہنچے۔ سب نے ان کو گھر پر رہنے کے لئے سمجھایا۔ مگر انہوں نے یہی جواب دیا :-

"یہ فانی گھر کس کام کے ہیں۔ میری رہائش اس گھر میں ہے۔ جس کو کبھی فنا نہیں + اوصافِ حمیدہ میرے رشتہ دار ہیں۔ اور پرماتما میرا مالک ہے۔ ایسے رحیم و کریم آقا کو چھوڑ کر میں اور کس کا آسرا دیکھوں ۔"

وہاں سے کئی جگہ ہوتے ہوئے گورو جی سیالکوٹ پہنچے۔ وہاں انہوں نے حمزہ غوث نامی ایک فقیر کو سیدھا راستہ دکھایا + گورو صاحب نے یہاں ایک بیری تلے قیام فرمایا تھا۔ یہ مقام 'بابے دی بیری' کے نام سے مشہور ہے۔ وہاں ایک نہایت عالی شان گوردوارہ تعمیر ہو گیا ہے + سیالکوٹ سے آپ اپنے وطن مالوف میں تشریف لے گئے۔ وہاں سے آپ مالوہ وغیرہ میں پرچار کرتے ہوئے کنکھل پہنچے + اس سال کنبھ کا میلہ تھا۔ ہزاروں مرد عورتیں آپ کی بانی سے فیضیاب ہوئے ۔

ہردوار سے آپ دہلی پہنچے۔ ان دنوں وہاں سکندر لودھی حکمران تھا۔ جس نے کبیر صاحب

نامی کے ہاں قیام فرمایا + اِنہی دِنوں ملک بھاگو نے برہم بھوج کیا ۔ مگر گورو جی اس میں شامل نہ ہوئے + جب ملک نے شکایت کی ۔ تو گورو جی نے ایک ہاتھ میں لالو کے گھر کی روکھی سوکھی روٹی کا ٹکڑا اور دوسرے ہاتھ میں ملک بھاگو کے ہاں کی مٹھائی کی ڈلی لے کر ان دونوں کو نچوڑا ۔ روٹی میں سے دودھ اور مٹھائی میں سے خون کے قطرے نکلے + گورو جی نے فرمایا:۔ ایک حق حلال کی کمائی ہے ۔ اور دوسری ظلم و ستم اور حرام کی + انہوں نے پیشین گوئی کی۔ کہ تھوڑے ہی دِنوں میں ان ظالموں کا بیڑا غرق ہو جائے گا + جس طرح ایک گنہگار کے عوض بھرا ہوا جہاز ڈوب جاتا ہے ۔ اسی طرح تمہارا شہر ایک ظالم کی بدولت تباہ ہو جائے گا! چنانچہ ایسا ہی ہوا ۔ اور تھوڑے ہی دِنوں بعد بابر بادشاہ نے ایمن آباد کی اینٹ سے اینٹ بجا دی +

گورو جی کو ایمن آباد میں چھوڑ کر اُن کی اجازت سے بھائی مردانہ چند روز کے لئے اپنے بال بچوں کو ملنے گیا + جب وہ واپس آیا ۔ تو مہتہ کالو چند ۔ ماتا ترپتا و دیگر رشتہ داروں اور رائے بلار کی طرف سے یہ پیغام لایا ۔ کہ نانک جی سے کہنا ۔ کہ آ کر مِل جائیں ۔ ہمارا دِل

صُوبجات مُتحدّہ میں آج بھی آپ کے پیروؤں کی ایک بہت بڑی تعداد مَوجُود ہے۔ یہ لوگ "نانک پنتھی" کہلاتے ہیں + یہاں سے گورو کشیتر وغیرہ ہوتے ہُوئے آپ ہردوار کُمبھ کے میلے پر پہُنچے + جب اِنہوں نے بہت سے لوگوں کو گنگا میں کھڑے ہو کر سُورج کی طرف مُنہ کرکے اپنے پتروں کو پانی دیتے دیکھا۔ تو آپ نے پچھم کی طرف مُنہ کرکے پانی اُچھالنا شرُوع کر دِیا + لوگ کہنے لگے۔" یہ احمق کیا کر رہا ہے؟"

آپ بڑی شانتی سے بولے۔"کرتار پور میں میرے کھیت ہیں۔ اُنہیں پانی دے رہا ہُوں!"

لوگوں نے کہا۔" احمق! یہ اچھی عقل ہے! بھلا یہ دو چُلّو پانی اِتنی دُور کیونکر پہُنچ جائے گا؟"

گورو جی بولے۔" جب میرا پانی کرتارپور بھی نہیں جا سکتا۔ تو تُمہارا پانی پِتر لوک میں کِس طرح جا پہُنچے گا؟"

یہ سُن کر سب کھسیانے ہو گئے +

یہاں سے گورو جی صُوبہ بہار وغیرہ میں تشریف لے گئے۔ اور اور بہت سے لوگوں کے علاوہ بھیلوں کے آدم خور راجہ کوڈا راکشس کو راہِ راست پر لائے۔ اور اُس سے آئندہ کے لئے بُرے کاموں سے توبہ کرائی + اِسی طرح آپ کے اُپدیش کے اثر سے بھُومیا ڈاکُو کی کایا پلٹ

کو گنگا میں - نامدیو کو مست ہاتھی کے آگے - اُور روی داس کو مکان کے اُوپر سے پھنکوایا تھا + بادشاہ کے حکم سے گورُو صاحب جیل خانہ میں ڈال دیئے گئے - اور تین من غلہ پِیسنے کے لئے دِیا گیا + مردانہ ساتھ تھا - وُہ یہ حال دیکھ کر بہت گھبرایا + مگر نانک جی نے اُس کو تسلی دی - اور دُوسرے فقیر کو بھی جو قید خانہ میں صعوبتیں اُٹھا رہے تھے - اور کہا - کہ کوئی چکی کو ہاتھ نہ لگائے - سب آرام سے سو رہو + خُدا کی قُدرت سے اگلی صُبح کیا ظہُور میں آیا - جُونہی گورُو جی نے ایک شبد گایا - سب چکیاں خُود بخُود چلنے لگیں - اور سب کا غلہ خود بخود پس گیا + داروغہ جیل نے بادشاہ کو جا کر اِطلاع دی - اُس نے آ کر چھپے چھپے اپنی آنکھوں سے یہ حیرت انگیز منظر دیکھا - تو حیران رہ گیا - گورُو صاحب سے اپنے قصور کی مُعافی چاہی - اور اِن کی فرمائش پر سب فقیر چھوڑ دیئے گئے + بادشاہ نے بے شمار زر و مال نذر کرنا چاہا - مگر آپ نے ایک پھُوٹی کوڑی تک بھی قبُول نہ کی +

اِس کے بعد متھرا - بندرا بن - آگرہ - کانپور - لکھنؤ وغیرہ مُقامات میں دھرم کا پرچار کیا - جس کا سُننے والوں پر بہت اچھا اثر ہُوا -

ہیں + جو نیک اعمال کرتے ہیں - وُہ جزا کے حق دار ہوں گے - اور جو گناہوں کے مرتکب ہوتے ہیں - انہیں سزا ملے گی + اعمال کی پرسش کے وقت اس بات کا مطلق لحاظ نہیں کیا جائے گا - کہ فلاں ہندو ہے اور فلاں مسلمان ";

سلطان کو یہ بات سخت ناگوار گزری - اور گورو جی قید خانہ کی تنگ و تاریک کوٹھڑی میں ڈال دیئے گئے +

مندرجہ بالا واقعہ کو بہت عرصہ نہ گزرا تھا - کہ لودھی خاندان کی سلطنت کا خاتمہ ہو گیا - اور فقیر دوست سلطان بابر بادشاہ تخت پر بیٹھا + بابا جی پہلے ہی اس مطلب کی ایک پیشینگوئی کر چکے تھے + گورو نانک دیو کا معاملہ بابر کے روبرو پیش ہوا - تو اس نے فوراً اُن کی رہائی کا حکم دے دیا - مگر جب تک باقی تمام قیدیوں کو آزاد نہیں کر دیا گیا - گورو صاحب نے قید خانہ سے نکلنا منظور نہ کیا + جب بابا جی کو دربار میں لائے - اُس وقت بادشاہ شراب پی رہا تھا - اُس نے ایک پیالہ بھر کر بابا جی کو بھی پیش کیا + اس پر اِنہوں نے کہا :-

"بھنگ دھتورہ اور شراب کا نشہ صبح کو اُتر جاتا ہے - لیکن کرتار کے نام کی شراب جو مَیں نے پی ہے اُس کا خمار رات دن چڑھا

ہو گئی ۔

پھرتے پھراتے کچھ عرصہ بعد آپ سلطان پور واپس آ کر اپنے بہنوئی اور بہن سے ملے۔ مگر تھوڑے ہی دنوں بعد پھر کوچ کیا ۔ بھائی بالا اور بھائی مردانہ دونوں اب بھی ساتھ تھے۔ بیکانیر۔ اجمیر۔ جودھ پور وغیرہ کے علاقوں میں اپنی بے نظیر معرفت کی تعلیم سے لوگوں کو فیضیاب کرتے ہوئے آپ کرنال پہنچے۔ اور اپدیش دینا شروع کر دیا ۔ آپ کے نصیحت آموز اور پُر تاثیر کلام کو ہندو مسلمان دونوں یکساں عقیدت کے ساتھ سنتے تھے ۔ سلطان ابراہیم لودھی کے کانوں میں شکایت پہنچی۔ کہ ایک نیا پنجابی فقیر آیا ہے۔ جو ہندو مسلمان دونوں کو راہِ راست پر لانے کا دعوے کرتا ہے ۔

اس کے حکم سے بابا جی کو گرفتار کر کے دربار میں پیش کیا گیا ۔ سلطان نے پوچھا۔ "آپ ہندو مسلمان کے مذاہب پر نکتہ چینی کس لئے کرتے ہیں ؟"

آپ نے جواب دیا۔ "میرا مقصد صرف یہ ہے ۔ کہ انہیں ان کے نقائص جتلاؤں ۔ وہ جو کچھ زبان سے کہتے ہیں۔ اسے عملاً کر کے نہیں دکھلاتے ۔ ہندو مسلمان کی تفریق غیر قدرتی ہے۔ اس خالق و مالک کی نگاہوں میں سب برابر

ہے؟ ہمارا محبوب وُہی ہے - دِن رات جس کی زمین و زمان مِل کے آرتی گاتے ہیں - اُس کی لاکھوں مُورتیاں ہیں - پھر ہم کس کس مُورتی کے آگے سر جُھکائیں؟ اِنسان کی بنائی ہُوئی مُورتی کے آگے ناحق سر جُھکاتے ہو - پرستِش کے قابِل اُس ست کرتار کے سِوا اَور کوئی نہیں ہے "۔

پھر آپ جُونا گڑھ پُہنچے - یہاں حضرت داتا گنج بخش سے آپ کی مُلاقات ہُوئی - اِس کے بعد آپ پھرتے پھراتے مُلتان پُہنچے - اِس کے بعد قصبہ تلمبہ میں - جہاں اِنھوں نے سجن ٹھگ کو جس کے ظُلم و سِتم کے ہاتھوں ایک زمانہ تنگ آیا ہُوا تھا - نیک راہ دِکھائی ۔ وُہ پہلے لوگوں کو لُوٹ لیتا تھا - پھر نہایت بیرحمانہ طرِیق سے اُنہیں قتل کر ڈالتا تھا ۔ اُس نے بھائی مردانہ کو مارنے کی کوشِش کی - مگر گورُو جی نے اُس کو اَیسا اُپدیش دِیا - کہ اُس نے اپنے گزشتہ اعمال کے لئے سچے دِل سے اِظہارِ تاسُف کِیا - اَور آئندہ کے لئے توبہ ۔ یہاں سے سُلطان پور واپس آئے - اَور بی بی نانکی سے مِلے - کُچھ عرصہ بعد بیاس کے کِنارے کرتار پور بسایا - جہاں اب اِن کی یادگار میں ایک عالی شان گوردوارہ قائم ہے ۔

رہتا ہے "۔

بابر بادشاہ خوش ہو گیا ۔ اور بہت کچھ نقد و جنس نذر کرنا چاہا ۔ مگر انہوں نے ایک حبہ بھی قبول نہ کیا ۔ اور فرمایا :-

" سب کا رازق وُہی خالق ہے ۔ اُس کو چھوڑ کر جو غیر کے سامنے دستِ سوال دراز کرتا ہے ۔ وُہ اپنے نام اور آن کو بٹہ لگاتا ہے ۔ اور بالخصوص جو فقیر ہو کر مانگتا ہے ۔ وُہ فقیر کہلانے کا ہرگز مستحق نہیں ہے ۔ وُہ دولتِ فقر سے کوسوں دُور ہے "۔

بادشاہ سے رُخصت ہو کر گورُو نانک دیو نے صُوبجات متوسط اور دکن کی سیاحت کی ۔ رامیشورم اور مالا بار کے راجے اِن کے معتقد ہو گئے ۔

جب آپ ہندوؤں کے مشہور تیرتھ جگن ناتھ میں وارِد ہوئے ۔ تو وہاں کے راجہ نے کمال ادب سے آپ کا اِستقبال کیا ۔ شام کو جب آرتی کی تیاری ہوئی ۔ خُوب دیئے جلائے گئے ۔ اور سنکھ گھڑیال بجنے لگے ۔ اور ہزار ہا مرد و زن کمال عقیدت مندی سے آرتی اُتارنے کے لئے تیار ہوئے ۔ تو ایک پُجاری نے آپ سے بھی شامل ہونے کی اِستدعا کی ۔ تب آپ نے فرمایا :-

" بتوں کے آگے سیس جُھکانے سے کیا فائدہ

کر گورُو جی کو جگایا۔ اَور پُوچھا۔" ابے احمق! تُو کَون ہے۔ جو اِس طرح خانۂ کعبہ کی طرف پاؤں پسارے پڑا ہے؟"

بابا جی کے دِل میں تو کوئی بُرا خیال نہ تھا۔ اِس لئے بڑی نرمی سے جواب دِیا۔" بابا! تھکا ماندہ مُسافِر ہُوں۔ جِس طرف خانۂ خُدا نہ ہو۔ اُس طرف میرے پاؤں کر دے"۔ خُدا کی قُدرت دیکھو۔ اُس شخص نے جِس طرف اِن کے پاؤں کِئے۔ اُسے اُدھر ہی خانۂ کعبہ نظر آیا۔ آخر تھک کر رہ گیا۔ اَور سمجھا۔ کہ یہ ضرُور کوئی ولی اللہ ہے۔ قاضی کو خبر ہُوئی۔ تو وُہ بھی وہاں آیا۔ اُس نے پُوچھا۔" آپ ہِندُو ہیں یا مُسلمان؟" بابا جی نے جواب دِیا۔" ہِندُو مُسلمان دونوں کا جِسم اِسی اربعہ عناصر سے بنا ہے۔ دونوں کے جِسم کی بناوٹ میں بھی کوئی فرق نہیں ہے۔ دونوں کو ایک ہی خالِق نے بنایا ہے۔ اُس کی نظر میں دونوں یکساں ہیں۔ کِسی کو کِسی پر فضیلت نہیں ہے"۔

پھر آپ مدینہ منوّرہ میں تشرِیف لائے۔ چاروں امام آپ کی بُزرگی کے قائل ہو گئے۔ اَور سمجھ گئے۔ کہ یہ ضرُور صاحب کرامت ولی اللہ ہیں۔ جب اُنہوں نے کہا۔ کہ اگر آپ رسُولؐ کے کلمہ اَور چاروں یاروں پر ایمان لے آئیں۔ تو تمام

چند روز کے بعد گورُو نانک صاحب پھر سفر و سیاحت کے لئے نکلے - آپ ایمن آباد کے باہر جنگل میں ٹھہرے ہُوئے تھے - کہ ایک نوجوان کھتری تارُو نامی آپ کے درشن کرنے آیا + اُس کی دانشمندی کی باتیں سُن کر گورُو صاحب نے فرمایا :- " بھائی تم ہو تو کمسن - لیکن باتیں کرتے ہو بڈھوں کی سی " + چنانچہ وُہ بابا بڈھا کے نام سے مشہور ہو گئے - اُنھوں نے سوا سَو سال کی عُمر پائی اَور دُوسری بادشاہی سے چھٹی بادشاہی تک کو گدّی پر بٹھایا - اَور تلک لگایا +

اب گورُونانکدیو نے بہت سے پہاڑی مقامات کی سَیر کی - اَور وہاں کے باشندوں کو اپنا منوہر اُپدیش سُنایا + اِس کے بعد نیپال - سکم - بھوٹان - تبت اَور چین کی سیاحت کی + بھائی مردانہ نے کعبہ شریف کی زیارت کی خواہش ظاہر کی - تو آپ نے فرمایا - کہ کرتار کے رنگ دیکھو - تھوڑے دنوں میں وہاں بھی چلیں گے +

کراچی سے چل کر بلوچستان کی سَیر کرتے ہُوئے گورُو جی حاجیوں کا لباس زیب تن کئے مکّہ شریف پہنچے + جب رات ہُوئی - تو طوافِ کعبہ کی طرف پاؤں پسار کر سو رہے + علی الصبح ایک مجاور نے انھیں اُس طرف پاؤں پھیلائے سوتے دیکھا - تو نہایت برافروختہ ہُوا - اَور ٹھوکر مار

آپ حسن ابدال پُہنچے + پہاڑی پر ایک مشہور قندھاری فقیر یار علی رہتے تھے۔ اُن کی رہائش کے قریب ہی شیریں اور ٹھنڈے پانی کا ایک چشمہ تھا۔ نیچے اَور کہیں پانی نہیں مِلتا تھا۔ مگر یہ کِسی اَور کو یہاں سے پانی نہیں لینے دیتے تھے + گورو صاحِب کے پاس شِکایت کی گئی۔ اِنھوں نے اِس مُعاملہ کی جانچ کی۔ تو بات سچ پائی + خُدا کی قُدرت! اِسی وقت وُہ چشمہ بند ہو گیا۔ اَور پہاڑی کے دامن میں جس جگہ گورو جی مُقیم تھے۔ ٹھنڈے میٹھے پانی کا ایک چشمہ اُبل پڑا + یہ حال دیکھ کر فقیر یار علی بہت ناراض ہُوئے۔ اَور ایک ٹیلہ نیچے کو لُڑھکا دِیا۔ کہ بابا صاحِب اِس کے نیچے دب مریں + مگر گورو جی نے اِس ٹیلے کو پنجے سے روک لیا۔ اُس روز سے اِس مُقام کا نام "پنجہ صاحِب" مشہور ہو گیا۔ یہاں ایک بڑا بھاری گوردوارہ قائم ہے + اِس کے بعد آپ سُلطان پُور تشریف لائے۔ اَور بی بی نانکی سے مِل کر پھر چل دیئے +

متے کی سرائے کے رہنے والے بھگت لہنا جی کھتری دیوی کے بڑے مُعتقِد تھے۔ وُہ ایک روز دیوی کے درشن کو جا رہے تھے۔ کہ سرائے میں گورو نانک دیو کے درشن ہو گئے۔ آپ کے اُپدیش کا ایسا اثر ہُوا۔ کہ لہنا جی اُسی وقت بابا جی

دُنیا آپ کی مُرید بن جائے + تب آپ نے فرمایا۔
کہ چاروں عناصر ہمارے یار ہیں ۔ اور رُوح خُدا
کا رسُول ہے ۔
مدینہ منوّرہ سے آپ بغداد پہُنچے۔ جہاں حد درجہ
طامع اور ظالم بادشاہ سُلطان حمید قارُوں سے
آپ کی مُلاقات ہُوئی + آپ کے اُپدیش کا اُس
پر اِتنا اثر ہُوا ۔ کہ اُس نے اپنا تمام زر
و مال غُرباء اور مساکین میں تقسیم کرا دیا۔ اور
خُود اور اُس کے بہت سے اراکین بابا نانک کے
مُعتقِد و مُرید بن گئے + سُلطان نے ایک چُغہ
جس پر قُرآن شریف کی آیتیں درج تھیں گوُرو جی
کو نذر کیا + یہ چُغہ آج تک ڈیرہ بابا نانک
کے گوُردوارہ میں مَوجُود ہے ۔ اور چولہ صاحب
کے نام سے مشہُور ہے + بغداد کے پیرانِ پیر
باغ میں آپ کی یادگار قائم کی گئی ۔ وہاں کے
باشندے اب تک گوُرو جی کو ہندی پیر یا
نانک پیر کے نام سے بڑے ادب سے یاد کرتے
ہیں ۔
اب آپ نے مُلک روم کی سیاحت کی ۔ شہر
طہران ۔ ہرات اور بُخارا میں اُپدیش دے کر
جب آپ شہر خوارزم میں پہُنچے ۔ تو بھائی مردانہ جی
اِس دُنیائے فانی سے چل بسے + کابل ۔ قندھار۔
جلال آباد اور پشاور کی سَیر کرتے ہُوئے

ناراضگی کے باوجود بھی لہنا جی کو ہی اپنا جانشین مقرر کیا۔ ایسی ہستیاں حق کے مقابلہ میں کب کسی کی مخالفت یا ناراضگی کی پروا کرتی ہیں؟

بھائی مرداند شہر خوارزم میں رحلت کر گیا تھا۔ اور بھائی بالا کو انہوں نے اپنے بال بچوں میں اپنے آخری ایام زندگی بسر کرنے کی اجازت دے دی تھی۔ اب آپ خود کرتار پور میں اپنے بیوی بچوں اور والدین کے ساتھ آ ٹھہرے۔ کیونکہ وہ چاہتے تھے۔ کہ اب ایک جگہ مستقل طور پر قیام پذیر ہو کر دھرم کا اپدیش دیں۔ یہاں سمت ۱۵۹۰ بکرمی میں آپ کی والدہ صاحبہ گزر گئیں۔ اور ان کے بیس ہی روز بعد والد صاحب کا بھی انتقال ہو گیا۔ گورو جی کے چیلوں کی تعداد اب دن دونی رات چوگنی بڑھ رہی تھی۔ اور کرتار پور میں ہر وقت عقیدتمند سکھوں کا تانتا لگا رہتا تھا۔ مگر افسوس! عمر نے دغا کی۔ اور آپ ۱۰ر اسوج سمت ۱۵۹۶ کو پہر رات رہے اس دارِ فانی سے عالمِ جاودانی کو سدھار گئے!

جس وقت گورو صاحب کا سورگباس ہوا۔ اپنا قبیلہ سارا اور بہت سے معتقد سکھ موجود تھے۔ جنازہ نہلا دھلا کر اور کفن پہنا کر تیار کیا گیا۔ اور لاش کو اٹھا کر مرگھٹ کی طرف لے گئے۔ اور چتا پر رکھ کر آگ لگانے کا وقت

کے چیلے بن گئے + گورو جی اُن کی خدمت اور عقیدت سے اِس قدر خوش تھے۔ کہ اُنہیں "اپنا انگ" (اپنے جسم کا عضو) کہا کرتے تھے + حالانکہ گورو صاحب کے دو فرزند موجود تھے۔ مگر اُنہوں نے اِنہی کو اپنا جانشین قرار دیا + ماتا سولکھنی نے ہر چند زور لگایا۔ کہ گورو صاحب اپنے بیٹوں میں سے کسی کو اپنی گدی پر بٹھائیں۔ مگر چونکہ اُن میں سے ایک بھی گورو صاحب کی آزمائش میں پورا نہ اُترا۔ اِس لئے اِن میں سے یہ عزت کسی کو بھی حاصل نہ ہو سکی +

بابا جی نے ماتا جی کو ہمیشہ یہی جواب دیا۔ "جو کرتار کو منظور ہوگا۔ ہو رہے گا + جو جس چیز کے لائق ہوتا ہے۔ اُسے وہ مل ہی رہتی ہے +" چنانچہ آپ نے سورگباش ہونے سے پیشتر انگد جی کو اپنا جانشین قرار دے دیا۔ یہ بات ماتا سولکھنی اور آپ کے صاحبزادوں کو سخت ناگوار گزری + نانک دیو جی گورو کی گدی کو موروثی جائداد نہیں بنانا چاہتے تھے۔ بلکہ وہ سمجھتے کہ جو شخص سب سے زیادہ پنتھ کی خدمت کرنے کے قابل ہو۔ وہی اس گدی کا مستحق ہے + اِن کی نگاہِ غائر بین نے چاروں طرف دیکھا۔ مگر اِنہیں لہنا جی سے زیادہ قابل اور کوئی شخص نظر نہ آیا۔ چنانچہ اِنہوں نے اپنوں بیگانوں کی مخالفت اور

کے نام سے مشہور ہے ؛

سرزمین پنجاب بجا طور پر فخر کر سکتی ہے۔ کہ اُس نے بابا گورو نانک جیسا سپوت پیدا کیا۔ جس نے اپنے وحدت کے راگ سے کُل عالم کو گونجا دیا ؛

گورو نانک دیو کی تعلیم

آپ کی تعلیم بالکل سیدھی سادی اور طریق تعلیم بھی بنہایت سادہ اور عام فہم مگر مؤثر تھا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ آپ کا اُپدیش لوگوں کے دلوں میں گھر کر لیتا تھا۔ آپ ہندو مسلمان دونوں کو حق کی تلقین کرتے اور ایک خدا کی عبادت کا اُپدیش دیتے تھے + جب کوئی ہندو آپ کے پاس آتا۔ تو آپ اُس کو سچا ہندو بننے کی تلقین فرماتے۔ اور جب کوئی مسلمان آپ کی نصیحت سے فیضیاب ہونا چاہتا۔ تو آپ اُس کو اصلی مسلمان بننے کا وعظ سناتے + آپ کی نگاہ میں ہندو مسلمان دونوں یکساں تھے۔ آپ کا قول تھا۔ کہ خدا نے انسان کو نہ ہندو بنایا ہے اور نہ مسلمان۔ اُس نے سب کو ایک ہی جیسا پیدا کیا ہے۔ یہ تمیز و تفریق غیر قدرتی ہے + جو شخص ایشور کے احکام کو بجا لائے گا۔ وہی

آیا۔ تو مسلمان معتقد جن میں بہت سے افغان تھے۔ چلا اُٹھے۔ کہ بابا صاحب مسلمان تھے۔ اِس لئے ہم اِن کی لاش کو دفن کریں گے۔ اور مزار بنائیں گے۔ ہندوؤں نے کہا۔ کہ نہیں۔ گورو جی مہاراج ہندو تھے۔ اِس لئے ہم ہندوؤں کے طریقہ کے مطابق اِن کی لاش کو جلائیں گے۔ جھگڑا بڑھتے دیکھ ایک شخص پکار اُٹھا۔ کہ خواہ مخواہ بات کو طول دینے کی کیا ضرورت ہے؟ بابا صاحب ہندوؤں کے بھی تھے۔ اور مسلمانوں کے بھی۔ اِس لئے لاش کو نصف نصف کر لو۔ آدھی مسلمان دفن کر لیں۔ اور آدھی ہندو جلا لیں۔

چنانچہ اِس فیصلہ پر سب متفق ہو گئے۔ لیکن جب لاش کے پاس جا کر اُس کے اوپر سے چادر اُٹھائی۔ تو دیکھتے کیا ہیں۔ کہ لاش غائب ہے۔ اور اُس کی بجائے پھولوں کا ایک ڈھیر پڑا ہے! پھولوں کو آدھا آدھا بانٹ لیا۔ ہندوؤں نے اپنے عقیدے کے مطابق اُنہیں جلا کر سمادھی بنا دی۔ اور مسلمانوں نے دفن کر کے قبر بنا دی۔ مگر زمانہ کی دست بُرد سے نہ وُہ سمادھ محفوظ رہی۔ اور نہ وُہ مقبرہ۔ بہت عرصہ بعد اِس جگہ ایک مربعہ شکل کی عمارت تعمیر کرائی گئی۔ جو اب "ڈیرہ صاحب

ملے گا - جو کچھ یہاں کمایا ہے ؎

آپ فرماتے ہیں :-

"اے نانک ! دُنیا میں سب برابر ہیں - نہ کوئی اعلےٰ ہے - اور نہ کوئی ادنےٰ - اچھی ذات اسی کی ہے - جو اچھے کرم کرتا ہے + قبر پرستی اور مُردوں کے شرادھ کرنے سے کچھ فائدہ نہیں + پاک وُہی شخص کہلانے کا حق دار ہے - جس کے دِل میں اِیشور کا نام بستا ہے ؎

"اے نانک ! سارا جہان دُکھی ہے - سُکھی وُہی ہے - جو پرماتما کا ہو رہتا ہے - وُہ سارے دُکھ درد سے نجات پا جاتا ہے + اے اِنسان ! تیرا من جُھوٹا - جسم جُھوٹا - زبان جُھوٹی - گفتگو جُھوٹی - پھر تُو صاف اور سُتھرا کیونکر ہو سکتا ہے ؟ خُودی - تکبّر - جُھوٹ - دغا اور سب عیب چھوڑ دو - اور کرتار سے دِل لگاؤ " ؎

اُس کی درگاہ میں سُرخروئی حاصل کرے گا۔ عقیدے کے لحاظ سے خواہ وُہ ہندو ہو یا مسلمان۔ عیسائی ہو یا پارسی ٭

آدمی جو اعمال کرتا ہے۔ وُہی اُس کے کام آتے ہیں ٭ جو شخص جیسے کرم کرتا ہے۔ ویسے ہی پھل پاتا ہے۔ خواہ جلد خواہ دیر سے ٭ جو بُرے کرم کرتا ہے۔ وُہ سزا اور تکلیف پاتا ہے۔ اور جو نیک کام کرتا ہے۔ وُہ جزا اور آرام کا حقدار ٹھہرتا ہے ٭ پرسشِ اعمال کے وقت مذہب بھی کسی کام نہ آئے گا۔ نہ خاندانی عظمت یا اعلےٰ ذات پات سے کچھ فائدہ حاصل ہوگا۔ اور نہ کسی پیر پیغمبر کی شفاعت کچھ کام آ سکے گی۔ جو شخص مذہب کے نام پر خُدا کے بیکس بندوں پر ظلم کرے گا۔ وُہ آخر پچھتائے گا ٭

گورُو صاحب ایک خُدا کی عبادت کی تلقین کرتے تھے۔ آپ لوگوں کو بُت پرستی سے روکتے تھے۔ اور کہتے تھے۔ کہ پرستش کے لائق فقط ایک خُدا ہے ٭ آپ فرماتے ہیں۔ کہ پتھروں کی پُوجا کرنا اور مقدس مقامات کی زیارت محض بےسُود ہے۔ اگر آدمی کا دِل صاف نہ ہو۔ تو وُہ کس طرح پاک و صاف ہو سکتا ہے؟ جس کو پانے کے لئے لوگ تیرتھوں کے کنارے جاتے ہیں۔ وُہ پرماتما تو من کے اندر موجود ہے۔ آگے وُہی

شہر ناصرۃ سے بیت الحم کو گئے - اسی جگہ مریم کے بطن سے حضرت عیسےٰ مسیح پیدا ہوئے ۔

آپ نہایت ہی خوبصورت تھے - ماں نے ان کو کپڑے میں لپیٹ کر چرنی میں رکھا - کیونکہ ان لوگوں کو سرائے میں جگہ نہیں ملی تھی ۔ جس وقت حضرت مسیح پیدا ہوئے - اطراف و جوانب خداوند کے نور سے چمک اٹھے ۔ اسی وقت ایک فرشتہ نازل ہوا - اور اس نے گڈریوں کو جو میدانوں میں رہتے تھے - یہ خوش خبری سنائی - کہ آج تمہارے لئے ایک نجات دہندہ پیدا ہوا ہے - وہ خداوند مسیح ہے !

اس زمانے میں یروشلم میں کاہنوں نے بڑا ظلم برپا کر رکھا تھا - یہ لوگ پرلے سرے کے شکی مزاج وہمی اور شرارتی تھے - بت پرستی وغیرہ طرح طرح کی بدعتوں میں پھنسے ہوئے تھے - اس وقت یروشلم پر شاہ ہیروڈلیس حکمران تھا - جو انتہا درجہ کا ظالم اور بلا کا سنگ دل اور بے انصاف تھا ۔ اسے کسی نے کہہ دیا تھا - کہ یہودیوں کا ایک لڑکا تیری جان کا گاہک بنے گا ۔ چنانچہ مسیح کی پیدائش کا حال سنا - تو بادشاہ بہت گھبرایا - اور کچھ مجوسیوں کو جو پورب سے آئے تھے - اور حضرت مسیح کو دیکھنے کے لئے بیت الحم کو جا رہے تھے - چپکے سے بلا کر کہا - کہ واپسی پر آ کر مجھے

حضرت عیسیٰ مسیح

تقریباً دو ہزار سال ہوئے۔ تمام مغربی ممالک روم والوں کے زیرِ حکومت تھے۔ یہی وجہ تھی۔ کہ یہودی انہیں اپنا دشمن سمجھتے تھے + یہودی لوگ ایک ہی خدا کو مانتے تھے۔ اِن کا ایک بڑا مندر یروشلم شہر میں تھا۔ اِس کے علاوہ دوسرے شہروں اور بڑے بڑے گاؤں میں بھی عبادت خانے تھے۔ جہاں یہ اتوار کے دن خدا کی عبادت کرتے تھے +

اِن کی مذہبی کتابوں میں یہ وعدہ درج تھا۔ کہ خدا کی طرف سے ایک بڑا نبی جس کا نام مسیح ہوگا، آئے گا۔ اور خدا اور اُس کی راست بازی کی نسبت تعلیم دے گا۔ اور خدا کی بادشاہت آدمیوں کے دلوں میں قائم کرے گا + قیصر آگسٹس کے ایک حکم کی تعمیل کرنے کی خاطر مریم اور یوسف

بال بھی بینکا نہ کر سکیں +

کئی سال تک یوسف اپنے قبیلہ کے ساتھ مصر میں رہا۔ ماں نے بڑی محبّت اور دِلی لگن سے بچّہ کی پرورش کی + مسیح کے ماں باپ غریب تھے۔ مگر اپنی پیاری ماں کی گود میں مسیح کو آفاتِ زمانہ زیادہ تکلیف نہ دے سکیں + شروع ہی سے حضرت مسیح مذہبی باتوں میں بہت زیادہ دِلچسپی لیتے تھے۔ اور جہاں کہیں اِس قسم کی گفتگو ہوتی۔ آپ بڑے شوق اور توّجہ سے اُسے سُنتے تھے + اتنے میں ان کی عمر بارہ برس کی ہو گئی۔ اِس وقت ان کے والدین کو پتہ لگا۔ کہ ظالم ہیروڈیس اب اِس جہان میں نہیں رہا۔ تو اِن کے دِل میں وطن کی محبّت نے پھر جوش مارا۔ اور چند روز بعد معمولی سامان ساتھ لے کر شہر ناصرۃ میں جا پہنچے +

اِس کے بعد وہ عید منانے یروشلم میں گئے۔ جب وہ واپس ہوئے۔ تو حضرت مسیح یروشلم میں ہی رہ گئے۔ ماں باپ تلاش کرتے کرتے حیران ہو گئے + تین دِن بعد یہ اُنہیں ہیکل (مندر یا مذہبی معاملات طے کرنے کی جگہ) میں مجاوروں کی باتیں کمال شوق اور توجہ سے سُنتے اور اُن سے سوال کرتے ہوئے ملے + ماں نے کہا کہ بیٹا! کیا تم کو معلوم نہیں۔ کہ تمہارا باپ اور میں

اِس کا سب حال سُنانا ۔ مجُوسیوں نے بیت الحم میں جاکر حضرت مسیح کو سجدہ کیا۔ اور بہت سا سونا، لوبان اور مرّا اُسے نذر گزرانا۔ اِسی رات اُنہیں خواب آیا۔ کہ لوٹ کر شاہ ہیروڈیس کے پاس پھر نہ جانا۔ چنانچہ وُہ لوگ دُوسری راہ سے اپنے وطن کو چلے گئے ۔

اُسی روز ایک فرشتہ خواب میں یُوسف کو نظر آیا۔ اور کہا ۔کہ اُٹھ ۔ اور لڑکے اور اُس کی ماں کو ساتھ لے کر مصر کو بھاگ جا۔ اور جب تک مَیں تجھے خبر نہ دُوں ۔ وہیں رہ ۔کیونکہ ہیروڈیس اِس لڑکے کو ہلاک کر ڈالنے کے لئے ڈھونڈے گا۔ تب وُہ رات ہی کو حضرت مسیح اور مریم کو ساتھ لے کر مصر کو روانہ ہو گیا۔

اِدھر جب مجُوسی واپس نہ آئے ۔ تو ہیروڈیس کے سر پر کنس کی طرح بھُوت سوار ہو گیا۔ مُلک میں ایک سِرے سے لے کر دُوسرے سِرے تک ناکہ بندی کر دی گئی۔ اور حُکم دے دیا گیا۔ کہ دوُ برس تک کا جو بچّہ ملے ۔ بلا رو رعایت جان سے مار ڈالا جائے۔ ہزارہا ننھّے ننھّے معصُوم بچّوں کے خُون سے زمین سیراب ہو گئی ۔ ہزارہا بدنصیب ماں باپ اپنے اپنے لختِ جگر اور نُورِ بصر گنوا بیٹھے ۔ مگر جسے خُدا رکھے ۔ اُسے کون چکھے؟ ہیروڈیس کی سرتوڑ کوششیں خُداوند یسُوع کا

پر لے جا کر دُنیا کی ساری بادشاہتیں ایک دم میں دکھا دیں۔ اور اِن سے کہا۔ "مَیں یہ سارا اختیار اور اِن کی شان و شوکت تجھے دُوں گا۔ کیونکہ یہ مُجھ کو سَونپا گیا ہے۔ اور میں جس کو چاہتا ہُوں دیتا ہُوں ۔ پس اگر تُو مُجھ کو سجدہ کرے۔ تو یہ سب تیرا ہوگا"

حضرت یسُوع نے جواب میں اُسے کہا۔" اے شَیطان! میرے سامنے سے دُور ہو۔ کیونکہ لِکھا ہے۔ کہ تُو اپنے خُدا کو سجدہ کر۔ اور صِرف اُسی کی بندگی کر"

پھر شَیطان اِنھیں یروشلم میں لایا۔ اور ہیکل کے کنگرے پر کھڑا کرکے ان سے کہا" اگر تُو خُدا کا بیٹا ہے۔ تو اپنے تئیں یہاں سے گرا دے۔ کیونکہ لِکھا ہے۔ کہ وُہ تیرے لئے فرشتوں کو فرمائے گا۔ کہ تیری خبرداری کریں۔ اور تُجھے ہاتھوں پر اُٹھا لیں۔ مبادا تیرے پاؤں کو پتھر کی ٹھیس لگے"

یسُوع نے جواب میں اُس سے فرمایا۔" کہا گیا ہے۔ کہ تُو اپنے خُدا کو مت آزما" یہ سُن کر شَیطان اُن سے دُور بھاگ گیا۔

اب حضرت مسیح گلیل کو پھرے۔ اور شہروں اور عبادت خانوں میں تعلیم دینے لگے۔ دُور و نزدیک ہر جگہ ان کی شُہرت پھیل گئی۔ اور

دونوں تمہیں تلاش کرتے کرتے حیران ہو گئے؟" اس کے جواب میں مسیح نے بڑی عاجزی سے کہا :-
"اماں! مَیں تو اپنے باپ ہی کی باتیں کر رہا تھا" مگر وُہ مسیح کے اِشارہ کو نہ سمجھے ٭

اِن دِنوں یُوحنّا اپنے ہموطنوں کی بھلائی کا بہت کچھ کام کر رہا تھا- وُہ شخص بڑا نیک اَور شریف تھا- نہایت سادہ غذا کھاتا- اور پاک اَور سادہ زِندگی بسر کرتا تھا + تب یسُوع گلیل سے یردن کے کنارے یُوحنّا کے پاس آئے- اَور اُس سے بپتسمہ لیا- اُسی وقت آسمان سے آواز آئی :- "یہ میرا پیارا بیٹا ہے- جس سے مَیں خوش ہُوں" حضرت مسیح بہت دِنوں تک اُس کے ساتھ رہے- پھر اُس کے ہدایات کے مُطابق مُلک میں رُوحانیت کا پرچار شرُوع کر دِیا + یہاں سے حضرت یسُوع بیابان میں گئے- جہاں چالیس دِن تک شیطان نے اُن کی آزمائش کی + اِن دِنوں میں اِنہوں نے کچھ نہ کھایا- آخر جب بھُوک لگی- تو شیطان نے اِن سے کہا- کہ اگر تو خُدا کا بیٹا ہے- تو اِس پتھر کو کہہ کہ روٹی بن جائے + یسُوع نے اُس کو جواب دِیا- کہ لکھا ہے کہ اِنسان صِرف روٹی سے نہیں- بلکہ خُدا کی ہر ایک بات سے جیتا ہے ٭

اِس کے بعد شیطان نے اِنہیں ایک بلند پہاڑ

لینے والے نے حضرت مسیح کی بڑی شاندار ضیافت کی۔ وہاں بہت سے محصول لینے والے موجود تھے۔ تب وہاں کے فقیہوں اور فریسیوں نے حضرت مسیح سے کہا۔ تم کیوں محصول لینے والوں اور گنہگاروں کے ساتھ کھاتے پیتے ہو؟ اس کے جواب میں آپ نے فرمایا۔" تندرست آدمیوں کو حکیم کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اس کی ضرورت صرف بیماروں کو ہوتی ہے + میں راست بازوں کو توبہ کے لئے بُلانے نہیں آیا۔ بلکہ گنہگاروں کو"
انہی دنوں حضرت مسیح نے پہاڑ پر کھڑے ہو کر ایک نہایت زبردست ، مدلل اور مؤثر تقریر کی۔ ہزارہا آدمیوں نے اس کو توجہ اور کمال غور کے ساتھ سنا۔ اس تقریر کا لُب لُباب حضرت مسیح کی تعلیم میں درج کیا جائے گا + لوگوں نے ایسی تقریر پہلے کبھی نہ سنی تھی۔ اس لئے وہ حیران رہ گئے +

حضرت مسیح صرف زبانی جمع خرچ پر ہی اکتفا نہیں کرتے تھے۔ بلکہ جو کہتے تھے۔ اُسے عملاً کر دکھاتے تھے۔ یہ گنہگاروں سے کبھی نفرت نہ کرتے۔ بلکہ جو گنہگار ان کے پاس آتا۔ بڑی محبت سے اُس کے ساتھ پیش آتے۔ اور پیار سے بات چیت کرتے + یہ جدھر رُخ کرتے۔ ہزاروں آدمی ان کے استقبال کے لئے آگے چلے آتے تھے +

سب اِن کی تعرِیف کرنے لگے + آپ کے لیکچروں نے چاروں طرف آپ کی دُھوم مچا دی + آپ کا طرزِ کلام نہایت دِلکش اور مؤثر تھا + آپ لوگوں کو مساوات کی تعلیم دیتے - ظالم امیروں کو غریبوں پر ظلم روا رکھنے سے منع فرماتے - اور بُت پرستوں کو وحدہٗ لا شریک کی عبادت کی تلقین کرتے تھے + اِن کی تعلیم عام لوگوں کے دِلوں پر بڑا اثر کرتی تھی + جِس مجمع میں کھڑے ہو کر آپ تقرِیر فرماتے - سینکڑوں آدمیوں کے دِل اپنی طرف کھینچ لیتے تھے + ہزاروں آدمی چاروں طرف سے آ آ کر آپ کی خدمت میں حاضِر ہونے لگے - فریسی اور فقیہ یہودیوں کے مذہب کی شریعت اور روایتوں کو سِکھلاتے - اور عبادت خانوں کا اِنتظام کرتے + حضرت مسیح اُن کی تعلیم پر اعتراض کرتے تھے - اِس سے اُن کی آمدنی اور عزّت میں فرق پڑتا تھا - یہی وجہ تھی - کہ وُہ اِن سے بہت سخت ناراض تھے +

حضرت یسُوعؑ نے بارہ شاگرد بنائے - جِن کے نام یہ ہیں :- پطرس - اندریاس - یعقُوب - یوحنّا - فیلبوس - بار تھلاماں - متی - تھوما - یعقُوب اور زیلوتین اور یہوَدہ اور یہوَدہ اسکریوتی - جس نے آخرکار اِنہیں پکڑوایا + لیوی نام ایک محصُول

پریشان تھیں + حضرت مسیح نے اپنے بارہ شاگردوں کو اپنا رسول مقرر کیا۔ اور جب انہیں دھرم پرچار کے لئے مختلف علاقوں میں روانہ کرنے لگے۔ تو فرمایا :-

دوستو! دھرم کے پرچار کا کام بڑا مشکل ہے۔ میں تم کو جو بھیڑوں کی مانند ہو۔ ان لوگوں میں دھرم پرچار کے لئے بھیجتا ہوں۔ جو بھیڑیوں سے کم نہیں ہیں + تمہیں چاہیئے۔ کہ لوگوں سے سانپوں کی طرح ہوشیار اور چوکنے رہو۔ لیکن سانپوں کی طرح تکلیف دہ نہ بنو۔ بلکہ کبوتروں کی مانند سادہ لوح رہنا۔ اور کسی کو آزار نہ پہنچانا + جن لوگوں میں تم پرچار کرنے جاتے ہو۔ وہ میرا نام سنتے ہی تمہارے کوڑے ماریں گے۔ اور تم کو وہاں سے نکال دیں گے + وہ تم کو گرفتار کر کے عدالتوں میں لے جائیں گے۔ مگر تم گھبرا نہ جانا + تم دیکھوگے۔ کہ بھائی بھائی کو قتل کے لئے حوالہ کرے گا۔ بیٹا باپ کو اور باپ بیٹے کو قتل کے لئے سونپ دے گا۔ اور اولاد والدین کو مروا ڈالنے کی کوشش کرے گی +

میرے نام کی وجہ سے سب لوگ تمہاری مخالفت پر آمادہ ہو جائیں گے۔ تمہیں خوب ستایا جائے گا۔ مگر تمہیں چاہیئے۔ کہ جب ایک شہر

یہ سب کے ساتھ ہمدردی اور محبّت کا سلوک کرتے - ہزاروں آدمی اِن کے پاس نیک ہدایت کے لئے آیا کرتے - اور ہر شخص کے دِل میں اِن کے لئے عزّت تھی + چھوٹے بچّوں سے حضرت یسُوع کو بڑی محبّت تھی + یہ لوگوں کے ہر ایک دُکھ۔ درد اور بیماری کو دُور کرتے - گنہ گاروں کو نیک راہ دِکھاتے - اندھوں کو آنکھیں دیتے - بیماروں کو شِفا بخشتے اور جذامیوں کو چنگا کرتے تھے۔ اِسی طرح کے بہت سے معجزے آپ کی ذات سے ظہور میں آئے +

ایک روز آپ نائن شہر کو جا رہے تھے۔ بہت سے شاگرد اور اور لوگ بھی ہمراہ تھے + جب یہ پھاٹک کے قریب پہنچے - تو دیکھا - کہ لوگ ایک مُردہ کو باہر لے جا رہے ہیں - وُہ اپنی بیوہ ماں کا اِکلوتا بیٹا تھا + بیوہ کی حالتِ زار دیکھ کر خُداوند کو اُس پر بہت رحم آیا - اور اُس سے کہا - مت رو! اور پاس آ کے تابُوت کو چھُوا - اور فرمایا - کہ اے جوان! مَیں کہتا ہُوں - اُٹھ! اور وُہ مُردہ اُسی لمحہ جی اُٹھا +

لوگوں کی جماعتوں کی حالت دیکھ کر حضرت مسیح کو بہت رحم آیا - کیونکہ وُہ اُن بھیڑوں کی مانند جن کا کوئی چرواہا نہ ہو - عاجز اور

تب یسوع نے اُس پر نگاہ کر کے اُسے پیار کیا - اور کہا - "ایک بات باقی ہے - جا اور جو کچھ تیرا ہو بیچ ڈال - اور غریبوں کو بانٹ دے" مگر وُہ شخص بڑا مالدار تھا - اس لئے ایسا نہ کر سکا - اور افسوس کرتا ہوا اپنے گھر کو چلا گیا ؛

جب مسیح نے دیکھا - کہ اُن کے اشارے پر کام کرنے والے مُریدوں کی تعداد ہزارہا تک پہنچ چکی ہے - تب وُہ کاہن لوگوں میں اپنے مذہب کا پرچار کرنے کے لئے یروشلم کو روانہ ہو گئے ؛ جب آپ شہر میں داخل ہُوئے - تو گدھے پر سوار تھے - اور بہت سے لوگ آپ کے ساتھ تھے ؛ آپ کے معتقدوں نے بڑا شاندار استقبال کیا - ایسا استقبال جو بڑے بڑے شہنشاہوں کو بھی نصیب نہیں ہوتا ؛ بہت سے لوگ جو مسیح سے واقف نہ تھے - اِن کی شان دیکھ کر حیران ہوتے تھے - اور دُوسروں سے پُوچھتے تھے - کہ یہ کون بادشاہ ہے - جس کا استقبال اِس گرمجوشی کے ساتھ کیا جا رہا ہے ؟ جو لوگ جانتے تھے - وُہ اُنہیں بتاتے تھے - کہ یہ حضرت مسیح ہمارے رُوحانی بادشاہ ہیں ؛

فقیہوں میں سے ایک نے ایک مرتبہ حضرت

میں ستائے جاؤ - تو دُوسرے میں چلے جاؤ- اور وہاں دھرم کا پرچار کرو- تُم کو چاہئے - کہ اپنے کمربند میں سونا یا چاندی نہ رکھو- راستہ کے لئے نہ جھولی لینا - نہ دو کُرتے - نہ جُوتیاں اور نہ لاٹھی + جِس گاؤں میں جاؤ- پہلے دریافت کر لینا - کہ وہاں نیک آدمی کَون ہے + جب تک اُس گاؤں سے کُوچ نہ کرو- اُسی کے ہاں قیام کرنا + اگر کوئی بھی تُم کو قبُول نہ کرے - اور تُمھاری باتیں نہ سُنے - تو اُس گھر یا گاؤں سے نکلتے وقت اپنے پَیروں کی گرد جھاڑ دینا +

اِس کے بعد حضرت مسیح پھر اپنے کام میں مصرُوف ہو گئے + ایک دفعہ ایک مال دار آدمی نے اِن کے پاس آ کر کہا - " اے اُستاد ! مَیں کَون سا نیک کام کرُوں - کہ ہمیشہ کی زِندگی پاؤں ؟ "

آپ نے جواب دِیا - " اگر تُو ہمیشہ کی زِندگی چاہے - تو خُون نہ کر - زِنا نہ کر - چوری نہ کر - جھُوٹی گواہی نہ دے - اپنے باپ اور اپنی ماں کی عزّت کر - اور اپنے پڑوسی کو ایسا پیار کر - جَیسا اپنے آپ کو " +

دَولت مند بولا - " یہ تو مَیں بچپن ہی سے کرتا آیا ہُوں - اِن کے علاوہ اب مجھے کیا کرنا باقی ہے ؟ "

اُسے ہمیشہ کی زندگی کے لئے محفوظ رکھے گا"۔
اِس کے بعد اُنھوں نے فقیہوں اور فریسیوں کو مخاطِب کرکے کہا۔ "اے شریعت کے سِکھانے والو! تُم پر افسوس! تُم نے قصرِ معرفت کی کُنجی لے لی۔ لیکن تُم آپ داخِل نہ ہُوئے۔ بلکہ داخِل ہونے والوں کو بھی روک رکھا!"
فقیہہ اور فریسی چاہتے تھے۔ کہ اِن کی زبان سے کوئی اَیسی وَیسی بات نِکلے۔ اور نالِش کرنے کا موقعہ ہاتھ آئے۔ اس لئے اُنہیں بے طرح چھیڑنے اور چمٹنے لگے۔
حضرت مسیح نے اِن کی طرف اِشارہ کرکے فرمایا۔ "ہونٹوں سے عزّت کرنا بے فائدہ ہے۔ جو پَودا میرے آسمانی باپ نے نہیں لگایا۔ وُہ جڑ سے اُکھاڑا جائے گا۔ یہ لوگ اندھے اندھوں کو راہ دِکھانے والے ہیں۔ اگر اندھا اندھے کی رہنمائی کرے۔ تو دونوں گڑھے میں گِریں گے"۔
ایک فریسی نے ان سے درخواست کی۔ کہ میرے ساتھ کھانا کھائیے۔ جب یہ اندر جا کر کھانے بیٹھے۔ تو فریسی نے یہ دیکھ کر کہ آپ نے کھانا کھانے سے پیشتر غُسل نہیں کیا۔ تعجّب کیا۔ خُداوند نے فرمایا:۔
"اے فریسیو! تُم پیالہ اور رکابی کو اُوپر سے صاف کرتے ہو۔ مگر تمہارا باطِن کھوٹ اور بُرائی

مسیح سے پُوچھا۔ کہ خُدا کا سب سے بڑا حکم
کَون سا ہے ؟ یسُوع نے جواب دِیا۔ " سب سے
بڑا حکم یہ ہے۔ کہ وُہ خُداوند جو ہمارا خُدا ہے
ایک ہی خُداوند ہے۔ اور تُو اُس کو اپنے سارے
دِل سے۔ اپنی ساری جان سے۔ اپنے سارے
زور سے اور اپنی ساری عقل سے پیار کر۔
اور دُوسرا حکم جو اس کی مانند ہے یہ ہے
کہ تُو اپنے پڑوسی کو اپنے برابر پیار کر +
ان سے بڑا اور کوئی حکم نہیں ہے "

ایک روز حضرت مسیح ایک بلند پہاڑ پر
تشریف لے گئے۔ پطرس۔ یعقُوب اور یُوحنّا بھی
اِن کے ساتھ تھے۔ وہاں آپ کا چہرہ آفتاب
کی طرح چمک اُٹھا۔ اور آپ کی پوشاک نُور
کی مانند سفید ہو گئی۔ اور حضرت مُوسےٰ اور
الیاس آپ سے باتیں کرتے نظر آئے + ایک روز
بعض یُونانی حضرت مسیح سے ملنے آئے + آپ نے
اُن سے کہا :-

" وقت آیا ہے۔ کہ ابنِ آدم جلال پائے۔ گیہوں
کا دانہ زمین میں گر کر اگر فنا نہ ہو۔ تو
اکیلا رہتا ہے۔ لیکن اگر وُہ فنا ہو جائے۔
تو بہت سا پھل پاتا ہے + جو شخص اپنی جان
کو عزیز رکھتا ہے۔ اُسے کھوئے گا۔ اور جو
اس جہان میں اپنی جان سے عداوت رکھتا ہے۔

لئے چھوڑ دیتے ہو + تم ایسے بوجھ جن کا اُٹھانا مُشکل ہے - لوگوں پر لادتے ہو - اور آپ ایک اُنگلی سے بھی اُن بوجھوں کو نہیں چھُوتے "!

اِس کے بعد آپ نے یروشلم کو مُخاطب کرکے کہا :-

"اے یروشلم ! اے یروشلم !! تُو نبیوں کی قاتِل مشہُور ہے + جو نبی تیرے پاس آتا ہے - کہ تیرے بچّوں کو نیک تعلیم دے - اور اُن کو گُناہ کی زندگی سے بچائے - تو اُس کو ہلاک کر ڈالتی ہے + جو تیرے پاس پہلے بھیجے گئے - تُو نے اُن کو سنگسار کرایا + کتنی ہی بار نبی تیرے پاس آئے - اور اُنھوں نے چاہا - کہ اپنی نیک تعلیم سے تیرے بچّوں کو حِفاظت اور سلامتی کے مُقام پر پہنچا دیں - مگر تُو نے نہ چاہا - اور کِسی کی ایک نہ سُنی + مَیں بھی چاہتا ہُوں - کہ تیرے بچّوں کو جمع کرُوں - اور اُنھیں تباہ ہونے سے بچاؤں - مگر شاید تیرے کان نہیں - کہ تُو میری بات کو نہیں سُنتی ہے "+

اُس روز سے کاہن لوگ اور فریسی اور فقیہہ اِس فِکر میں رہنے لگے - کہ کوئی موقعہ ایسا ہاتھ لگے - کہ کھُلّم کھُلّا یا پوشیدہ طور سے حضرت

سے بھرا ہُوا ہے + اے نادانو! کیا جس نے باہر کو بنایا۔ اندر کو نہیں بنایا؟ تُم مچھّر کو تو چھانتے ہو۔ مگر اُونٹ کو سالم نِگل جاتے ہو!۔ اے شریر لوگو! تُم اُن قبروں کی مانند ہو۔ جن پر سفیدی پھری ہُوئی ہو + جو اُوپر سے بہت خُوبصُورت معلُوم ہوتی ہیں۔ مگر اندر اُن کے ہڈّیوں اَور نجاست کے سِوا اَور کچھ نہیں ہوتا + تُم اُوپر سے تو راست باز اَور صداقت پسند بنے پھرتے ہو۔ مگر تُمھارے سینے ریاکاری اَور بے دِینی سے معمُور ہیں +

"اے فریبیو! تُم پر افسوس! تُم پودِینہ اَور سداب اَور ہر ایک ترکاری کی دہ یکی دیتے ہو۔ اَور اِنصاف اَور خُدا کی مُحبّت کو طرح دیتے + چاہئے تھا۔ کہ اِن کو کرتے۔ اَور اُن کو بھی نہ چھوڑتے + اے گُمراہ لوگو! تُم پر سخت افسوس ہے! تُم نے اِنصاف، رحم اَور اِیمان کو چھوڑ دِیا ہے! اے شرِیعت کے سِکھانے والو! تُم پر ہزار بار افسوس! تُم نہ خُود اچھّی باتوں کو سُنتے ہو۔ اَور نہ دُوسروں کو سُننے دیتے ہو۔ ایک مُرِید کرنے کے لئے تری اَور خُشکی کا دَورہ کرتے ہو۔ اَور مارے مارے پھرتے ہو۔ مگر جب وُہ مُرِید ہو چُکتا ہے۔ تو اُسے کوئی تعلِیم نہیں دیتے۔ اَور جہنّم کی آگ میں جلنے کے

یروشلم میں ایک فرقہ اور آباد تھا - جو صدوقی کہلاتا تھا - اس فرقہ کے لوگ بھی بحث کے لئے حضرت مسیح کی خدمت میں حاضر ہُوئے۔ مگر حضرت مسیح نے اپنی مدلل تقریر سے اُن کا بھی مُنہ بند کر دیا + فریسی پھر آئے - اور شرارتیں کرنے لگے + اس وقت حضرت مسیح نے اپنے شاگردوں کو مخاطب کر کے کہا :-

" دوستو! فقیہہ اور فریسی موسےٰ کی گدی پر بیٹھے ہیں - جو تعلیم توریت سے وہ تم کو دیں - وہ سب کرو اور مانو - لیکن جس قسم کے کام وہ کرتے ہیں - وہ ہرگز نہ کرو - کیونکہ وہ صرف کہتے ہیں کرتے نہیں + جو کرتے ہیں - وہ اُن کے قول کے سراسر خلاف ہے + وہ اپنے تمام کام ریاکاروں کی طرح صرف دُوسرے لوگوں کو دکھلانے کے لئے کرتے ہیں + انہیں ضیافتوں - دعوتوں اور عبادت خانوں میں اُونچی اُونچی کرسیوں پر بیٹھنا مرغوب ہے - اور یہ بازاروں میں لوگوں سے سلام کرانا اور مُربّی کہلانا پسند کرتے ہیں۔ مگر میرے عزیزو! تم مُربّی نہ کہلاؤ - بلکہ اپنے آپ کو ایک دُوسرے کا بھائی خیال کرو۔ کیونکہ تُمہارا (سب کا) باپ وُہی ایک خُدا ہے + جو تم میں اپنے آپ کو سب سے بڑا سمجھتا ہے - وہ سب سے چھوٹا ہے - اور جو اپنے آپ کو سب

مسیح کو اِس جہانِ فانی سے چلتا کر دیں - وُہ لوگ اِن پر دانت پیستے - مگر بحث میں ایک حرف بھی اُن کے مُنہ سے نہیں نکلتا تھا + اِس لئے وُہ خُفیہ طور پر مشورہ کرنے لگے - کہ مسیح کو ایسی باتوں میں پھنسائیں - کہ وُہ بغاوت کے جرم کی پاداش میں پھانسی کی سزا پائیں + ایک روز اُنھوں نے مسیح کے پاس آ کر کہا :-

"اے اُستاد ! تُو سچّا ہے - اور سچّی تعلیم لوگوں کو دیتا ہے - تو اُنہیں خُدا کی بادشاہت میں داخل ہونے کے لئے بُلاتا ہے - اور نیکی سکھاتا ہے + ہم کو یہ بتا - کہ قیصر (بادشاہ) کو ٹیکس دینا روا ہے - یا نہیں ؟"

حضرت مسیح اصل بات تاڑ گئے - اور بولے :-

"مجھے اپنے ٹیکس کا سِکّہ دِکھاؤ" + اُنھوں نے ایک دِینار اِن کے ہاتھ پر رکھا + اِسے دیکھ کر آپ نے پُوچھا - "یہ صُورت اور نام جو اِس دِینار پر ثبت ہے کِس کا ہے ؟" لوگوں نے کہا - "قیصر کا" + یہ سُن کر مسیح نے فرمایا - "جو چیز قیصر کی ہے - اُسے قیصر کے حوالے کر دو اور جو چیز خُدا کی ہے - اُسے خُدا کے حوالے کر دو" + یہ جواب با صواب سُنا - تو فریسی حیران رہ گئے - اور اپنا سا مُنہ لے کر چلے گئے +

تھے۔ پھر دوبارہ دُعا مانگی۔ اَور کہا۔" اے میرے باپ! اگر میرے پیئے بغیر یہ پیالہ مُجھ سے نہیں گزر سکتا۔ تو خیر! تیری مرضی پُوری ہو"! پھر اُنھوں نے اپنے شاگردوں کو جگایا۔ اَور کہا۔ "اب وُہ گھڑی آ پہنچی۔ جب آدم کا بیٹا گنہ گاروں کے حوالہ کیا جائے گا۔ اُٹھو۔ چلیں۔ دیکھو۔ جو مُجھے پکڑواتا ہے۔ وُہ نزدیک ہے"۔ اُسی وقت کاہنوں کے سردار اَور قوم کے بزرگوں کی طرف سے بہت سے لوگ تلواریں اَور لاٹھیاں لئے وہاں آن پہنچے۔ اِن کے آگے آگے وُہی یہودہ اسقریوطی تھا۔ وُہ یسوع کو پہچنوانے کی غرض سے اِن کے قدموں میں گر پڑا۔ اَور اِن کے پیروں کو چُوما۔ حضرت یسوع نے فرمایا۔" تُم جیسے چور پکڑنے کو تلواریں اَور لاٹھیاں لے کر نکلے ہو! مَیں روز ہیکل میں تُمہارے ساتھ تھا۔ اُس وقت تُم نے مُجھ پر ہاتھ نہ ڈالا"۔

تب سردار کاہن نے اِن سے اِن کی تعلیم کی بابت سوال کیا۔ آپ نے جواب دِیا۔" مَیں نے ہمیشہ عبادت خانوں اَور ہیکل میں جہاں یہُودی ہر وقت جمع ہوتے ہیں۔ کھُلم کھُلا تعلیم دی۔ اَور پوشیدہ کچُھ نہیں کہا۔ پھر تُو مُجھ سے کیوں پُوچھتا ہے؟ اُنہی سے پُوچھ۔ کہ مَیں نے کیا کہا"۔

سے چھوٹا سمجھے گا - وہ بڑا کیا جائے گا - پس
غرور. تکبر اور شرارتوں سے توبہ کرو - اور
نیک کاموں میں دل لگاؤ "

اس کے بعد حضرت یسوع نے اپنے شاگردوں
سے کہا - کہ دو روز بعد ابنِ آدم حوالہ کیا جائے گا.
کہ صلیب پر کھینچا جائے + سردار کاہن اور فقیہ
اور قوم کے بزرگ قیافہ نے انہیں فریب سے پکڑ
کر مروا ڈالنا چاہا + حضرت مسیح کا شاگرد یہودہ
اسقریوطی کاہنوں کے سردار سے جا ملا - اور تیس
روپے رشوت لے کر انہیں پکڑوا دینے کا وعدہ
کر لیا + عید کے روز شام کے وقت آپ اپنے
بارھوں شاگردوں کے ساتھ کھانا کھانے بیٹھے.
تو آپ نے پیشین گوئی کی - کہ جو میرے ساتھ
طباق میں ہاتھ ڈالتا ہے - وہی مجھے گرفتار کرائے گا.
تب یہودہ اسقریوطی نے جس نے انہیں گرفتار
کرایا - جواب میں کہا - "اے ربی! کیا وہ میں
ہوں؟" آپ نے جواب دیا - "تو نے آپ ہی
کہا "

اس روز رات کو حضرت یسوع نے دعا مانگی.
"اے میرے باپ! اگر ہو سکے - تو کڑی آزمائش
کا یہ پیالہ مجھ سے گزر جائے - تو بھی میری خواہش
نہیں - بلکہ تیری خواہش کے مطابق ہو!" دعا
مانگ کر واپس آئے - تو دیکھا - شاگرد سو رہے

لئے براباس نامی ایک قیدی کو جو قتل عمد کے جرم کی پاداش میں سزا بھگت رہا تھا، رہا کرکے حضرت مسیح کو جلادوں کے حوالہ کر دیا۔ مگر کہا۔ کہ میں اس راستباز کے خون سے پاک ہوں۔ تم جانو۔

یہ حال دیکھ کر یہوداہ اسقریوطی اپنے کئے پر بے حد پشیمان ہؤا۔ اور وہ تیس روپے کاہنوں کے سردار اور بزرگوں کے پاس واپس لایا۔ اور کہنے لگا۔ کہ میں نے بڑا بھاری گناہ کیا۔ کہ ایک بے گناہ کو قتل کرانے کے لئے گرفتار کرایا۔ جب اُنہوں نے روپے نہیں لئے۔ تب وہ اُنہیں ہیکل میں پھینک کر چلا گیا۔ اور آپ جا کر پھانسی لے لی۔ کاہنوں کے سردار نے اس روپے کو خزانے میں ڈالنا اس لئے مناسب نہ سمجھا۔ کہ وہ خون کا معاوضہ تھا۔ اور اس سے ایک کمہار کا کھیت پردیسیوں کو دفنانے کے لئے خرید لیا۔ وہ کھیت آج تک "خون کا کھیت" کہلاتا ہے۔

جلاد حضرت مسیح کے کوڑے مارتے مارتے اُنہیں قلعہ میں لے آئے۔ یہاں بہت سے لوگ اُنہیں تنگ کرنے کے لئے آئے۔ اُنہوں نے حضرت مسیح کو ایک قرمزی رنگ کا کوٹ پہنایا۔ اور کانٹوں کا تاج بنا کر اُن کے سر پر رکھ دیا۔ اور

اس پر ایک پیادہ نے اِن کے مُنہ پر طمانچہ مار کر کہا۔ "تو سردار کاہن کو ایسا جواب کیوں دیتا ہے؟"

یسوع نے اُسے جواب دِیا۔ "اگر مَیں نے بُرا کہا۔ تو بُرائی کی گواہی دے۔ لیکن اگر اچھّا کہا تو تُو مجھے کیوں مارتا ہے؟"

اس کے بعد حضرت یسوع رومی حاکم پلاطوس کے حوالے کر دِیئے گئے۔ یہودیوں نے کہا۔ کہ یہ قوم کو بھکاتا۔ ہمیں قیصر کو محصول دینے سے منع کرتا۔ اور اپنے تئیں مسیح بادشاہ کہتا ہے + پلاطوس کے سوال کے جواب میں حضرت مسیح نے فرمایا۔ "میری بادشاہت اس جہان کی نہیں۔ اگر اس جہان کی ہوتی۔ تو میرے پَیرو اور مُعتقِد لڑائی کرتے۔ تاکہ مَیں یہودیوں کے حوالہ نہ کیا جاؤں"۔

پلاطوس سمجھ گیا۔ کہ کاہنوں کے سردار نے انہیں حسد سے حوالہ کیا ہے۔ اور اِنہیں بےقصور ٹھہرایا۔ اور چاہا کہ اِن کو رہا کر دے + اُس زمانہ میں یہ دستُور تھا۔ کہ عید کے تہوار کے موقع پر بہت سے قیدیوں میں سے ایک کو چھوڑ دیتے تھے۔ خواہ اُس کا جُرم کتنا ہی سخت اور تقصیر ناقابلِ عفو ہوتی۔ چنانچہ پلاطوس حضرت مسیح کو چھوڑ دینا چاہتا تھا۔ مگر لوگوں نے نہ مانا۔ اس

مجھے چھوڑ دیا ؟" ایک شخص نے اسفنج کا ایک ٹکڑا سرکہ میں تر کرکے سرکنڈے پر رکھ کر انہیں چُسایا + اِسی وقت اُنھوں نے بآوازِ بلند کہا۔ "اے باپ! مَیں اپنی رُوح تیرے ہاتھوں میں سَونپتا ہُوں" یہ کہتے ہی دم توڑ دیا + حضرت مسیح کی رُوح جسم فانی سے پرواز کر گئی +

حضرت مسیح جو سب کو نیکی کی تعلیم دیتے۔ سیدھی راہ دکھاتے۔ ہر شخص کو اُس کے فرائض سے آگاہ کرتے۔ اُن کے پابند رہنے کی تلقین کرتے۔ اور زبردستوں کو زیردستوں پر ظلم و ستم روا رکھنے سے روکتے تھے، قربان کر دیئے گئے! افسوس اِن کے ہموطنوں نے اِن کی قدر نہ کی۔ ہمیشہ اِن کی مُخالفت پر تُلے رہے۔ طرح طرح کی شرارتیں کیں۔ بے شمار تکلیفیں دیں اور آخر اِنہیں اپنے اِنتہائی جَور و ستم کا شکار بنانے سے بھی نہ چُوکے!

اِس کے بعد پلاطُوس کی اِجازت لے کر اِن کے شاگردوں نے حضرت یسُوع کو سُوتی کپڑے میں لپیٹ کر خوشبُویات کے ساتھ دفنا دیا۔ جیسا کہ کہا گیا تھا۔ صلیب دیئے جانے کے بعد آپ عموماً پر ظاہر ہُوئے۔ اِن کے گیارہ شاگرد گلیل کے اُس پہاڑ پر گئے۔ جہاں حضرت

ان کی ہنسی اڑانے لگے۔ کسی نے ان کے منہ پر تھوکا۔ کسی نے ان کو گالیاں دیں۔ کسی نے ان کو لعنت ملامت کی۔ غرض اسی طرح ستاتے اور تنگ کرتے رہے۔ قلعہ سے یہ لوگ مقتل میں آئے۔ جہاں آکر حضرت یسوع کو پیاس لگی۔ انہوں نے پینے کو پانی مانگا۔ مگر ظالموں نے انہیں ریت ملی کھوٹی شراب دی۔ جسے چکھ کر آپ نے چھوڑ دیا۔ اس کے بعد ان کو وہ لباس پہنایا گیا۔ جو پھانسی اور قتل کے وقت پہنایا جاتا تھا۔ اور انہیں کلوری نام کے مقام پر صلیب دی۔ دو بدکاروں کو بھی ان کے ساتھ ہی سولی پر لٹکایا گیا۔ ایک کو دائیں طرف۔ دوسرے کو بائیں طرف۔ کاہن لوگوں نے حضرت یسوع کے قتل کا سبب ایک کاغذ پر لکھ کر ان کے سر سے اونچا ٹانگ دیا۔ اور سب لوگ ان کا مذاق اڑانے لگے۔

اس پر یسوع نے کہا۔ "اے باپ! ان کو معاف کر۔ کیونکہ یہ نہیں جانتے۔ کہ کیا کر رہے ہیں"۔

جب چھٹے گھنٹے سے لے کر نویں گھنٹے تک ساری سرزمین پر اندھیرا چھا گیا۔ نویں گھنٹے کے قریب حضرت مسیح نے بڑے زور سے چلا کر کہا:- "اے میرے خدا! اے میرے خدا! تو نے کیوں

حضرت مسیح کی تعلیم

جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے۔ حضرت یسوع مسیح کی تعلیم نہایت سیدھی اور سادہ اور آپ کا طرزِ کلام نہایت دلکش اور مؤثر تھا۔ آپ لوگوں کو مساوات اور محبت کی تعلیم دیتے۔ ظالموں کو غریبوں پر ظلم روا رکھنے سے منع فرماتے۔ اور بت پرستوں کو وحدہٗ لا شریک کی عبادت کی تلقین کرتے تھے۔ ان کی تعلیم عام لوگوں کے دلوں پر بڑا اثر کرتی تھی۔ یہی وجہ ہے۔ کہ جس مجمع میں کھڑے ہو کر آپ وعظ فرماتے۔ سینکڑوں آدمیوں کے دل بے اختیار آپ کی طرف کھنچ جاتے تھے۔ تھوڑے ہی دنوں میں یہ حالت ہو گئی۔ کہ ہزاروں آدمی چاروں طرف سے آ آ کر آپ کی خدمت میں حاضر ہونے لگے۔ ہوتے ہوتے ساری دنیا میں عیسائی مذہب کا چرچا ہو گیا۔ حتےٰ کہ آج جتنے آدمی اس مذہب کے ماننے والے پائے جاتے ہیں۔ اتنے بدھ مذہب کے سوا اور کسی بھی دوسرے مذہب یا مت کے نہیں ہیں۔ یورپ۔ امریکہ۔ افریقہ۔ ایشیا۔ آسٹریلیا۔ چین۔ جاپان۔ روس غرض ہر برِّ اعظم اور ہر ملک میں آپ کے پیروؤں کی

یسوع نے انہیں جانے کے لئے کہا تھا۔ وہاں حضرت مسیح کو انہوں نے سجدہ کیا۔ اس کے بعد وہ انہیں ہدایات دے کر آسمان پر چلے گئے۔

حضرت مسیح کی قربانی ایک نہایت غیر معمولی قربانی تھی۔ وہ جس عظیم الشان مقصد کے لئے اس دنیا میں تشریف لائے تھے۔ وہ آخر پورا ہو کے رہا۔ چنانچہ ان کے پیروؤں اور معتقدوں کی تعداد آج دنیا میں کروڑوں تک پہنچی ہوئی ہے۔ اور اس میں روز افزوں اضافہ ہو رہا ہے۔ دنیا کے دو سب سے بڑے مذہبوں میں ایک عیسائی مذہب ہے۔

حضرت مسیح کی زندگی عملی زندگی تھی۔ وہ ساری عمر شمع ہدایت بن کر چمکتے رہے۔ حضرت مسیح بال برہمچاری تھے۔ اور انہوں نے اپنی تمام زندگی حصولِ علم اور دوسروں کی بھلائی اور بہبودی میں صرف کر دی۔ آپ کا زبردست سے زبردست مخالف بھی آپ کے کیرکٹر پر حرف لانے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ "انجیل" کو جس میں حضرت مسیح کے سوانح حیات اور ان کا کلام درج ہیں۔ عیسائی اپنی مقدس کتاب مانتے ہیں۔

بڑا ٹھہراتا ہے۔ چھوٹا کیا جائے گا۔ اور جو
اپنے آپ کو چھوٹا ٹھہراتا ہے۔ سرفراز اور
بلند مرتبہ کیا جائے گا۔

(۷) نافرمانبرداری بُری چیز ہے۔

(۸) اپنی زندگی کے دن غفلت میں نہ گزارو۔
ہر وقت مستعد اور تیار رہو۔

(۹) مُبارک وہ ہیں۔ جو دل کے غریب ہیں۔
کیونکہ آسمان کی بادشاہت اُنہی کی ہے!
مُبارک وہ ہیں۔ جو غمگین ہیں۔ کیونکہ وہ تسلی
پائیں گے! مُبارک وہ ہیں۔ جو حلیم ہیں۔ کیونکہ
وہ زمین کے وارث ہوں گے! مُبارک وہ ہیں۔
جو راستبازی کے بھوکے اور پیاسے ہیں۔
کیونکہ وہ آسودہ ہوں گے! مُبارک وہ ہیں۔
جو رحم دل ہیں۔ کیونکہ اُن پر رحم کیا جائے گا!
مُبارک وہ ہیں۔ جو پاک دل ہیں۔ کیونکہ وہ
خُدا کو دیکھیں گے! مُبارک وہ ہیں۔ جو صُلح
کرانے والے ہیں۔ کیونکہ وہ خُدا کے فرزند
کہلائیں گے! مُبارک وہ ہیں۔ جو راستبازی
کے سبب ستائے جاتے ہیں۔ کیونکہ آسمان کی بادشاہت
اُنہی کی ہے۔

(۱۰) اگلوں سے کہا گیا تھا۔ کہ تم زنا نہ کرو۔
مگر مَیں تمہیں کہتا ہوں۔ کہ جو کوئی بُری
خواہش سے کسی عورت پر نگاہ ڈالے۔ وہ اپنے

ایک کثیر تعداد موجود ہے ۔

آپ کی تعلیم کا خلاصہ درج ذیل کیا جاتا ہے :-

(۱) خدا کا سب سے بڑا حکم یہ ہے۔ کہ وہ خداوند جو ہمارا خدا ہے۔ ایک ہی خداوند ہے۔ اور تو خداوند کو جو تیرا خدا ہے۔ اپنے سارے دل سے اور اپنی ساری عقل سے اور اپنے سارے زور سے پیار کر ۔

دوسرا حکم جو اس کی مانند ہے یہ ہے۔ کہ تو اپنے پڑوسی کو اپنے برابر پیار کر ۔

(۲) جو تجھ پر رحم کرے۔ وہی تیرا پڑوسی ہے ۔

(۳) اگر تیرا بھائی قصور کرے۔ تو اسے سات مرتبہ تک نہیں بلکہ سات کے ستر مرتبہ تک معاف کر۔ اگر ہر ایک تم میں سے اپنے بھائیوں کے قصور کو دل سے معاف نہیں کرے گا۔ تو آسمانی باپ اس سے بھی ویسا ہی سلوک کرے گا۔ اپنے بھائیوں کے ساتھ ملاپ کرنا ہر قسم کی قربانی سے بہتر ہے ۔

(۴) خدا محبت ہے۔ سب سے محبت کرو ۔

(۵) خدا گمراہ لوگوں کو ڈھونڈتا اور گنہ گاروں کو قبول کرتا ہے ۔

(۶) فروتنی راست بازی کی شرط ہے۔ جو اپنے تئیں

ہی بھائیوں کو سلام کرو - تو اَوروں سے کیا زیادہ کیا؟ تم خُدا کی طرح کامِل ہو ؞

(۱۲) بدلہ کے بارے میں کہا گیا ہے - کہ آنکھ کے بدلے آنکھ اَور دانت کے بدلے دانت - مگر مَیں کہتا ہُوں - کہ ظالِم کا مُقابلہ نہ کرنا - بلکہ جو کوئی تیرے دہنے گال پر طمانچہ مارے - تو تُو دُوسرا گال بھی اُس کی طرف پھیر دے + اگر کوئی چاہے - کہ تجھ پر نالِش کرکے تیرا کوٹ لے - تو کُرتہ بھی اُسے لے لینے دے + جو کوئی تجھے ایک کوس بیگار میں لے جائے - اُس کے ساتھ دو کوس چلا جا + جو کوئی تجھ سے کچھ مانگے - اُسے دے - اَور جو تجھ سے قرض چاہے - اُس سے مُنہ نہ موڑ ؞

(۱۳) اگر تُو چاہے کہ خُدا کو پسند آئے - تو اپنے نیک کاموں کو لوگوں کے سامنے دِکھلانے کے لئے نہ کر + جب تُو خَیرات کرے - تو چاہئے کہ اِس طرح کر - کہ دایاں ہاتھ دے - اَور بائیں کو معلُوم بھی نہ ہو + اِسی طرح پوشیدگی میں دُعا مانگ - رِیاکاروں کی طرح عبادتخانوں اَور راستوں کے کونوں پر کھڑے ہو کر دُعا نہ مانگ - کہ لوگ تجھے دیکھیں + دُعا مانگتے وقت بے فائدہ بک بک مت کر - دُوسروں کی طرح یہ نہ خیال کر - کہ زیادہ گوئی سے تیری

دِل میں اُس کے ساتھ زِنا کر چُکا + چُنانچہ اگر تیری دہنی آنکھ تیرے ٹھوکر کھانے کا باعث ہو۔ تو اُسے نِکال ڈال + ایک عضو کا نہ ہونا بہتر ہے۔ بہ نِسبت اِس کے کہ سارا جِسم دوزخ کی آگ میں ڈالا جائے + جو کوئی اپنی بیوی کو حرام کاری کے سِوا کِسی اور سبب سے چھوڑتا ہے۔ اُس سے حرام کاری کراتا ہے۔ اور جو شخص اُس عورت سے بیاہ کراتا ہے۔ وُہ اُس سے زِنا کرتا ہے +

(۱۱) کہا گیا ہے۔ کہ اپنے پڑوسی سے دوستی رکھ۔ اور اپنے دُشمن سے عداوت۔ مگر مَیں تُمہیں کہتا ہُوں۔ کہ اپنے دُشمنوں کو پیار کرو۔ اور جو تُم کو لعنت ملامت کریں۔ اُن کے لئے برکت چاہو۔ جو تُم سے کینہ رکھیں۔ اُن کا بھلا کرو۔ اور جو تُمہیں دُکھ دیں اور ستائیں۔ اُن کے لئے دُعا مانگو۔ تاکہ تُم اپنے آسمانی باپ کے لائق فرزند کہلانے کے مُستحق ہو + وُہ بدوں اور نیکوں، دونوں پر سُورج کی روشنی اور چاند کا نُور چمکاتا ہے۔ اور اچھوں اور بُروں دونوں پر مینہ برساتا ہے + اگر تُم اُنہی کو پیار کرو۔ جو تُمہیں پیار کرتے ہیں۔ تو تُمہارے لئے کیا اجر ہے؟ ایسا تو سبھی کرتے ہیں + اگر تُم فقط اپنے

(۱۸) اِیمان کے ساتھ دُعا مانگو + مانگو - کہ تمہیں دِیا جائے گا + ڈھونڈو - کہ تم پاؤگے + کھٹ کھٹاؤ - تو دروازہ تمہارے واسطے کھول دِیا جائے گا + تم میں سے کَون آدمی ہے - کہ اگر اُس کا بیٹا اُس سے روٹی مانگے - اَور وُہ اُسے پتھر دے ؟ یا اگر مچھلی مانگے - تو اُسے سانپ دے ؟ پس جب تم بُرے ہو کر بھی اپنے بیٹوں کو اچھّی چیزیں دینا جانتے ہو - تو تُمہارا آسمانی باپ اُنہیں ، جو اُس سے مانگتے ہیں - کِتنی زیادہ اچھّی چیزیں دے گا ؟

(۱۹) جو کُچھ تم چاہتے ہو - کہ لوگ تمہارے ساتھ کریں - وَیسا ہی تم بھی اُن کے ساتھ کرو + توریت اَور نبیوں کی تعلیم کا لُب لُباب یہی ہے +

(۲۰) عَیب جوئی سے بچو - تاکہ تمہارے عَیب نہ ڈھونڈے جائیں - جِس پَیمانہ سے تم دُوسروں کو ناپتے ہو - اُسی سے تم کو ناپا جائے گا - تمہیں اپنے بھائی کی آنکھ کا تِنکا تو نظر آتا ہے - مگر اپنی آنکھ کا شہتیر دِکھائی نہیں دیتا + پہلے اپنی آنکھ میں سے شہتیر نِکال ڈالو - بعد ازاں اپنے بھائی کی آنکھ سے تِنکا نِکالنا +

(۲۱) اگلوں سے کہا گیا تھا - کہ تُو جھُوٹی قسم

سُنی جائے گی۔ کیونکہ تیرا باپ تیرے مانگنے سے پہلے ہی جانتا ہے۔ کہ تجھے کِن کِن چیزوں کی ضرُورت ہے + روزہ رکھو۔ تو ریاکاروں کی مانند دُوسروں پر ظاہر کرنے کے لئے اپنا چہرہ اُداس نہ بناؤ۔ ورنہ تم اپنا بدلہ پا چکے •

(۱۴) گر تم دُوسروں کے گُناہ بخشوگے۔ تو تُمھارا آسمانی باپ بھی تُمھیں بخش دے گا۔ لیکن اگر تم دُوسروں کے قصُور مُعاف نہیں کروگے۔ تو تُمھارا باپ بھی تُمھارے گُناہ نہ بخشے گا •

(۱۵) کِسی بات کی فِکر نہ کرو۔ خُدا سب جانتا ہے۔ وُہ خُود ہی تُمھاری مدد کرے گا •

(۱۶) خُدا پر بھروسہ رکھو۔ مال و دولت اپنے واسطے زمین پر جمع نہ کرو۔ بلکہ آسمان پر جمع کرو۔ جہاں نہ کیڑا لگتا ہے۔ نہ زنگ خراب کرتا ہے۔ اُور نہ چور چُرا لے جا سکتا ہے •

(۱۷) تم خُدا اُور دولت دونوں کی خِدمت نہیں کر سکتے۔ کیونکہ ضرُوری ہے۔ کہ ایک سے دُشمنی رکھوگے۔ اُور دُوسرے سے دوستی۔ یا ایک کو مانوگے۔ اُور دُوسرے کو ناچیز جانوگے •

فصل چھٹی

بھگوان مہاویر سوامی

قریباً ڈھائی ہزار سال پہلے کا ذکر ہے۔ کہ کُنڈن پور کے تخت پر مہاراجہ سِدھارتھ جلوہ افروز تھے۔ جو اِکشواکو نسل سے تھے۔ نیک دلی۔ دانائی تدبّر۔ انصاف پسندی اور رعایا نوازی کے لئے اِن کا نام دُور دُور تک مشہور تھا۔ اِن کے رسُوخ و اِقتدار کی کوئی اِنتہا نہ تھی۔ بے شمار راجے اِن کا پانی بھرتے۔ اور اِن کے اِشارے پر چلتے تھے۔ سلطنت میں ہر طرف کامِل امن و امان تھا۔ خزانہ بھرپُور اور رعایا خُوشحال تھی۔ مہاراجہ سِدھارتھ کی شادی وَیشالی کے مشہُور فرمانروا راجہ چیٹک کی سب سے بڑی راج کُماری ترِیشلا یا پریہ کارِنی کے ساتھ ہُوئی تھی۔ دونوں آرام چین سے زندگی بسر کرتے۔ اور ہر وقت رعایا کی دلجوئی اور خدمت میں مصرُوف رہتے تھے۔ کچھ عرصہ یُونہی گزُرا۔ ایک روز صُبح کا سُہانا

نہ کھا۔ اور جو قسم کھائے۔ اُسے پورا کر۔
مگر مَیں تجھے کہتا ہوں۔ کہ ہرگز قسم نہ
کھانا۔ نہ تو آسمان کی۔ کیونکہ وُہ خُدا کا
تخت ہے۔ اور نہ زمین کی۔ کیونکہ وُہ اُس
کے پاؤں کی چَوکی ہے۔ اور نہ اپنے سر
کی۔ کیونکہ تُو اُس کا ایک بال بھی سفید
یا کالا نہیں کر سکتا۔ مگر تیری گفتگو میں
ہاں کی ہاں اور نہیں کی نہیں ہو۔ کیونکہ
جو اِس سے زیادہ ہے۔ وُہ بُرائی سے
ہوتا ہے ✦

ناگ لوک - آبدار جواہرات کا ایک بڑا سا ڈھیر۔ اور بغیر دھوئیں کے آگ یہ لظر آئے + آپ ہی عقدہ کشائی کیجئے - اور مجھے اس خواب کی تعبیر بتائیے "+

مہاراجہ سدھارتھ بدھی گیان کی دولت سے مالا مال تھے - اُنہیں اصل بات سمجھتے ذرا بھی دیر نہ لگی - فرمایا :-

" رانی پیاری ! یہ خواب ہمارے حق میں ایک نہایت نیک فال ہے - بہت جلد ہمیں بیٹے کا مُنہ دیکھنا نصیب ہوگا + جو جو چیزیں تمہیں خواب میں لظر آئی ہیں - وہ اُس کے اوصافِ حمیدہ اور قابلِ تعریف خصوصیتوں کو ظاہر کرتی ہیں + ہاتھی یہ ظاہر کرتا ہے - کہ ہمارا فرزند ایک مشہور و معروف تیرتھنکر ہوگا - اور دُنیوی ہستی کے بحر بے پایاں پر پُل کا کام دے گا + سانڈ یہ ظاہر کرتا ہے - کہ وہ دھرم کی مہمان بڑھائے گا + شیر سے مُراد یہ ہے - کہ ہمارا بیٹا ایک لاثانی بہادر ہوگا - جس کے زور و طاقت کی کوئی اِنتہا نہ ہوگی - اور وہ کرموں یعنی اعمال کے ہاتھی کو مغلوب کرکے فنا کر دے گا + لکھشمی دیوی کے خواب میں نظر آنے سے مطلب یہ ہے - کہ اُس کا جنم ہوتے ہی دیوتاؤں کا راجہ اندر اور اور دیوتا اُس کو سُمیرُد پربت پر لے جائیں گے +

وقت تھا - مہاراجہ سدھارتھ صاحب دیوان خانہ میں بیٹھے امورِ سلطنت پر غور فرما رہے تھے۔ کہ اتنے میں مہارانی ترشلا کو غیر متوقع طور پر اپنی طرف آتے دیکھا - تو پوچھا۔" پیاری رانی! سچ کہو - صبح سویرے کیونکر آنا ہؤا؟ خیر تو ہے؟"

رانی نے جواب دیا۔" مہاراج عرض کرتی ہوں، پچھلی رات کے پچھلے پہر میں نے ایک نہایت عجیب و غریب خواب دیکھا ہے + میں نے ہر چند غور کیا - لیکن اس کا مطلب کچھ میری سمجھ میں نہیں آیا + وہ خواب یہ ہے :- سب سے پہلے میں نے ایک نہایت عظیم الجثہ اور خوبصورت سفید ہاتھی دیکھا - جس کے چار دانت تھے + پھر ایک موٹا تازہ سانڈ اور اس کے بعد ایک لمبا چوڑا طاقتور شیر میرے سامنے آیا + اس کے بعد دولت کی دیوی لکھشمی مجھے کنول کے پھول پر بیٹھی نظر آئی + اس کے بعد مجھے ایک ایک سر کے منار کے پھولوں کے دو نہایت خوشنما ہار - ماہِ کامل - آفتاب جو اپنی چمکدار کرنوں سے ہر طرف ضیاء پاشی کر رہا تھا - خوبصورت مچھلیوں کا ایک جوڑا - متبرک پانی سے بھرے ہوئے دو گھڑے - ایک صاف شفاف پانی سے لبا لب بھرا ہؤا تالاب جس میں جابجا خوبصورت کنول کے پھول کھلے ہوئے تھے - بحرِ بے کنار - شاندار تختِ شاہی - ایک عجیب و غریب بہشتی رتھ -

ہے۔ کہ وُہ کرموں کے خس و خاشاک کو جلا کر خاک سیاہ کر ڈالے گا ؛

رانی نے یہ سُنا۔ تو پھُولی نہ سمائی ؛

خُدا کی قُدرت! اُسی روز سے کُنڈن پور کی سلطنت دِن دُونی رات چَوگنی ترّقی کرنے لگی۔ مہارانی ترشلا رات دِن دھرم کی باتوں میں مشغُول و مصرُوف رہتیں + آخر۔ وُہ مُبارک دِن آن پُہنچا۔ جب بھگوان مہاویر سوامی نے اِس دُنیا میں ظہُور فرمایا + چیت کا مہینہ اور چاند کی تیرھویں تاریخ تھی۔ سوموار کا دِن تھا۔ اور صُبح صادِق کا سُہانا وقت۔ جب آپ کا جنم ہُوا + اِس وقت ایسا معلُوم ہُوا۔ گویا مشرق میں آفتاب طلُوع ہُوا ہے۔ یہ واقعہ ۵۹۹ قبل از مسیح کا ہے + بچّے کا رنگ ایسا تھا۔ جَیسے تپایا ہُوا سونا ہو۔ اُس کے تمام اعضا مُتناسب اور گٹھے ہُوئے اور ہڈیاں ایسی مضبُوط تھیں۔ جَیسے پتھّر ہوں۔ سارا جسم نُور کے سانچے میں ڈھلا ہُوا تھا ؛

دیوتاؤں کا راجہ اِندر شہزادہ کو ایراوت ہاتھی پر بِٹھا کر سُومیرُو پربت پر لے گیا۔ جہاں پانڈُوک نامی باغِ اِرم میں پانڈُوک شِلا نام کا ایک چَوڑا چکلا۔ خُوبصُورت اور شاندار تخت دھرا ہے + اِس تخت پر بِٹھا کر شہزادے کو بحرِ شِیر کے مُتبرّک پانی سے نہلایا دُھلایا + دیوتاؤں نے

" پھُولوں کے ہار یہ ظاہر کرتے ہیں - کہ اُس
کے پاکیزہ جسم سے خُوشبُو نکلے گی - اور بطور سچّے
دھرم کے ہادی کے اُس کی شُہرت کی خُوشبُو دُور
دُور تک پھیل جائے گی + وُہ نیک آدمیوں کے
حق میں ماہِ کامل کی طرح سکُون بخش اور اُن
کے دِلوں کو ٹھنڈک پُہنچانے والا ثابت ہوگا - اور
روشن آفتاب سے مُراد یہ ہے :- کہ وُہ جہالت کی
گہری تاریکی کو تحت نحش کر دے گا + مچھلیوں کا
جوڑا یہ ظاہر کرتا ہے - کہ وُہ خود لایزال مسرّت
سے بہرہ ور ہوگا - اور دُوسروں کو بھی سچّا سُکھ
حاصل کرنے کا راستہ بتا سکے گا + اُس تالاب کی
مانند جس میں کنول کھِلے ہُوئے ہیں - ہمارے فرزند
کے جسم میں تمام مُبارک علامتیں موجُود ہوں گی +
ٹھکے ہُوئے گہرے سمندر سے یہ مُراد ہے - کہ
وُہ ہر قسم کے گیان سے بہرہ ور ہوگا + تخت یہ
ظاہر کرتا ہے - کہ وُہ ایک نہایت عظیمُ الشّان
سلطنت کی بُنیاد ڈالے گا - جس کی جڑ نیکی پر
قائم ہوگی + بہشتی رتھ سے صاف یہ ظاہر ہوتا
ہے - کہ وُہ اِس وقت بہشتی طبقات سے چلا
آ رہا ہے + ناگ لوک کا خواب میں نظر آنا یہ
ظاہر کرتا ہے - کہ وُہ ہر قسم کے گیان سے
بہرہ ور ہوگا + جواہرات کا ڈھیر اُس کے بےشُمار
اوصافِ جمیدہ کو ظاہر کرتا ہے + آگ سے یہ مُراد

تاریکی - کثافت اور شکوک آنًا فانًا رفع ہو گئے۔ اُنھوں نے اُس کو ستّ متی کے نام سے موسوم کیا - اور چلے گئے + شہزادہ وردھمان جیسا دیکھنے بھالنے میں خوبصورت اور شکیل تھا - ویسا ہی شہ زور اور طاقتور بھی تھا + ہر شخص اُس کی شجاعت اور بے نظیر جُرأت دیکھ کر انگشت بدنداں رہ جاتا تھا + اُس کے ساتھیوں میں کوئی بھی اُس کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا - اور عام طور پر یہ خیال کیا جاتا تھا - کہ شاید دُنیا بھر میں کوئی بھی اُس کا ثانی نہ ہو +

ایک روز کا ذکر ہے - راجہ اِندر اپنے دربار میں بیٹھا یہی باتیں کر رہا تھا - دیوتاؤں نے یہ سُنا - تو اُن کے حیرت و اِستعجاب کی کوئی انتہا نہ رہی + سنگم نامی ایک دیوتا کو اس بات کا کسی طرح یقین ہی نہ آیا - کہ راجہ سِدھارتھ کا شیرخوار فرزند ایسے ایسے اوصاف سے متصف ہے - چنانچہ اُس نے شہزادے کا اِمتحان لینے کا مصمّم اِرادہ کر لیا + ایک دِن شہزادہ وردھمان اور اُس کے ساتھی درختوں پر چڑھ چڑھ کر کھیل رہے تھے - کہ اِتنے میں سنگم ایک زبردست کالا ناگ بن کر ایک درخت سے آ لپٹا - جس کے ایک تنے پر شہزادہ وردھمان چڑھا بیٹھا تھا + باقی لڑکے تو ڈر کر بھاگ کھڑے ہوئے - لیکن شہزادہ ذرا بھی

بہشتی زیورات - کپڑے اور پھولوں کی مالائیں اُس
کو پہنائیں - اور اُس کی تعریف کے گیت گائے +
یہ رسم بھگوان مہاویر کے "جنم کلیان" کے نام سے
مشہور ہے + یہ دُوسرا کلیانک تھا + پہلا کلیانک
(گربھ کلیانک) اُس وقت ادا ہُوا تھا - جب بھگوان
کی مقدس رُوح ہاڑ کے مہینے میں چاند کی تیرھویں
تاریخ کو مہارانی ترشلا کے بطن میں داخل ہوئی
تھی + مبادا والدین اپنے نُورِ بصر اور لختِ جگر
کے اس طرح گُم ہو جانے سے رنج و غم کا شکار
ہوں - اِندر جب اُس کو لے کر چلا - تو اُس کی
بجائے ایک اور بچّہ وہاں لِٹا گیا + ادائیگی رسُوم
کے بعد جب راج کمار کو لا کر اُس کی ماں
کے پہلو میں لِٹایا - تو اُس بچّہ کو اُٹھا لیا +
اِندر نے دیکھا - کہ سدھارتھ کا فرزند اکرم، کو
فنا کئے بغیر نہ رہے گا - اور اُس کے اوصافِ
حمیدہ ایسے نہ ہوں گے - جو بآسانی تمام شُمار
کئے جا سکیں + اس لئے اُس نے اِن کے دو
نام رکھے - ویر (بہادر) اور وردھ مان (ترقی پذیر) +

جہاں راجہ رانی کی مسرت کی اِنتہا نہ تھی -
وہاں رعایا کی خوشی کا بھی کچھ ٹھکانہ نہ تھا -
ایک روز دو سنیاسی جن کے نام سنجے اور وجے
تھے - شہزادے کے درشن کرنے کو آئے + جُونہی
اُنہوں نے اُس کو دیکھا - اُس کے دِلوں کی تمام

کچھ نہیں۔ دُنیا سے دِل لگانا کرموں کی بیڑیوں کو اور زیادہ مضبوط کرنا ہے + چنانچہ آپ نے چھوٹی سی عمر میں ہی بارہ چھوٹے برتوں یعنی اہنسا وغیرہ کی پابندی شروع کر دی۔ و نیز وُہ تمام فرائض بھی اپنے سر لے لیئے۔ جن کی تکمیل خانہ دار لوگوں کے لئے ضروری و لازمی سمجھی جاتی ہے + کرموں کی بیڑیاں آپ سے روز بروز دُور ہی دُور ہونے لگیں +

اس کے باوجود بطور دُنیا دار کے بھی آپ اپنے جُملہ فرائض کو نہایت خوش اسلوبی اور کمال توجّہ کے ساتھ انجام دیتے رہے + جب تک اُنہوں نے دُنیا داروں کی سی زندگی بسر کی۔ وُہ اپنے دُنیا داری کے فرائض کی ادائیگی سے بھی غافل نہیں ہُوئے + وُہ کنول کے پھُول کی مانند پانی میں رہتے تھے۔ مگر پھر بھی پانی اُنہیں چھُونے نہ پاتا تھا۔ وُہ دُنیا دار ہوتے ہُوئے بھی دُنیا داری کی آلائشوں سے پاک و صاف رہتے تھے + جو چیز آپ کو سب سے زیادہ پسند تھی۔ وُہ تپ اور دھیان تھا + وُہ ہر وقت ایسی راہیں سوچتے رہتے تھے۔ جن سے کرموں کی بیڑیوں سے چھُٹکارا حاصل ہو سکے + با ایں ہمہ آپ اپنے والدین و دیگر بزرگوں کے حد درجہ سعادت مند اور خدمت گذار تھے۔ اُنہیں

نہ گھبرایا۔ وہ اس کے پھیلائے ہوئے پھن پر
پاؤں رکھ کر اطمینان سے نیچے اُتر آیا۔ اور
ناگ کو اپنے دونوں ہاتھوں میں اُٹھا کر اُسے
مزے سے ہلانے ڈُلانے اور اُس کے ساتھ کھیلنے
لگا۔ سنگم کے جملہ شکوک اُسی لمحہ رفع ہو گئے۔
اُس نے اپنی اصلی شکل اختیار کر لی۔ اور ایک
سونے کے گھڑے میں سے متبرک پانی لے کر
شہزادے کو اسنان کرایا۔ اور اُس کو "مہاویر"
کے نام سے موسوم کرکے اپنی راہ لی۔

اُس زمانے میں یہ عام دستور تھا۔ کہ لڑکے
کی عمر جس وقت پانچ برس کی ہوتی۔ اُس کو
پڑھنا لکھنا سیکھنے کے لئے اُستاد کے حوالے کر
دیا جاتا تھا۔ مگر شہزادہ وردھمان کے لئے یہ
سب محض لا حاصل اور غیر ضروری تھا۔ کیونکہ وہ
متی گیان۔ شرتی گیان اور اودھی گیان سے پیدائش
سے ہی بہرہ ور تھے۔ اِن کے سیکھنے کے لئے کوئی
ایسی چیز باقی نہ تھی۔ جو اُستاد انہیں سکھلا سکتا۔
اب آپ آٹھ برس کے ہو گئے تھے۔ اُسی وقت
سے آپ کے دل میں یہ خیال پیدا ہونے لگے۔
کہ اننت سکھ۔ لازوال راحت۔ سچی خوشی کا
دروازہ صرف تیاگ کے ذریعے سے کھل سکتا ہے۔
دُنیا کی خوشیاں محض ہیچ اور ناپائدار ہیں۔ اور
اُن کا نتیجہ بالآخر رنج و تکلیف کے سوا اور

" افسوس ! کتنے جنم اور عُمریں رائگاں چلی گئی ہیں ! مَیں متی گیان - شُرتی گیان اور اودھی گیان سے بہرہ ور ہُوں - اور اِن کی بدولت مجھے صاف صاف نظر آتا ہے - کہ کرموں کا مادہ رُوح سے لازمی طَور پر جُدا ہے - پھر بھی مَیں نے اپنی اِس زندگی کے تیس سال بے فائدہ ضائع کر دیئے ہیں + مَیں نے اب تک کوئی تپ نہیں کیا - اور نہ مَیں نے پاکیزہ گیان حاصل کرنے کے لئے دُنیا ہی کو خیرباد کہا ہے + جو پاپ انجان میں ہو جائے - وُہ حصُولِ گیان سے دُور ہو سکتا ہے - مگر جس گُناہ کا اِرتکاب جان بُوجھ کر کیا جائے - اُس کو دُور کرنا سخت مُشکل بلکہ ناممکن ہے + موہ جسے تمام بُرائیوں کی جڑ سمجھنا چاہئے - ابھی تک میرے من سے دُور نہیں ہُوا "+

بھگوان مہاویر آتشِ تاسف میں جل اُٹھے - وُہ سوچنے لگے - " دُنیا اور اُس کی تمام چیزیں چند روزہ ہیں - اِن میں سے کِسی کو دوام نہیں - صِرف ایک آتما ہی آخری اور سچّی پناہ ہے + اِس دُنیا کا کوئی آغاز نہیں - آتما کے سِوا اور کوئی چیز آتما کی مدد نہیں کر سکتی + جسم وغیرہ اشیاء رُوح سے لازمی طَور پر جُدا ہیں - رُوح پاک و صاف اور جسم ناپاک اور کثیف ہے + آتما کا بندھن کرموں کے بھاؤ کی وجہ سے ہے - موکش

خوش کرنے اور اُن کے ہر ممکن و مناسب حکم کی تعمیل سے ہرگز منہ نہ موڑتے تھے ؛

آپ کی ذات میں ملکی تدبر بھی کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا ؛ آپ نے شادی نہیں کی۔ اور اکھنڈ برہمچریہ برت کا پالن کیا۔ اور جب تک خانہ دار رہے علم موسیقی اور علم ادب کے مطالعہ میں منہمک رہے ؛ شہسواری۔ نیزہ بازی۔ تیر اندازی اور راج کاج کے بھی آپ بڑے ماہر تھے ؛ وہ اپنے زمانے کے بڑے عالم فاضل تھے۔ اور سنسکرت اور پراکرت دونوں زبانوں کے بڑے پنڈت سمجھے جاتے تھے۔ مگر قدرت نے اُنہیں عام دنیا داروں کی سی زندگی بسر کرنے کے لئے نہیں بلکہ کسی اور ہی خاص کام کے لئے وضع کیا تھا ؛ اسی طرح شہزادہ وردھمان کی عمر کے تیس برس گزر گئے ؛

ایک روز دھیان میں محو ہو کر شہزادہ وردھمان نے اپنے "اودھی گیان" کی بدولت اپنے تمام پچھلے جنموں کا نقشہ اپنے سامنے کھینچا ؛ اُنہوں نے دیکھا۔ کہ لا محدود زمانہ سے ان کے بہت سے جنم ہو چکے ہیں۔ اور وہ بہت سے حالات اور رنج اور خوشی کی حالتوں میں سے گزر چکے ہیں ؛ وہ سوچنے لگے :-

---

لہ شویتامبر فرقہ کے جینیوں کی رائے کے مطابق مہاویر سوامی نے شادی کی تھی۔ اور ان کے ایک لڑکی بھی پیدا ہوئی تھی ؛

رنج و غم اور تکالیف کا دَور دَورہ ہے۔ میں دُنیا کو خیر باد کہے بغیر نہیں رہ سکتا "۔

پیاری ماں کے پیار بھرے اعتراضات بھگوان مہاویر کے ارادے کی تکمیل میں حائل نہ ہو سکے۔ مہاراجہ سدھارتھ تو پہلے ہی اِس امر سے آگاہ تھے۔ کہ اُن کا فرزند کوئی معمولی اِنسان نہیں ہے۔ چنانچہ اُنھوں نے اِن کی راہ میں کوئی رُکاوٹ پیش نہیں کی۔ اِس مُبارک موقعہ پر اِندر دیوتا نے تیسرے کلیانک کی رسم ادا کی۔ شاہزادہ وردھمان نے اپنا تمام زر و مال غربا و مساکین میں تقسیم کر دیا۔ اور آج بھگوان مہاویر کی خانہ داری کی زندگی کا خاتمہ ہو گیا! وُہ پھر کبھی واپس نہ آنے کے لئے اننت (لامحدود) کی راہ پر گامزن ہو گئے! یہ بیٹے سے جُدائی کا دردناک سین دیکھ کر ممتا کی ماری ماں کا جگر پاش پاش ہو گیا۔ مگر کسی نے اُس کو سمجھایا:-

"مہارانی جی! آپ یہ کیا کہتی ہیں؟ کیوں خواہ مخواہ رنج و غم کا شکار ہوتی ہیں؟ جس شخص کو تم اپنا بیٹا سمجھتی ہو۔ وُہ تو تینوں جہانوں کا اُستاد اور ہادی ہے۔ کسی میں بھی اِتنی طاقت نہیں۔ کہ اُس کا مُقابلہ کر سکے۔ اِس وقت وُہ دُنیا کے سمندر کو عبور کرنے۔ بار بار پیدا

پانا اُسی وقت مُمکن ہے۔ جب کرم سے بالکل چھٹکارا حاصل کر لیا جائے "

مہاویر سوامی نے اِن باتوں پر کامل توجّہ و یکسوئی کے ساتھ غور کیا۔ اُنہوں نے اپنے دِل سے والدین اور احباب و اقارب کی مُحبّت کو یک قلم دُور کر دیا۔ اور گھر بار چھوڑ تارک الدّنیا ہو جانے کا مصمّم اِرادہ کر لیا ؟

نیک دِل مہارانی ترِشلا نے یہ سُنا۔ تو اِنہیں سمجھانے لگیں۔ " بیٹا! تُم سے تپسّیا اور ریاضت کی سختیاں اُٹھائی نہ جائیں گی۔ اس کام کے لئے ابھی بہت وقت پڑا ہے۔ ابھی جلدی کیا ہے؟ اب تُمہیں چاہئے۔ کہ امُورِ سلطنت کی انجام دہی میں اپنے والد کی مدد کرو۔ پھر کچھ سالوں کے بعد اگر تُم مُناسب سمجھو۔ تو تارکُ الدّنیا ہو جانا "

لیکن مہاراج مہاوِیر کے دِل میں دُنیا سے ذرا بھی لگاؤ باقی نہ رہا تھا ؛ آپ نے فرمایا :-

" ماتا! یہ دُنیا ایسی ہے۔ جیسا جادُو کا کھیل ہو۔ یہ زِندگی ہیچ ہے۔ اِس کی تمام چیزیں پانی کے بُلبلوں کی طرح حد درجہ ناپائیدار ہیں۔ ایک لمحہ سے زیادہ اِنہیں قیام نہیں ؛ ایسی دُنیا میں کِسی کو اصلی راحت۔ سچّی خُوشی کیونکر نصیب ہو سکتی ہے۔ جہاں مُوت۔ بے شُمار خوفناک امراض۔

رہے۔ اس عرصہ میں آپ نے کچھ نہ کھایا + اس کے بعد آپ کُل پور میں گئے + وہاں کے فرمانروا نے نہایت ادب و احترام سے آپ کا استقبال کیا۔ اور پاک صاف کھانا کھلایا + کُل پور سے آپ داس پُور گئے۔ کُل پور کا راجہ وہاں بھی ساتھ ہی پہنچا۔ اور نہایت عقیدت مندی کے ساتھ انہیں کھانا کھلایا + بھگوان وہاں سے ایک دفعہ پھر اُسی جنگل میں لَوٹ آئے + اگرچہ آپ جنگلوں۔ شہروں۔ اور دیہات میں پھرتے رہتے تھے۔ مگر کبھی ایک لمحہ کے لئے بھی دھیان سے غافل نہیں ہُوئے۔ اور حسب سابق تپ میں مصرُوف و مشغُول رہے + آپ کی طاقتِ برداشت کی کہاں تک تعریف کی جائے۔ سردی، گرمی، برسات کی سختیاں۔ بھُوک پیاس کی تکلیفیں خُوشی خُوشی جھیلیں + ایک دفعہ گوالنوں نے ان کے کانوں میں بڑے بڑے کھُونٹے گاڑ دیئے۔ مگر پھر بھی آپ نے اُنہیں کچھ نہیں کہا +

اس طرح ایک مُقام سے دُوسرے مُقام اور دُوسرے مُقام سے تیسرے مُقام پر پھرتے ہُوئے (بظاہر کسی غرض و غایت کے بغیر) آپ ایک روز شہر اُجین کے مرگھٹ اتی مکتک میں آ نکلے۔ اور وہاں بیٹھ کر دھیان میں مگن ہو گئے + اندھیری رات تھی۔ ہُو کا عالم اور سنسان اور

ہونے اور مرنے کی بیڑیوں سے مخلصی حاصل کرنے کے لئے باہر نکلا ہے۔ اس کے بعد وہ بے شمار روحوں کو عذاب سے نجات دِلائے گا +
کیا ایسا مہان آتما بھی کوئی معمولی انسان ہو سکتا ہے۔ جسے ہمیشہ کے لئے ایک مادی گھر کی چہار دیواری کے اندر بند کر کے رکھا جا سکے؟

مہارانی ترشلا کو فوراً اپنی غلطی معلوم ہو گئی۔ اسے دُنیوی ہستی کی قابلِ رحم حالت کا بھی احساس ہوئے بغیر نہ رہا۔ اور وہ اپنے آنسو پونچھتی ہوئی اپنے محل کو لوٹ گئی + اِدھر بھگوان مہاویر نے جنگل میں پہنچ کر اپنے تمام کپڑے اُتار ڈالے۔ اور بالکل ننگے ہو گئے + اُنہوں نے اپنے ہی ہاتھوں سے اپنے سر کے بال اُکھاڑ ڈالے۔ اور ایک اشوک کے درخت کے نیچے بیٹھ گئے + آپ کے ننگے جسم سے نور کی ایسی تیز شعاعیں نکلتی تھیں۔ کہ نگاہ اُٹھا کر ان کی طرف دیکھا تک نہیں جاتا تھا + اب آپ نے کمرِ ہمت کس کر سخت سے سخت تپسیا شروع کر دی۔ برتوں کا پالن کرنا۔ بڑی سے بڑی تکلیفیں برداشت کرنا۔ سخت سے سخت تپ کرنا۔ آتما کی اصلیت کے متعلق غور کرنا۔ اور پا پیادہ دُور دراز مقامات سفر کرنا۔ اب یہ آپ کا معمول ہو گیا تھا +
ایک دفعہ آپ چھ ماہ تک دھیان میں محو

رتیر تھنکر ہو گئے + آپ کا دربار سب کے لئے
کھلا تھا - شاہ شرینک والئے مگدھ جیسے ذی اقتدار
شہنشاہ دربار میں ادنےٰ جگہ بیٹھ کر بھگوان کے
لیکچر سُنتے تھے + پنڈت اندر بھوتی نے جسے اپنی
علمی لیاقت اور قابلیت کا بہت زیادہ گھمنڈ تھا-
آپ کے درشن کرتے ہی ہار مان لی - اور اپنے
بھائیوں اور شاگردوں کے ساتھ بھگوان کا چیلا
بن گیا - اندر بھوتی کو اس روز "کیول گیان" حاصل
ہؤا تھا - جس روز بھگوان مہاویر نے نروان پد
حاصل کیا تھا +

اندر بھوتی کے علاوہ اگنی بھوتی - وایو بھوتی -
شچی دت - سودھرم - مانڈویہ - موریہ پتر - اکمپن - اچل
میدر گھیہ اور پربھاس یہ دس اور لیڈر بھی
بھگوان کے شاگرد تھے + اٹھائیس ہزار بھکشو - چھتیس
ہزار بھکشونیاں - ایک لاکھ گرہستی مرد اور تین لاکھ
گرہستی عورتیں سماشرن میں بیٹھ کر بھگوان کا
اُپدیش سُنتے تھے +

"کیول گیان" حاصل کرنے کے بعد تیس سال
تک بھگوان مہاویر دُنیا کو شانتی کا اُپدیش دیتے
رہے - آپ کے معتقد اور پیرو ہر جگہ آپ کے
ساتھ ہی جاتے تھے + جو لوگ دُنیا سے بیزار یا
تکلیف زدہ ہوتے - وہ آپ کے مُبارک قدموں
میں آ کر کامل اطمینان اور سکونِ قلب حاصل

ڈراؤنی جگہ - مگر مہاویر سوامی کو اِن باتوں کا ذرا بھی خیال نہیں آیا۔ اس وقت آپ کی طرح طرح کی سخت آزمائشیں ہوئیں۔ مگر اِن سب میں آپ پُورے اُترے + اُجین سے چل کر آپ شہر کوسامبی میں پہنچے - جہاں آپ چندنا کے ہاں مہمان ہوئے - چندنا بڑی نیک عورت تھی۔ بھگوان مہاویر کی صحبت نے سونے پر سوہاگے کا کام کیا۔ اور اُس کے فیض سے چندنا کا چال چلن اور بھی پاکیزہ ہو گیا + اُس نے ساری عمر شادی نہیں کی - اپنی زندگی کے آخری حصّے میں بھکشُونی ہو گئی - اور ۳۶۰۰۰ نیک خواتین کی جو بھگوان مہاویر پر ایمان لا کر بھکشُونیاں بن گئی تھیں، رہنما بن گئی +

تارک الدّنیا ہونے کے بعد بھگوان مہاویر کی زندگی کے بارہ برس سخت ترین ریاضت میں گُزرے۔ بیساکھ (۵۵۷ قبل از مسیح) کا مہینہ تھا۔ اور چاندنے پاکھ کا دسواں دِن - شام کا وقت تھا - آسمان صاف - ہوا ٹھنڈی ہُوئی - اور موسم نہایت خُوشگوار تھا - بھگوان مہاویر موضع جرمبھک میں دریائے رِجوکُول کے کنارے ایک سال کے درخت تلے دھیان میں محو بیٹھے تھے - اُس وقت آپ کو 'کیول گیان' حاصل ہو گیا + اِس وقت دیوتاؤں نے چوتھے کلیانک کی رسم ادا کی - اب آپ

چلا ہے + بھگوان مہاویر کی آزاد رُوح جسم کی قید سے مخلصی پا کر مُتبرّک شِلا پر جا پہنچی - آپ کے اربعہ عناصر سے بنے ہُوئے فانی جسم کے صرف ناخون اور بال زمین پر باقی رہے + اندر دیوتا بھگوان مہاویر کا نِروان کلیانک منانے کے لئے پاوا پُوری میں آیا - دیوتاؤں نے آپ کے متبرّک ناخون اور بال ایک سونے کے جڑاؤ صندُوقچہ میں رکھ کر اُس کو بحر شیر کی تہ میں ڈال دیا + یہ واقعہ ۵۲۷ برس قبل مسیح کا ہے - اس وقت آپ کی عُمر ۷۲ سال کی تھی +

فی الحقیقت مہاویر سوامی ایک بے نظیر اِنسان تھے - اِن کی ہمّت - حوصلہ - فراخ دِلی - قُربانی - اِیثار نفسی - ریاضت - علم - تیاگ - پر اُپکار وغیرہ کی ڈھونڈنے سے بھی مِثال نہیں مِل سکتی +

بھگوان مہاویر سوامی اور جَین دھرم کی تعلیم

بھگوان مہاویر جَین دھرم کے چوبیسویں تیرتھنکر تھے - تیئیسویں تیرتھنکر بھگوان پارشو ناتھ جی کا ظہور شالباہن سمبت کے نو سو برس پہلے بتلایا جاتا ہے + اُن کے قریباً ڈھائی سو برس بعد بھگوان مہاویر دُنیا میں تشریف لائے + آپ نے جَین دھرم کی بُنیاد نہیں ڈالی - بلکہ جَین دھرم مُدّتوں پہلے

کرتے تھے۔ گمراہی کے گڑھے میں گرے ہوئے بھولے بھٹکے لوگوں کے سینوں میں سے اگیان کی تاریکی دُور کرنے۔ اُنہیں راہِ راست پر لانے اور اُن پر صداقت کی روشنی کا انکشاف کرنے کے لئے بھگوان مہاویر نے مگدھ۔ متھلا۔ شراوستی۔ بھالیہ اور اور بہت سے مُلکوں میں چکر لگایا۔

آپ کے حینِ حیات ہی میں بےشمار عام لوگ اور بہت سے راجے مہاراجے بھی جَین دھرم کے مُعتقد ہو گئے تھے۔ شرنیک۔ چیٹک۔ واری شین۔ جیون دھر۔ ابھے کمار اور اور بہت سے راجے اور راج کمار بھی آپ کے شاگرد ہو گئے تھے۔ اور آپ کی تعلیم پر عمل کرتے اور آپ کے دکھائے ہُوئے راستے پر چلتے تھے۔ غرض ہندوستان میں ایک نئی رُوح سرایت کر گئی تھی۔ اور ہر طرف زندگی کے آثار نظر آتے تھے۔ بھگوان مہاویر اُپدیش تھوڑی دیر دیا کرتے تھے۔ اپنا باقی تمام وقت تپ میں گزارتے تھے۔

نِروان حاصل کرنے سے ایک ماہ پیشتر آپ پاوا پوری میں تشریف لائے۔ ماہ کاتک کی اماوس کا دِن اور شام کا وقت تھا۔ جب بھگوان مہاویر نے نِروان پد حاصل کیا۔ جَین بھائیوں کے خیال کے مُطابق ہندوؤں کا قومی تیوہار دِیوالی اِسی واقعہ کی یادگار ہے۔ اور اُسی روز سے

سادھن کرکے اپنے آپ کو مکمل اور کامل بنا لیا تھا +

اہنسا (کسی کی دلآزاری نہ کرنا۔ کسی کو کسی طرح کی تکلیف نہ پہنچانا) کے اصول کو اگر کسی نے زیادہ سے زیادہ مشرح کیا ہے۔ تو وہ بھگوان مہاویر سوامی ہی تھے + آپ کا سب سے بڑا اپدیش اور سب سے ضروری تعلیم اپنے پیروؤں کو اہنسا کی طرف مائل کرنا تھا۔ دوسروں کے جذبات کو ٹھیس پہنچانا بھی اہنسا ہے۔ اس لئے جینیوں کو ایسا کرنے کی ممانعت ہے۔ اور انہیں حکم ہے۔کہ کسی کو ہرگز ایذا نہ دیں +

آپ کی تعلیم ہے۔کہ مکتی یا نجات فرقہ دارانہ بیرونی ضابطہ اور رسوم پر عمل کرنے سے حاصل نہیں ہو سکتی۔بلکہ اس سچے دھرم کے سروپ میں پناہ گزیں ہونے سے۔ جو نیز دھرم انسان انسان میں تمیز نہیں کر سکتا + آپ کی اس تعلیم نے تفرقہ و مغائرت کو بہت جلد نیست و نابود کر دیا۔ اور سارے ملک کو قابو میں کر لیا +

آپ لوگوں کو یہ تعلیم دیتے تھے۔کہ ہر شخص خواہ وہ کسی اعلےٰ ذات سے تعلق رکھتا ہو یا کسی ادنےٰ ذات میں پیدا ہؤا ہو۔ موکش یا نجات کا حقدار ہے + جو شخص پاکیزہ چلنی سے

سے قائم تھا + آپ نے اِس کو از سرِ نَو فروغ دیا۔ اور دوبارہ اُس کے نُور کو چمکایا تھا + جَین دھرم کی بُنیاد ڈالنے والے رِشبھ دیو جی تھے + آپ جینیوں کے گورُو تھے - پاک دِل - پاک خیال - غرض مجسّم پاکیزگی تھے - ہم اِن کے نام - اِن کے کام اور اِن کی بے نظیر نفس کُشی و ریاضت کی مِثال پر جس قدر ناز کریں، بجا ہے + اِن کا دِل بہت فراخ تھا - وُہ ایک بے پایاں کنار سمندر تھا - جس میں ہر وقت اِنسانی مُحبّت کی لہریں اُٹھتی رہتی تھیں - اور صِرف ایک اِنسان ہی کیوں - اُنھوں نے دُنیا کی تمام ذی رُوح کی بھلائی کے لئے سب کا تیاگ کیا + جانداروں کا خُون بہنے سے روکنے کے لئے اپنی زندگی کا خُون کیا +

اِن میں وَیراگ تھا - اِن میں تیاگ تھا - اِن میں دھرم کا کمال تھا - یہ اِنسانی کمزوریوں سے بہت ہی اُونچے تھے + اِن کا خطاب "جِن" ہے - جنہوں نے موہ - مایا کو اور من - کایا کو جیت لیا تھا + یہ تیرتھنکر ہیں - اِن میں بناوٹ نہیں تھی - دِکھاوٹ نہیں تھی - جو بات تھی - صاف صاف تھی + یہ وُہ لاثانی شخصیت ہو گُزری ہے - جس کو جسمانی کمزوریوں اور عیبوں کو چھپانے کے لئے کسی ظاہری پوشاک کی ضرُورت لاحق نہیں ہُوئی - کیونکہ اِنھوں نے تپ کرکے - لوگ کا

کی راہ تلاش کرنے والے کو اپنی زندگی نہایت اعلیٰ و ارفع بنانی چاہئے + انہوں نے اپنے بیش قیمت اور قابلِ قدر نصائح کی بدولت اپنے شاگردوں کے دلوں کو اس قدر ٹکا دیا تھا۔ کہ موت کی تکلیف کا سامنا ہونے پر بھی وُہ دھرم کی راہ سے منحرف نہیں ہوتے تھے +

آپ نے فرمایا ہے۔ کہ تپ کی عظمت اور خوبیاں بیان نہیں کی جا سکتیں + دُنیا جہان میں کوئی ایسی چیز نہیں۔ جو تپ کی بدولت حاصل نہ کی جا سکے + آپ کی زندگی بے نظیر برداشت۔ پریم۔ ریاضت۔ نفس کُشی۔ دُنیا کی بھلائی کرنا۔ برہمچریہ برت پالن وغیرہ کی عملی مثال تھی + راجہ اور کسان برہمن اور شودر۔ آریہ اور اناریہ۔ امیر اور غریب سب لوگ آپ کے اُپدیش کو کامل توجہ اور بڑے ہی پریم کے ساتھ سُنتے تھے۔ اور وُہ اس قدر مؤثر ہوتا تھا۔ کہ جو سُنتا دِل سے آپ کا معتقد ہو جاتا تھا +

جَین دھرم نہایت قدیم دھرم ہے۔ یہ دو بڑے بڑے فرقوں میں منقسم ہے۔ شویتامبر اور دِگمبر + جَین دھرم ایشور کو مانتا ہے۔ لیکن اس کو دُنیا کا کرتا دھرتا نہیں مانتا + یہ دھرم بُت پرست نہیں ہے۔ مندروں کی مُورتیں صرف یادگاری اور تعظیمی نشانات ہیں۔ جَین دھرم کا

زندگی بسر کرتا ہے - اور یتیموں - غریبوں - محتاجوں اور بیکسوں پر رحم اور اُن کی مدد کرتا ہے - اُس کو یگیہ وغیرہ کرکے دیوتاؤں کو خوش کرنے کی نسبت زیادہ فائدہ پہنچتا ہے - ورنہ بے زبان جانوروں کی ہلاکت تو سخت دُکھ اور تکلیف کی مُوجب ہے ٭

آپ کا فرمان ہے - کہ انسان کی مَوجُودہ حالت اُس کے خود کردہ افعال کا نتیجہ ہے - یہ کرم خواہ اِسی جنم میں کئے گئے ہوں - خواہ پہلے جنم میں ٭ زندگی کا بیشتر حصّہ دُکھ میں گزرتا ہے - خواہ کوئی اپنے تئیں کتنے ہی سُکھ اور آرام میں کیوں نہ مانے - اِس لئے انسان کو چاہیئے - کہ ایسے کرم کرے - جن سے بار بار پَیدا ہونے اور مرنے سے چھٹکارا حاصل ہو جائے ٭ یہ پھل بے زبان اور بے قصُور جانوروں کی گردن پر چھُری پھیرنے یا بے رحمی کے ساتھ اُنہیں آگ میں جھونک دینے سے ہرگز حاصل نہیں ہو سکتا - البتّہ پاکیزہ چلنی کی زندگی گزارنے اور نفسانی خواہشات کو دبانے سے مُمکِن ہے ٭

لوگوں کو بیرُونی ضابطہ اور رسُوم کی پابندی کرتے دیکھ کر آپ سمجھتے تھے - کہ یہ دھرم نہیں ہے - بلکہ دھرم کے نام پر جہالت پھیلی ہُوئی ہے ٭ آپ کا قول تھا - کہ دُنیا میں صداقت

(۱۰) پاکیزہ چلنی کی زندگی بسر کرنا ؂

جَین دھرم کی سب سے ضروری اور نمایاں خصوصیت اہنسا (دِل سے - قول سے - فعل سے کسی ذی روح کو کسی قسم کی تکلیف نہ دینا) ہے - یہ ہمیں عالمگیر اخوت اور پریم کی تعلیم دیتا ہے - جس پر عمل کرنے سے ہی نوع انسان کی تمام تکلیفوں اور دُکھوں کا بخوبی تمام خاتمہ ہو سکتا ہے ؂

کاش کہ ہم لوگ جو گمراہ ہو جانے کے سبب قعرِ ذلالت میں گرے پڑے ہیں - بھگوان مہاویر سوامی اور جَین دھرم کی اس تعلیم کی قدر و قیمت اور اہمیت کا کچھ بھی اندازہ لگا سکیں !

مقصد مادہ پر غلبہ پانا ہے۔ یہ کسی کا مخالف نہیں ہے۔ بلکہ صفائی۔ صدق دلی اور بے تعصبی کا مذہب ہے + جین دھرم کا طرزِ عمل اہنسا (غیر دِلآزاری) ہے۔ اور اس کا فلسفہ واقعہ کو واقعہ کی نظر سے دیکھنا دِکھاتا ہے + جین دھرم یُونہی اناپ شناپ کسی بات کو نہیں مانتا۔ وُہ کسی بات کو اُسی وقت مانتا ہے۔ جب وُہ مشاہدہ اور تجربہ کی کسوٹی پر کس لی گئی ہو۔ یہ ایک وسیع دھرم ہے۔ اور اس کا معراج کچھ سنساری سُکھ یا دُنیاوی جاہ و حشمت نہیں ہے۔ بلکہ جین دھرم کا آدرش آتما کو پرماتما بنانا ہے +

خانہ دار جین کے لئے یہ دس احکام ہیں:۔

(۱) عفوٌ۔
(۲) مُنکسر مزاجی۔
(۳) راست روی و ایمانداری۔
(۴) صبر و قناعت رکھنا اور لالچ نہ کرنا۔
(۵) نفس کُشی۔
(۶) ریاضت۔
(۷) صداقت پرستی۔
(۸) اپنے آپ کو پہچاننا۔
(۹) دُنیا سے دِل کو نہ لگانا۔ بلکہ اِس طرح رہنا جیسے پانی میں کنول رہتا ہے۔

ہو جائے۔ اور دُنیا کو گہری تاریکی کے گڑھے سے نکالنے کے لئے جگہ بجگہ اپدیش دیتا پھرے کچھ ہی ہو۔ بڑے بڑے تاج دار اُس کے روبرو سر جُھکائیں گے۔ اور ساری دُنیا اُس کی عزّت و توقیر کرے گی "

۵۵۵ء۔ قبل مسیح میں مہارانی مایا کے بطن سے ایک بیٹا پیدا ہؤا۔ جس کا نام سِدّھارتھ کمار رکھّا گیا۔ جیسا کہ بڑے بڑے مہاپُرشوں کی پیدائش یا اوتاروں کے دُنیا میں آنے کے وقت ہؤا کرتا ہے۔ سُوکھے ٹھونٹھ پتّوں اور پھلوں پھولوں سے لد پھند گئے۔ جن ندیوں میں گھڑی بھر پہلے پانی کا نام و نشان تک نہ تھا۔ وہ لبا لب بھر کر ٹھاٹھیں مارنے لگیں۔ چاروں طرف ایک عجیب و غریب بہشتی نُور پھیل گیا۔ جس وقت بُدھ دیو پیدا ہُوئے۔ اِن کے ہونٹوں پر تبسّم کھیل رہا تھا۔ اور چہرے سے عجیب و غریب جلال ٹپکتا تھا۔ شاہزادہ سِدّھارتھ کے پیدا ہونے کے ایک ہی ہفتہ بعد مہارانی مایا چل بسی۔ اور بچّہ کی پرورش سوتیلی ماں پرجا پتی نے اپنے ذمّہ لی۔ اور بڑی محبّت اور پیار اور کمال احتیاط سے اِس ہونہار بچّہ کی غور و پرداخت کرنے لگی۔

بھگوان بُدھ بہت سے ناموں سے مشہور ہیں۔

فصل ساتویں

بُدھ بھگوان

آج سے قریباً پچیس سو سال پیشتر کپل وستو میں شُدھو دن نامی ایک منصف مزاج۔ رعایا نواز۔ رحم دل اور نیک راجہ حکومت کرتا تھا+کلی دیس کے فرمانروا کی دو بیٹیوں (مایا اور پرجاپتی) کے ساتھ اُس کی شادی ہوئی۔ مگر ایک عرصہ تک راجہ کو اولاد کا مُنہ دیکھنا نصیب نہ ہوا+ کچھ عرصہ کے بعد مہارانی مایا نے چار نہایت عجیب و غریب خواب دیکھے۔ دُور و نزدیک کے چوسٹھ جوتشیوں کو بُلا کر اُن سے تعبیر پوچھی گئی۔ تو اُنھوں نے کہا:-

"مہاراج! یہ خواب آپ کے حق میں نہایت نیک فال ہیں۔ بہت جلد آپ کے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوگا۔ جو بڑا ہی صاحب مرتبہ اور بلند اقبال ہوگا+ مگر ایک بات ہے۔ مُمکن ہے وُہ تارک الدُنیا

کو چلا گیا تھا - مگر جس جامن کے پیڑ تلے سِدھارتھ کمار جی رونق افروز تھے - اُس کا سایہ پچھم میں ہی ٹِکا ہؤا تھا ۔

پانچ برس کی عمر سے ہی سِدھارتھ نے پڑھنا لِکھنا شروع کر دیا تھا - جس وقت اِن کی عمر دس برس کی ہُوئی - یہ بہت سے شاستروں پر عبور حاصل کر چکے تھے ۔ اب انہوں نے تیر اندازی - نیزہ بازی - گھوڑے کی سواری - تلوار چلانا وغیرہ وُہ تمام باتیں بھی سیکھ لیں - جن میں ماہر ہونا شہزادوں کے لئے ضروری سمجھا جاتا تھا۔ سِدھارتھ کا ایک سوتیلا بھائی تھا - جس کا نام نند تھا - اَور اِن کا ایک چچیرا بھائی بھی تھا - جسے لوگ دیودت کہہ کر پُکارتے تھے ۔ یہ دونو سِدھارتھ کمار کے ساتھ پڑھتے لِکھتے اَور کھیلتے تھے - مگر دیودت بہت خراب لڑکا تھا - وُہ یہ نہیں چاہتا تھا - کہ لوگ سِدھارتھ کی تعریف کریں - چُنانچہ دِل میں اِن سے بہت جلتا تھا - اَور ساری عمر اِن کی جان کا دُشمن بنا رہا - اگرچہ بعد میں اُس نے بُودھ دھرم اختیار کر لیا تھا ۔

سِدھارتھ بچپن ہی سے بڑے رحم دِل تھے - ایک روز دیودت نے ایک ہنس کے تیر مارا - وُہ پھڑپھڑا کر نیچے آ رہا ۔ سِدھارتھ نے اُسے پیار

مثلاً بُدھ - سِدھارتھ - گوتم - شاکیہ مُنی - شاکیہ سِنگھ - جِن - بھاگوت وغیرہ + اِن کے علاوہ اور بھی کئی نام ہیں - جِن سے اِن کے پیرو اور معتقد اِن کو مخاطب کرتے ہیں + راجہ شُدھودن بیٹے کو بہت پیار کرتا تھا + ہونہار پُوت کے پاؤں پالنے میں ہی نظر آ جاتے ہیں - یہ مثل بُدھ دیو پر بھی عین صادق آتی ہے + آپ بچپن ہی سے نہایت رحم دِل اور متحمل مزاج تھے + کپل وستو میں جیسٹھ کے مہینے میں ایک تیوہار ہُؤا کرتا تھا - جب راجہ اپنا ہل لے کر کھیت میں جاتا اور زمین جوتتا تھا + جب سِدھارتھ کُمار دس برس کے ہوئے - تو سب لوگ اِنہیں بھی یہ تیوہار منانے کے لئے ساتھ لیتے گئے - ایک جامن کے پیڑ تلے شامیانہ لگا کر راج کُمار کو اُس میں ایک پلنگ پر بٹھا دِیا - خدمتگار اور نوکر چاکر بہت سے ساتھ تھے - مگر وہ سب ایک ایک کرکے تماشہ دیکھنے چلے گئے + جب بہت دیر بعد اُنہیں راج کُمار کا خیال آیا - تو ہانپتے کانپتے واپس آئے - لیکن آ کر دیکھتے کیا ہیں - کہ سِدھارتھ کُمار ایک جوگی کی طرح آسن لگائے - آنکھیں بند کئے بیٹھے ہیں - دُنیا و مافیہا سے بےخبر ہیں - اور درخت کا سایہ اِن پر پڑ رہا ہے + اور اور درختوں کا سایہ تو پچھم سے پُورب

کون ہوگا ؟ باپ نے یہ بات راج کمار کے کانوں تک پہنچائی - چنانچہ ایک روز شاکیہ خاندان کے تمام شہزادوں کا مقابلہ ہوا- سدھارتھ نے وہ وہ کمال دکھائے -کہ سب لوگ ان کے غیر معمولی جسمانی زور و طاقت کے قائل ہو گئے- اور مرحبا اور واہ وا کی صداؤں سے زمین اور آسمان دونوں گونج اُٹھے + اس وقت ان کی عمر اُنیس برس کی تھی +

شادی کے بعد سدھارتھ نے دس برس تک عیش و آرام کی زندگی بسر کی - لیکن تیسویں برس کے لگتے ہی ان کی زندگی میں تغیر و تبدل واقع ہونا شروع ہو گیا تھا + کبھی کبھی آپ تنہائی میں جا کر یہ سوچا کرتے -"کیا دُنیا میں سب لوگ میری ہی طرح خوش اور میرے ہی مانند آرام سے ہیں؟ کیا سب کے پاس اتنا زر و مال ہے -کہ گھر بیٹھے بٹھائے اُن کی تمام خواہشات پُوری ہو سکیں؟ کیا یہ میرا فرض نہیں ہے - کہ میں سب کو اپنے مانند سکھی بنانے کی کوشش کروں ؟ رفتہ رفتہ یہ بات اُن کے دِل میں جم گئی -کہ وہ دُنیا میں کوئی کارِ نمایاں کرنے کے لئے آئے ہیں + راجہ کو چُونکہ ڈر تھا- کہ کہیں شاہزادہ صاحب دُنیا سے مُنہ نہ موڑ بیٹھیں- اس لئے وہ ہر ممکن احتیاط کو کام میں لاتا- کہ کوئی ایسی چیز ان کے سامنے

سے اُٹھا کر چھاتی سے لگا لیا۔ آہستہ سے تیر نکال کر خون پونچھ ڈالا + دیودت نے آ کر ہنس مانگا۔ تو آپ نے کہا۔ "یہ جانور میرا ہے۔ کیونکہ مَیں نے اِس کی جان بچائی ہے۔ تُم نے تو اِس کے ہلاک کر ڈالنے میں اپنی طرف سے کوئی کسر اُٹھا نہ رکھی تھی" + اِن سے کسی کی تکلیف نہیں دیکھی جاتی تھی + اِن کی رحم دلی کی سینکڑوں کہانیاں مشہور ہیں + خیر!

اب سِدھارتھ نے عالمِ شباب میں قدم رکھا۔ راجہ رانی کو یہ فکر تھی۔ کہ کہیں شاہزادہ دُنیاداری کے جھمیلے چھوڑ کر فقیر نہ بن جائے + چُنانچہ اُنھوں نے شاہزادی یشودھرا کے ساتھ اِس کی شادی رچا دی + شاہزادہ عَیش و آرام میں غلطان ہو گیا۔ چار پانچ برس تک یہی حال رہا + سِدھارتھ کے چچا اَور اَور لوگوں کو یہ بات سخت ناگوار گُزری۔ کہ شاکیہ خاندان کا شاہزادہ اپنا تمام وقت عَیش و عِشرت میں گُزارے + اُنھوں نے کہا۔ کہ شاہزادہ صاحب کو فنونِ جنگ اَور راج نیتی کا ماہر ہونا چاہیئے۔ ورنہ اِن سے مُلک اَور مُلک والوں کا بھلا کیا خاک ہو سکے گا؟ اگر مُلک میں فساد برپا ہو۔ تو کَون اِس کی آگ کو بُجھائے گا؟ اگر باہر سے کوئی دُشمن چڑھ آئے۔ تب پھر ہماری افواج کا سپہ سالار اَور رہنما

چندا نے جواب دیا۔ "حضور! یہ بیمار ہے + یہ کوئی نہیں کہہ سکتا۔ کہ وہ کبھی بیمار نہیں ہوگا۔ دُنیا میں اس سے بھی زیادہ تکلیف دہ بے شمار امراض پائے جاتے ہیں"+

راج کمار نے کہا۔ "محل کو لوٹ چلو۔ مَیں آگے نہیں جاؤں گا"+

وہ سوچنے لگے۔ "جب تک ان مُوذی امراض سے بچنے کا طریقہ نہ معلوم کر لیا جائے۔ اُس وقت تک عیش و آرام سب بے معنی ہے"+

اگلے دِن سَیر کو گئے۔ تو ایک مُردہ نظر آیا۔ اب تو آپ بہت ہی اُداس ہو گئے۔ خیال آیا۔ "چار روزہ زندگی کے پیار کو کیوں دِل میں جگہ دیں؟ یہ ہستی کیا ہے؟ عالمِ خواب ہے۔ جو دیکھتے ہی دیکھتے نظروں سے پنہاں ہو جاتا ہے + یہ دُنیائے فانی دِل لگانے کی جگہ نہیں"+

اگلے روز انہوں نے ایک سنیاسی کو دیکھا۔ اُس نے گیروے کپڑے پہن رکھے تھے۔ کھپّر ہاتھ میں تھا۔ بظاہر وہ غریب تھا۔ مگر پھر بھی قناعت اور اطمینان کی دولت سے مالا مال نظر آتا تھا + سدھارتھ کے دریافت کرنے پر چندا نے انہیں بتلایا۔ کہ یہ شخص سنیاسی۔ تارک الدُنیا ہے۔ دُنیا داری کے جھمیلوں اور قید و بند سے آزاد ہو چکا ہے + سدھارتھ سوچنے لگے۔ کہ مَیں

نہ آئے ۔ جسے دیکھ کر اِن کے دِل کو دُکھ ہو۔ چُنانچہ سِدّھارتھ کو آج تک یہ بھی نہیں معلوم تھا ۔ کہ دُکھ کیا ہے ۔ بیماری کیا ہے ۔ اور موت کیا ہے ؟

ایک روز سِدّھارتھ کُمار رتھ میں بیٹھ کر ہوا خوری کو نکلے ۔ تو راہ میں اِنہوں نے ایک بُوڑھے آدمی کو دیکھا ۔ جو ڈگ ڈگ ہلتا تھا ۔ اُس کے سر کے بال پک گئے تھے ۔ آنکھیں اندر کو دھنس گئی تھیں ۔ جسم پر گوشت کا کہیں نام تک نہ تھا ۔ صِرف ہڈّیوں کا ڈھانچہ باقی رہ گیا تھا ۔ راج کُمار نے اپنے گاڑی بان چندا سے پُوچھا :-

"اِس شخص کی حالت اور لوگوں سے مختلف کیوں ہے ؟"

چندا نے دست بستہ عرض کی ۔ "مہاراج ! پہلے یہ بھی آپ ہی کی مانند جوان اور تندرست و توانا تھا ۔ جب لوگ بُوڑھے ہو جاتے ہیں ۔ اُس وقت سب کی یہی حالت ہو جایا کرتی ہے "۔

یہ سُن کر سِدّھارتھ نے حکم دِیا ۔ کہ رتھ واپس لے چلو ۔ اور آپ کسی گہری فِکر میں مستغرق ہو گئے ۔

اگلے دِن آپ باہر نکلے ۔ تو ایک بیمار آدمی سامنے آ گیا ۔ اُنہوں نے چندا سے پُوچھا " اِس شخص کا یہ حال کیوں ہے ؟"

نفس نے بہکایا۔ شیطان نے ورغلایا۔ مگر سِدّھارتھ کمار جو کچھ دِل میں ٹھان چکے تھے۔ اُسے پُورا کئے بغیر چھوڑنا انہیں گوارا نہ ہُوا + شہر کے باہر پہنچ کر سِدّھارتھ کمار گھوڑے سے اُتر پڑے۔ تلوار سے اپنے سر کے بال تراش ڈالے ۔ شاہی لباس اُتار دیا۔ اور اُسے ایک فقیر کی گدڑی سے بدل لیا ۔تلاشِ حق کی خاطر عالی مرتبہ شہزادہ فقیر بےنوا بن گیا ! چندا روتا پیٹتا کپل وستو کو واپس چلا گیا ۔ اور راجہ رانی کو یہ وحشتناک خبر جا سُنائی +

سِدّھارتھ نے اپنے باپ کی سلطنت کے حُدود کے اندر یا اُس کے آس پاس رہنا مُناسب نہ سمجھا ۔ اس لئے دریائے گنگا کو عبُور کرکے مگدھ کے پایہ تخت راج گرہ میں پہنچے ۔ وہاں اِن کی راجہ بمبی سار والئے مگدھ سے مُلاقات ہُوئی + اس راجہ نے ایک بھاری یگیہ رچایا تھا ۔ جس میں ہزار ہا بےزبان جانوروں کی قُربانی دی جانے والی تھی + اِنھوں نے راجہ کو سمجھایا "دیوتا اگر قُربانی سے خُوش ہوتے ہیں ۔ تو وُہ بےزبان جانوروں کی ہلاکت ہرگز پسند نہ کرتے ہوں گے + یہ سچی یگیہ نہیں ہے ۔ سچی قُربانی جھُوٹ ۔ دغا ۔ فریب ۔ ہِنسا ۔ اور دِیگر نفسانی جذبات اور پاپوں کی قُربانی ہے" + بمبی سار اِن سے مِل کر نہایت

بھی ایسا ہی عمل میں لاؤں گا - جیسا اس سنیاسی نے کیا ہے + گھر بار - ماں باپ - بھائی بیوی - یار دوست سب کو خیرباد کہہ کر میں گیان حاصل کروں گا - اور دنیا کو ان تکالیف سے چھٹکارا پانے کا طریقہ بتاؤں گا +

اسی روز ان کے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوا - آپ سوچنے لگے - "یہ ایک نیا بندھن ہے - اس کو توڑنا آسان کام نہیں ہے - یہ میرے فرض کے راستے میں حائل ہوگا - اس لئے یہ بیٹا نہیں ہے - بلکہ میرا دشمن ہے - مجھے آج ہی یہاں سے نکل بھاگنا چاہیئے" + جب آدھی رات کا وقت ہوا - تو سدھارتھ نے چندا کو بلا کر گھوڑا لانے کے لئے بھیجا + ان کا جی چاہا - کہ گھر بار چھوڑنے سے پہلے ایک بار بچے کو پیار کر لیں - چنانچہ انہوں نے جسودھرا کی خوابگاہ کے دروازے پر جا کر اندر جھانکا - دیکھا کہ جسودھرا اپنا ایک ہاتھ نوزائیدہ بچے کی پیشانی پر رکھے بےخبر پڑی سوتی ہے + سدھارتھ نے سوچا - کہ اگر میں اس کے ہاتھ کو ہٹانے کی کوشش کروں گا - تو یہ جاگ اٹھے گی - اور پھر مجھے جانے نہ دے گی - اس لئے آپ انہی پیروں وہاں سے لوٹ گئے - اور گھوڑے پر سوار ہو جنگل کی راہ لی +

تھے۔ مگر غور کیا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ آپ منزلِ مقصود سے اب بھی کوسوں دور تھے ۔ جب انہوں نے دیکھا۔ کہ اِس طرح گیان حاصل ہوتا نظر نہیں آتا۔ تو فاقے کھینچنا چھوڑ رفتہ رفتہ کھانا کھانا شروع کر دیا۔ اور نفس کُشی کی سخت مشقتیں چھوڑ دیں ۔ آپ سمجھ گئے۔ کہ جسم ہی تمام دینی و دُنیوی کامیابیوں کے قُفل کی کُنجی ہے۔ اِس لئے اِس کی طرف سے لاپرواہی مناسب نہیں ۔ چنانچہ اب اِنہوں نے راہِ اعتدال اختیار کر لی ۔ جب اِن کے مذکورہ بالا پانچ شاگردوں نے یہ حال دیکھا۔ تو اُن کی عقیدت اِن پر سے ہٹ گئی۔ اور وہ آپس میں کہنے لگے۔ کہ اِنہیں ایشور کے درشن نہیں ہو سکتے۔ پس وہ اِنہیں چھوڑ کر کاشی چلے گئے ۔ اب گوتم اکیلے رہ گئے۔ مگر پھر بھی اِنہوں نے حوصلہ نہ ہارا۔ اور اپنی مقصد براری کے لئے حتی الوسع کوشش کرتے رہے ۔

نرنجنا ندی کے قریب ہی ایک پیپل کا پیڑ تھا۔ گوتم جی اُس کے نیچے جا کر بیٹھ گئے۔ اور اپنے دل میں یہ عہدِ مصمم کر لیا۔ کہ جب تک مجھے گیان حاصل نہ ہوگا۔ میں یہاں سے نہیں اُٹھوں گا۔ خواہ میرا جسم سُوکھ کر خاک کیوں نہ ہو جائے! آپ اُن سوالوں پر جن کے حل کرنے کا اِنہوں نے ارادہ کیا ہوا تھا۔ پوری

خوش ہوا - اور اپنے ارادے سے باز آیا - اور جب تک ان سے یہ وعدہ نہ لے لیا - کہ جب یہ گیان حاصل کر لیں گے - تو یہاں تشریف لا کر اُسے بھی اُس کا اُپدیش دے کر فیض یاب کریں گے - اِنہیں جانے نہ دیا ٭

راج گرہ کے چاروں طرف پانچ پہاڑ تھے - اِن میں ایک کا نام گردھ شکھر تھا - جس کی چوٹی پر بہت سے کھوہ تھے - ان میں کتنے ہی سادھو سنیاسی رہا کرتے تھے - سدھارتھ نے بھی وہیں ایک غار میں جا ڈیرا لگایا + پہلے انھوں نے الارک منی کی شاگردی اختیار کی - اِس کے بعد اُدک منی سے یوگ کے طریقے سیکھے - مگر جب دیکھا - کہ وہ منزلِ مقصود کی طرف ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھ سکے ہیں - تو اِنھوں نے برت اور تپ کی ٹھانی + چنانچہ یہ آس بیل جنگل میں جا ٹھہرے - اور من - تن سے سخت ترین ریاضت میں مشغول و مصروف ہو گئے + یہ بڑا ہی خوفناک جنگل تھا - جس میں خونخوار درندوں کی وہ کثرت تھی کہ الامان ! الحفیظ ! اِس جنگل میں پانچ سادھو ان کے شاگرد ہو گئے ٭

ریاضت کرتے کرتے اِن کا جسم سوکھ کر کانٹا ہو گیا - چھ برس تک تپ کیا - لگاتار فاقہ کی تکلیفیں جھیلیں - صرف ایک چاول روز کھاتے

جاتا ہے + اِنھوں نے نِروان کو "اُس پار" سے منسوب کِیا ہے + اِس پار دُکھ ہے۔ اُس پار سُکھ!

اِنھوں نے چار بڑی صداقتیں معلُوم کر لیں۔ جن کی بُنیاد پر اِنھوں نے اپنا مت قائم کِیا۔ جِسے "بُدھ مت" کہتے ہیں + وُہ چار صداقتیں یہ ہیں:-

(۱) جب تک یہ دُنیا ہے۔ دُکھ اور تکلیفیں ضرُور رہیں گی ÷

(۲) دُکھ کا اصلی سبب دُنیا کی چیزوں سے لگاؤ یا خواہشات ہیں ÷

(۳) حصُول نجات کا ذریعہ خُود ضبطی اور حواس پر قابُو پانا ہے ÷

(۴) حصُول نِروان کے خواہشمندوں کے لئے اِن آٹھ باتوں کی مشق کرنا ضرُوری ہے۔ ہر ایک بھکشُو کو اِن کا ابھیاس کرنا چاہیئے:-

(ا) رائے صحیح ÷ (ب) تمنّا صحیح ÷ (پ) کلام صحیح ÷ (ت) اعمال صحیح ÷ (ٹ) معاش صحیح ÷ (ث) سعی صحیح ÷ (ج) فکرِ صحیح اور (چ) توجہ صحیح ÷

اِس کشف سے آپ "بُدھ" (بیدار یا روشن ضمیر) ہو گئے ÷

وُہ مقام جہاں بُدھ کو کشف حاصل ہُوا۔ "بُدھ گیا" کے نام سے مشہُور ہو گیا۔ اِس جگہ شہنشاہ

توجہ سے غور کرتے۔ ایک رات ان کو دفعتہً یہ تحقیق ہوا۔ کہ وہ منزلِ مقصود پر پہنچ گئے ہیں۔

اب ان کو گیان حاصل ہو گیا۔ یہ سمجھ گئے۔ کہ دنیا کا کارخانہ صداقت اور انصاف کے ذریعے ہی چلتا ہے۔ کہ ہر ایک کام کا سبب ضرور ہوتا ہے۔ اور کہ کرم کا پھل ملے بغیر نہیں رہتا۔ انہیں یہ بھی معلوم ہو گیا۔ کہ تمام دکھوں کی جڑ خواہشات ہی ہیں۔ خواہشات کی تہ میں اگیان ہوتا ہے۔ دنیا کی کسی چیز کو دائم قیام نہیں۔ ایک لمحہ کے لئے بھی کوئی چیز ایک حالت میں نہیں رہتی۔ انسان کو سچا سکھ دنیا میں نہیں مل سکتا۔ جب وہ بار بار پیدا ہونے اور مرنے سے چھٹکارا پا کر نروان حاصل کر لیتا ہے۔ اس وقت اس کو سچی شانتی اور سچا سکھ حاصل ہوتا ہے۔

نروان اس وقت ملتا ہے۔ جب آدمی اپنے برے کرموں کے پھل بھوگ چکتا ہے۔ اور اس کے دل میں کوئی خواہش کسی قسم کی باقی نہیں رہتی۔ نروان ملنے پر سب دکھ درد دور ہو جاتے ہیں۔ تمام خواہشات خود بخود زائل ہو جاتی ہیں۔ برے خیالات دل میں نہیں اٹھتے۔ اور آدمی کا دل محبت و نفرت سے پاک ہو

سُنتے ؟؟

بُدھ نے سب سے پہلے اپنے گورُو 'الرک' اور 'اُدوک' سے اپنے مَت کا حال بیان کرنے کا ارادہ کیا - مگر جب معلوم ہوًا - کہ وہ دونوں اب اِس جہان میں نہیں ہیں - تو آپ نے کاسۂ گدائی ہاتھ میں لے کر کاشی کی راہ لی + مرگا ریسہ جنگل میں وُہی پانچ جوگی' جو اُنہیں چھوڑ کر چلے آئے تھے - اب پھر ان کے شاگرد ہو گئے + اِس کے بعد یش نامی ایک نامی گرامی امیر ان کا چیلا بنا + کچھ عرصہ تک آپ کا قیام اِسی جنگل میں رہا - ان کا اُپدیش سب کے لئے یکساں ہوتا تھا - ان کے شاگردوں کی تعداد بڑھتے بڑھتے تین ہی ماہ میں ساٹھ تک جا پہنچی +

ایک روز موقعہ پا کر بُدھ دیو نے اُن سے کہا :- "پیارے بھکشُوؤ ! ہمارے ذمہ یہ فرض ہے - کہ ہم بنی نوع انسان اور دیوتاؤں کو نروان حاصل کرنے میں مدد دیں - اِس لئے اب ہم کو دُنیا میں چاروں طرف پھیل جانا چاہئے + جو کچھ مَیں نے آپ لوگوں کو بتلایا ہے - اُس کا اُپدیش آپ دُوسروں کو دیں "+

اب بُدھ دیو موضع سینانی میں تشریف لے گئے - جو 'اُس بیل' جنگل کے قریب ہی واقع

اشوک نے ایک مندر تعمیر کرایا تھا + جس پیپل کے پیڑ تلے بدھ کو کشف ہُوا تھا - وُہ اب تک موجود ہے + اس درخت کی ایک شاخ اشوک کے بیٹے مہندر اور اُس کی لڑکی سنگھمتا نے لنکا کے اُس وقت کے پایہ تخت انُورادھ پُور میں لگائی تھی - اِنہیں اشوک نے وہاں بدھ مذہب کے پرچار کے لئے بھیجا تھا + اب وُہ ایک بڑا بھاری درخت ہو گیا ہے - جس کی طویل طویل شاخوں کو بلیّوں کے سہارے کی ضرورت پیش آ گئی ہے - دو ہزار برس سے اس کی کمال احتیاط سے نگہبانی ہوتی رہی ہے +

اس کے بعد بدھ کچھ عرصہ تک خاموش رہے اور اس اثناء میں اِنھوں نے اپنے مت کے سلسلہ کی تفصیلوں کو سوچ لیا + بدھ دیو فطرتِ انسانی سے بخُوبی واقف تھے - اس لئے شروع میں اِن کو اعلانِ عام کرنے میں ذرا تامّل تھا - کہ شاید عام لوگ جو مختلف عقائد رکھتے تھے - اِن کے مت کو نہ سمجھ سکیں - مگر پھر اس خیال سے کہ کوئی تو سمجھے گا - اِن کا یہ تامّل رفع ہو گیا - اور آپ نِکل کھڑے ہُوئے - اور یُوں صلائے عام شروع کیا :-

"لافانیّت کا دروازہ سب کے لئے کھُل گیا ہے - جو گوشِ نیوش رکھتا ہے - آئے - اور

رونق افروز ہیں۔ چنانچہ اُس نے اپنا ایک وزیر بہت سے آدمیوں کی معیت میں انھیں بلا لانے کے لئے بھیجا + مگر جب بہت دن گزر گئے۔ اور وُہ وزیر واپس نہ آیا۔ اور نہ کوئی خبر ہی ملی تب راجہ نے ایک ایک کرکے دس سردار اور بھیجے۔ اِن میں سے ہر ایک کے ساتھ ایک ایک ہزار آدمی تھے۔ لیکن بے سُود! اِن میں سے بھی کوئی لوٹ کر نہ آیا۔ اور نہ کسی نے راجہ کو کسی قسم کی اطلاع بھیجی +

راجہ کی پریشانی حد سے سوا بڑھ گئی۔ اب اُس نے بُدھ کے پیارے دوست 'کال اودئین' کو بھیجا۔ کہ حقیقتِ حال معلوم کرکے آئے۔ اور بُدھ دیو کو بھی ساتھ لائے + کال اودئین راج گرہ پہنچا۔ تو دیکھتا کیا ہے۔ کہ جتنے سردار اور آدمی کپل وستو سے آئے تھے۔ سب کے سب بُدھ دیو کے مُعتقد اور پَیرو ہو گئے ہیں +. اُس نے بُدھ کی خدمت میں عرض کیا:-

"آپ کے پِتا بہت بوڑھے ہو گئے ہیں۔ اُن کی زندگی کا اب کچھ بھروسہ نہیں ہے۔ وُہ چاہتے ہیں۔ کہ مرنے سے پہلے ایک دفعہ آپ سے مُلاقات کر لیں" +

بُدھ بھگوان اپنے شاگردوں کے ساتھ کپل وستو پہنچے۔ اور شاہی محل کے باہر جو بڑ کا

تھا ۔ یہاں کشیپ اور اُن کے دونوں بھائی (یہ تینوں یوگی تھے) اپنے بہت سے چیلوں سمیت بُدھ بھگوان کے چیلے ہو گئے + گھر سے آتے وقت انہوں نے راجہ بمبی سار سے وعدہ کیا تھا ۔ کہ گیان حاصل کرنے کے بعد میں آ کر تمہیں اُپدیش دوں گا ۔ چنانچہ اب یہ اپنا وعدہ ایفاء کرنے کی غرض سے راج گرہ پہنچے + راجہ کو خبر ملی ۔ تو وزیروں امیروں کو ساتھ لئے استقبال کو دوڑا آیا +

بمبی سار نے بُدھ مذہب اختیار کر لیا ۔ اور بولا ۔" میں بُدھ کی شرن میں آتا ہوں ! بُدھ دھرم کی شرن میں آتا ہوں !! بودھ سنگھ (جماعت) کی شرن میں آتا ہوں !!!" اب تک بھی جو شخص بُدھ مت میں داخل ہوتا ہے ۔ راجہ بمبی سار کے انہی اقوال کا اعادہ کرتا ہے + یہاں بُدھ دیو کا دو ماہ تک قیام رہا ۔ بہت سے لوگ شاگرد بنے ۔ جن میں شالی پتر اور منگل بھی شامل تھے + یہ دونوں تارک الدنیا ہو گئے ۔ اور" دایاں" اور" بایاں" بھکشو کے نام سے مشہور ہیں ۔ کیونکہ بُدھ دیو ان کو بالترتیب اپنا دایاں اور بایاں بازو سمجھتے تھے +

راجہ شُدھودن کو بھی خبر ملی ۔ کہ گوتم اب بُدھ ہو گئے ہیں ۔ اور آج کل راج گرہ میں

کوئی ضرورت نہیں - اپنے گھر پر رہ کر نجات ڈھونڈو - بھکشوؤں کے مشکل برت وغیرہ کی طرف رجوع نہ کرو - نیک اور پاکیزہ زندگی بسر کرو - اسی میں شانتی - راحت نصیب ہوگی" +

یشودھرا نے بھی بدھ دھرم قبول کر لیا - اور اُس نے اِس دھرم کی نمایاں خدمات انجام دیں +

جب انہیں کپل وستو میں آئے ایک ہفتہ ہو گیا - تو جسودھرا نے اپنے بیٹے راہل کو ان کے پاس بھیجا - اب اُسے بھی بدھ دھرم کے اصولوں کی تعلیم دی جانے لگی + جب راجہ شُدّھودن کو یہ معلوم ہوا - کہ بیٹے کے ساتھ رہی سہی اُمید یعنی پوتا بھی ہاتھ سے جا رہا ہے - تو اُسے بہت رنج ہوا - اور اُس نے بدھ دیو سے یہ درخواست کی - کہ آئندہ کوئی شخص والدین کی اجازت و رضامندی کے بغیر سنگھ میں داخل نہ کیا جائے - جو منظور ہوئی + کپل وستو میں آپ نے تقریباً دو ماہ قیام فرمایا - اور بے شمار لوگوں کو بدھ دھرم کی تعلیم سے بہرہ ور کرکے سنگھ میں داخل کیا +

اس کے بعد آپ راج گرہ کو لوٹ آئے - اور پھر اسی کنج میں ڈیرہ ڈال دیا + اس قسم کے بہت سے کنج (مرغزار) لوگوں نے بدھ کی

پیڑ تھا۔ اُس کے نیچے ایک جھونپڑی میں قیام فرمایا + ان کے چہرے پر عجیب و غریب جلال تھا۔ اس پر نظر نہیں ٹکتی تھی + راجہ اور اُس کے بھائی دونوں نے اِن کے چرنوں میں سر جھکایا + سب لوگ اسی طرح ان کا احترام کر رہے تھے + شاہی محل کی تمام عورتیں اِن کے درشنوں کو آئیں۔ مگر یشودھرا اُن میں نہ تھی + وُہ اِس خیال میں بیٹھی تھی۔ کہ اگر اُن کے دِل میں میرے لئے محبّت ہوگی۔ تو وُہ خُود آئیں گے + یہ دیکھ کر بُدھ دیو آپ اُس کے محل کی طرف چلے۔ اس وقت اِن کے ساتھ راجہ شُدھودن اور دو چیلے بھی تھے + وُہ اِن کے چرنوں میں گر پڑی۔ اور پھُوٹ پھُوٹ کر رونے لگی۔ بُدھ دیو نے اُس کو تسلّی دی۔ اور جلد ہی محل سے باہر چلے آئے +

بُدھ کا ایک بھائی نند بھی بھکشو ہو گیا۔ اور اِن کے والِد شُدھودن نے بھی اس نئے مت کے سامنے سر جھُکا دِیا + بُدھ دیو کا چچیرا بھائی آنند بھی اِن کا مُعتقِد ہو گیا + بہت سی عَورتیں بھی اِس دھرم کو ماننے لگیں۔ مگر اُنہیں سنگھ میں شامِل ہونے کی اجازت نہ تھی + بُدھ دیو نے عورتوں سے کہا :-

"تُم سفید کپڑے پہنو۔ گیروے کپڑے پہننے کی

تشریف آوری کے چند ہی روز بعد وُہ سوُرگ سدھارا + فراغت پا کر بُدھ دیو پھر مگدھ دیس میں واپس آ گئے +

کچھ عرصہ بعد پرجا پتی - لیشُودھرا اور اور بہت سی عورتیں بھگوے کپڑے پہنے وہاں آ پہنچیں - ان کے کپڑے تار تار تھے - پا پیادہ سفر کی تکلیفوں نے ان کو نڈھال کر دیا تھا - انہوں نے سنگھ میں داخل ہونے کی اجازت چاہی + بھگوان بُدھ یہ نہیں چاہتے تھے - کہ عورتیں سنگھ میں داخل ہوں - مگر آنند کو ان کے حالِ زار پر بہت رحم آیا - چنانچہ بُدھ دیو نے اُس کے کہنے سے اپنی مرضی و خواہش کے خلاف اُنہیں سنگھ میں شامل کر لیا + اس طرح بھکشونیوں (عورتوں) کا سنگھ قائم ہوُا - اور اُس کے ممبروں کی تعداد روز بروز بڑھنے لگی - ان میں ساوِتری شہر کی رہنے والی کیش گوتمی بھی تھی +

کیش گوتمی کا اکلوتا بیٹا چند روز بیمار رہ کر مر گیا - اُس وقت گوتمی کی عُمر زیادہ نہیں تھی - اس لئے بیٹے کی موت کا سخت غم ہوُا + وُہ اپنے بیٹے سے اس قدر پیار کرتی تھی - کہ اُس کے مر جانے کے بعد بھی دوا کی تلاش میں اُسے گود میں لئے اِدھر اُدھر پھرتی

نذر کئے تھے - جن میں جیت بن سب سے
مشہور ہے - جو اناتھ پنڈکا نامی بنئے نے گرانبہا
قیمت ادا کرکے بُدھ کی نذر کرنے کے
لئے خرید رکھا تھا + بُدھ کا حُکم تھا - کہ جو
شخص کوئی چیز نذر کرنا چاہے - وُہ میری
بجائے سنگھ کو دے - اِس سے ہم دونوں
کی عزّت و توقیر ہوگی + چنانچہ ایک دفعہ آپ
کی سوتیلی ماں پرجاپتی نے ایک خوبصورت و
مُلائم ریشمی چادر آپ کو دینی چاہی - تو آپ نے
فرمایا - کہ یہ مجھے نہ دیں - بلکہ سنگھ کو دے
دیں +

بُدھ بھگوان نے برسات کا مُوسم کئی دفعہ
جیت بن میں ہی گزارا تھا - مہاتما بُدھ اور
بھکشو لوگ برسات کا موسم کسی ایک جگہ ٹھہر
کر گزارتے تھے - لیکن موسم سرما کے شرُوع
ہوتے ہی اُپدیش اور پرچار کے لئے مختلف
سمتوں میں پھیل جاتے تھے + برسات کے چار
مہینے دھرم - اخلاق اور رُوحانیّت کی تعلیم کی
مشق میں گزرتے تھے + اُپدیش دیتے قریباً
چار سال گزر چکے تھے - جب آپ کو خبر ملی -
کہ راجہ شدھودن بسترِ مرگ پر دراز ہے -
آپ بلا توقف کپل وستو پہنچے + اِس وقت راجہ
کی عمر ۹۷ سال کی ہو چکی تھی - بُدھ کی

اُپدیش دیتے بُدھ دیو کو بہت عرصہ گُزر چُکا تھا۔ اب آپ بُوڑھے اور کمزور ہو گئے تھے۔ لیکن اس کے باوجود بھی گاؤں گاؤں اُپدیش دیتے پھرتے تھے۔ ساوِتری سے آپ راج گرہ تشریف لے گئے۔ اِس دفعہ سفر میں آپ کو سخت تکلیف ہُوئی۔ یہاں آ کر اِنہوں نے گِردھر کوٹ پہاڑ کی چوٹی پر جا ڈیرہ لگایا۔ راجہ اجات شترو قوم برجی پر حملہ کرنا چاہتا تھا۔ اُس کا وزیر بُدھ کی خِدمت میں حاضر ہُوا۔ تاکہ یہ معلُوم کرے۔ کہ وُہ فتحیاب بھی ہوگا یا نہیں۔ بُدھ دیو نے اُس کو جواب دیا۔ کہ جب تک وُہ لوگ میرے احکام کی تعمیل کرتے رہیں گے۔ مروّجہ آداب و اخلاق سے مُنحرف نہ ہوں گے۔ بزرگوں کا ادب اور مقدس مُقامات کی زیارت کرتے رہیں گے۔ اُس وقت تک دُنیا کی کوئی طاقت اُنھیں زک نہیں دے سکتی۔ چُنانچہ ایسا ہی ہوا۔

جب وزیر چلا گیا۔ تو بُدھ دیو نے اپنے شاگردوں کو اپنے رُوبرو طلب کر کے فرمایا:- "اِتّفاق کی عظمت اور اخلاق کی برکتیں بیان نہیں کی جا سکتیں۔ جب تک بھکشو لوگ اِتّفاق سے رہیں گے۔ ایک جگہ جمع ہوتے رہیں گے۔ بزرگوں کے احکام کی تعمیل اور سنگھ کے قواعِد

رہی + لوگوں نے ہر چند سمجھایا - کہ اب دوا اور دعا دونوں محض بے سُود ہیں - مگر اُسے صبر نہ آیا - وہ دوا کی تلاش میں در در پھرنے لگی +

اُس کی رحم ناک حالت دیکھ کر ایک بھکشو کا دِل پسیج اُٹھا - اُس نے گوتمی کو بُدھ بھگوان کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے کہا + وہ اپنے بیٹے کی لاش کو لئے جیت بن میں پہنچی - اور بُدھ دیو کی خدمت میں حاضر ہوکر دوا مانگی + بُدھ نے کہا - "اگر تُم مجھے کِسی ایسے گھر سے جہاں آج تک مرد عورت - بچّہ بوڑھا یا جوان - غرض کوئی نہ مرا ہو - چند دانے سرسوں کے لا کر دے دو - تو مَیں تمہارے بیٹے کو جِلا سکتا ہُوں "+

گوتمی نے ہر چند تلاش کیا - مگر کوئی گھر ایسا نہ مِلا - جہاں آج تک کِسی کی مَوت واقع نہ ہُوئی ہو + چُنانچہ وہ بے نیل و مرام بُدھ کے پاس واپس چلی آئی - اور بولی - "مہاراج! مَیں سرسوں نہیں لا سکی - کیونکہ مجھے ایک بھی ایسا گھر نہیں مِل سکا - جو آج تک مَوت کی دست بُرد سے محفُوظ رہا ہو" تب اُنھوں نے گوتمی کو اُپدیش دِیا - جس کا نتیجہ یہ ہُوا - کہ وہ سنگھ میں شامل ہو گئی +

کے سبب ہی ٹھہرا ہُوا ہے + اب میری رحلت کا وقت قریب ہے - غمگین نہ ہو - حق کے سوا اَور کِسی سے سروکار نہ رکھو "

اِن کے کہنے سے آنند نے وَیشالی کے قُرب و جوار میں رہنے والے بھکشوؤں کو بُلایا - جب وُہ آ گئے - تو آپ نے اُن کو بنی نوعِ انسان کی بھلائی کے لئے بُدھ دھرم کا اُپدیش کرنے کی نصیحت کی + برسات گزر چُکی - تو آپ پپاپور تشریف لائے - اَور آم کے ایک باغیچہ میں جا ٹھہرے + چندر نامی ایک کسیرے نے آپ کو اور آپ کے شاگردوں کو کھانے کے لئے مدعُو کیا - اُس نے آپ کی خُوب خاطر تواضع کی - اَور انواع و اقسام کے لذیذ کھانے تیار کرا کے کھلائے - اُسی روز شام کو اِن کی طبیعت بگڑ گئی - جس کی وجہ غالباً یہ معلُوم ہوتی ہے - کہ چندر نے آپ کو کھمبیوں کی سبزی کھلائی تھی - جس میں کوئی زہریلی کھمب بھی ہوگی +

آپ شام کو کُش نارا کو چل دیئے - جو تھوڑی ہی دُور پر تھا - راہ میں ایک ندی پڑتی تھی - اُس میں اسنان کیا - اَور بہت سا پانی بھی پیا - پھر دُھوپ سے بچاؤ کی خاطر تھوڑی دیر تک آم کے باغ میں چلے گئے - اِس طرح بہت تکلیف اُٹھانے کے بعد وُہ کُشی نارا پہنچے + دو سال

کی پابندی سے مُنہ نہ موڑیں گے - اور نہ ان قواعد میں کسی قسم کا تغیّر و تبدّل کریں گے۔ دُنیاوی مخمصوں اور جھمیلوں میں نہیں اُلجھیں گے۔ اور بے فائدہ بات چیت میں اپنا قیمتی وقت ضائع نہیں کریں گے - اُس وقت تک بُدھ مذہب کو ہرگز زوال نہ آئے گا "

کچھ عرصہ کے بعد آپ بہت سے شاگردوں کے ہمراہ گنگا کے کنارے گئے - راہ میں راجہ اجات شترو برجیوں کے ہاتھوں اپنی حفاظت کے لئے ایک قلعہ تعمیر کرا رہا تھا + یہی مقام بعد ازاں پاٹلی پُتر کہلایا - اور مگدھ کا دارالخلافہ بنا + گنگا کو عبور کرکے آپ ویشالی پہنچے - اور ایک باغ میں قیام فرمایا - لیکن یکایک بیمار پڑ گئے - رفتہ رفتہ کمزوری نے غلبہ پا لیا - درد و کرب کی کچھ انتہا نہ تھی - لیکن زبان سے کبھی اُف تک نہ نکلی + آپ سمجھ گئے - کہ آخری وقت قریب آن پہنچا ہے +

انہوں نے اپنے منظورِ نظر شاگرد آنند کو کہا:
"آنند! میری عمر اسّی برس کی ہو گئی ہے - جسم کمان کی طرح جھک گیا ہے - کمزوری بیحد بڑھ گئی ہے + جس طرح پُرانی بَیل گاڑی کو رسیوں سے باندھ جوڑ کر اور ذرا زیادہ دیر تک رکھ سکتے ہیں - اسی طرح یہ جسم بھی خاص احتیاط

اپنی زندگی گزارتے ہیں - اُن سے جُدا ہونا امر
یقینی ہے - خواہ دس دن پیچھے - پَیدائش کے ساتھ
مَوت لگی ہی ہُوئی ہے + اپنے دِل کو تسلّی دو-
سب کے ساتھ مُحبّت کرو - سب پر رحم کرو-
تُم بھی بہُت جلد نِروان حاصل کروگے "*

اِس کے بعد اِنھوں نے حاضرِین کے رُوبرُو
آنند کی بہُت تعرِیف کی - پھر آنند کو کُشی نارا
کے باشِندوں کو یہ اطّلاع دینے کے لئے بھیجا-
کہ آپ کا آخری وقت قرِیب آن پہنچا ہے-یہ
سُنا-تو لوگوں کے رنج و غم کا ٹِھکانا نہ رہا-
ساری رات لوگ اِن کے آخری درشن کرنے کے
لئے آتے رہے *

اُن دِنوں سُبھدر نام ایک برہمن کُشی نارا میں
ٹھہرا ہُوا تھا - وُہ بُدھ دیو کے ساتھ تبادلۂ
خیالات کرنے کا از حد خواہشمند تھا - چُنانچِہ وُہ
بھی اُس سال کے پیڑ کے پاس آیا-جہاں بھگوان
بِستر مرگ پر دراز تھے + آنند نے اُس کو
اِن کے پاس جانے سے روک دِیا - مگر بُدھ دیو
نے اُس کو دیکھا - تو اِشارے سے اپنے پاس
بُلا لیا *

اِس برہمن نے بڑے ادب سے پرنام کیا-اور
ہاتھ جوڑ کر کہا - " مہاراج ! میری خطا مُعاف
فرمائیے - کہ مَیں اِس وقت آپ کو تکلیف دے

کے درختوں کے بیچ میں آپ کے لئے ایک چارپائی بچھائی گئی - آپ اُس پر لیٹ کر آنند کو یہ بتانے لگے - کہ میرے بعد سنگھ کو کس طرح کام کرنا چاہیئے - اور بھکشوؤں پر کن کن قواعد کی پابندی لازم ہے - جس سے بُدھ دھرم کو جو بنی نوع انسان کی بہبودی و برتری کا خواہاں ہے - فروغ حاصل ہو ÷

انہوں نے سب کو وصیت کی :- "تُم خُود اپنے رہنما بنو - تُم خُود اپنی پناہ لو - کسی اور کو اپنا ہادی یا پُشت پناہ نہ ہونے دو + دُنیا میں سچائی ہمیشہ قائم رہتی ہے - دھرم کا کبھی ناش نہیں ہوتا - پاپ سے کبھی کامیابی اور فتح نصیب نہیں ہو سکتی + دغا - فریب - نادانی یا بے وقوفی سے انسان کبھی سُکھ یا شانتی حاصل نہیں کر سکتا + میں نے سچائی کا پتہ لگایا - اور بُدھ کا پد پایا - تُم بھی محنت کر کے نروان حاصل کرو"÷

آنند کو جب یہ خیال آیا - کہ بُدھ دیو ہمیشہ کے لئے ہم سے رُخصت ہو رہے ہیں - تو اُس کا جگر مارے غم کے پاش پاش ہونے لگا + یہ دیکھ کر بُدھ نے فرمایا :-

"آنند ! روتے کیوں ہو ؟ دُنیا میں یہ سلسلہ ہمیشہ سے جاری ہے + جن کے ساتھ رہ کر ہم

اگلے روز بصد احترام اَور بڑی دھوم دھام سے آپ کا داہ کرم کیا گیا۔ اِس کے بعد پھُول اَور راکھ اُٹھا کر سنگھ کے دربار میں لے آئے۔ سات روز تک وہاں لوگوں کی بڑی بھاری بھیڑ لگی رہی۔ اجات شترُو والئے مگدھ اَور وِیشالی اَور کپل وستُو والوں نے بھی آپ کے مُتبرّک 'پھُول' منگا بھیجے۔ تاکہ یادگاریں قائم کی جائیں۔ اَور بھی کئی جگہ سے قاصِد آئے۔ پہلے تو کُشی نارا والوں نے راکھ یا پھُول دینے سے اِنکار کر دِیا۔ مگر ہر جگہ کے لوگ بُدھ بھگوان کو یکساں عزّت و احترام کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ اِس لئے بات نے طُول کھینچا۔ اَور قرِیب تھا۔ کہ بحث مباحثہ سے لڑائی جھگڑے پہ نوبت آ جائے۔ کہ ایک برہمن نے جو بُدھ مذہب کا پیرَو تھا۔ یُوں کہا :-

"بڑے افسوس کا مُقام ہے۔ کہ ہم گورُو دیو کی مُتبرّک راکھ کے لئے لڑیں جھگڑیں۔ جنہوں نے ساری دُنیا کو امن و آشتی کا پیغام دِیا۔ اَور مُحبّت۔ رواداری اَور بُردباری کا سبق سِکھایا! کیا یہ لڑائی اُس گورُو کے چیلوں کی شان کے شایاں ہے؟"

آخر فیصلہ یہ ہوُا۔ کہ راکھ اَور پھُولوں کو آٹھ برابر حِصّوں میں تقسیم کرکے آپس میں بانٹ

رہا ہوں - لیکن میں ڈرتا ہوں - کہ کہیں میرے دل کے ارمان دل ہی میں نہ رہ جائیں + میں اپنے بعض شکوک رفع کرانے کی خاطر حاضر ہوا ہوں + ہندو دھرم میں کتنے ہی راستے ہیں - اُن میں کونسا راستہ سیدھا اور سچا ہے"؟

بُدھ دیو نے جواب دیا - "سچا راستہ نیکی اور گیان کا ہے" +

سُبھدر کی آنکھیں کھُل گئیں - اور اُس نے بُدھ دھرم قبول کر لیا - اور وُہ خُود بُدھ دیو کے ہاتھوں باقاعدہ طور پر سنگھ میں داخل کر لیا گیا +

اِس کے بعد آپ نے آنند سے بات چیت کی - پھر پُوچھا - "کیا یہاں کوئی ایسا شخص ہے - جو اپنے دھرم کے متعلق کسی قسم کے شکوک رفع کرانا چاہتا ہو"؟

مگر جب کوئی کچھ نہ بولا - تو آپ نے ایک بار پھر وُہی سوال دُہرایا - لیکن جب اِس دفعہ بھی کوئی جواب نہ مِلا - تو آپ خاموش ہو گئے - اور پھر کچھ نہ بولے + شاگرد ساری رات بیٹھے جاگتے رہے - رات کے تیسرے پہر اُسی سال کے درخت کے نیچے کُل عالم کو روشنی دِکھانے والے بُدھ بھگوان نے دُنیائے فانی کو خیر باد کہہ دیا !

عمر میں آپ نے سرِ حقیقت کا پتہ لگایا۔ اِس کے بعد ۴۵ سال اُپدیش دینے میں گزارے + آپ کو اِس قدر جسمانی اور دماغی محنت اُٹھانی پڑی۔ کہ جب آپ کی عمر پچاس برس کی ہُوئی۔ تو آپ بہت کمزور ہو گئے +

آپ ثابت قدمی اور سرگرمی پر بار بار زور دیتے۔ اور سستی اور کاہلی کی ہمیشہ مذمت کرتے تھے۔ اور اپنی ہی زندگی سے اس کا عملی ثبوت پیش کرتے تھے + اُنھوں نے اپنی ساری عمر کارِ خیر میں گزار دی۔ آرام تو آرام، اُنہیں سانس لینے کی بھی فرصت نہیں ملتی تھی! اُن کی تمام زندگی ایک مسلسل شاندار قربانی اور سخت ریاضت ہے + اُن کی عملی زندگی اور شیریں کلامی نے بُدھ دھرم کے پرچار میں بڑی مدد دی + یہ امر قابلِ غور ہے۔ کہ بُدھ دیو جیسے کتنے سچے ہادی و رہنما آج تک دُنیا میں آئے ہیں +

بھگوان بُدھ کی تعلیم

بھگوان بُدھ کی تعلیم نہایت سیدھی سادی اور مؤثر تھی۔ یہی وجہ ہے۔ کہ ان کے حینِ حیات ہی اِن کے معتقدوں اور پیروؤں کی تعداد

لیا جائے - چنانچہ جہاں جہاں پھول گئے - ان کی ایک ایک یادگار قائم کر دی گئی - ان میں سب سے بڑی یادگار کپل وستو میں بنی + ان کے علاوہ اور بھی بہت سی جگہ بدھ بھگوان کی یادگاریں قائم کی گئیں - جنہیں لوگ کمال عقیدت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں +

ایک شخص ایک بار بدھ بھگوان کی خدمت میں حاضر ہوا - وہ حق کی تلاش میں سرگرم تھا + اس نے پوچھا - "مہاراج! اس بحر زندگی میں دکھ - بیماری - موت وغیرہ بے شمار خطرناک درندے موجود ہیں - کیا کوئی ایسا محفوظ جزیرہ بھی ہے - جہاں مجھے پناہ مل سکتی ہے"؟

بدھ مہاراج نے جواب دیا - "ایک جزیرہ ہے - جہاں تک موت کی رسائی نہیں ہے - جہاں نہ دکھ ہیں - نہ تکلیفیں - اور نہ بیماریاں ہی ہیں + وہ نروان ہے - سچا سکھ اور حقیقی شانتی اسی جگہ مل سکتے ہیں + اس پار دکھ ہے - اس پار سکھ ہے" +

بعض لوگ سمجھتے ہیں - کہ بدھ دیو نے کامل سکون اور شانتی کی زندگی گزاری - مگر ان کا یہ گمان قطعی غلط اور بے بنیاد ہے + جب آپ نے گھر بار کو خیر باد کہا - اس وقت آپ کی عمر ۲۹ سال کی تھی - ۳۵ سال کی

بُدھ بھگوان کی رائے ہے۔ کہ کسی ایک ذات کو دُوسری ذات پر فضیلت نہیں ہے۔ بڑائی قابلیت میں ہے۔ نہ کہ جنم میں + اُونچی ذات، اعلےٰ خاندان یا بُوڑھا ہو جانے سے کوئی شخص برہمن نہیں ہو جایا کرتا + برہمن وُہی ہے جو راستباز ہے۔ دھرم کی راہ پر چلتا ہے۔ جو دانا ہے۔ نیک و بد میں تمیز کر سکتا ہے۔ اور گیان سے بہرہ ور ہے + بُدھ بھگوان* سوُرگ اور نرک میں اِعتقاد رکھتے تھے + ان کا عقیدہ تھا۔ کہ نیک اِنسان سوُرگ میں جا کر اپنی نیکیوں کا ثمرہ پاتا ہے۔ لیکن جب اُن کا پھل بھوگ چکتا ہے۔ تو پھر دُنیا میں واپس آ جاتا ہے +

بھگوان بُدھ فرماتے ہیں۔ کہ بدن پر بھبُوت رمانے۔ فاقہ کشی اور زمین پر سونے سے کسی کی آتما کا کلیان نہیں ہو سکتا + اس قسم کے کام آدمی کو گناہوں سے نہیں بچا سکتے + بُدھ مذہب میں مسئلہ کرم کو بڑی اہمیت دی جاتی ہے + وُہ یہ مانتے ہیں۔ کہ اچھے کام کا پھل اچھا اور بُرے کام کا پھل بُرا ہوتا ہے + اور لوگ خواہ یہ مانیں۔ کہ پُوجا پاٹ۔ برت۔ یگیہ۔ اُپاسنا یا دیوتاؤں کو بھینٹ چڑھانے سے ہم اپنے کئے ہُوئے پاپوں کی سزا بھُگتنے سے بچ سکتے ہیں۔ لیکن بُدھ دھرم والے اِس بات کو

حیرت انگیز سُرعت سے بڑھتی جاتی تھی - حالانکہ بُدھ مت کے پرچار کے لئے شروع شروع میں نہ کوئی خاص ذرائع اختیار کئے گئے تھے - اور نہ کبھی کسی قسم کا دباؤ ہی لوگوں پر ڈالا گیا تھا + بُدھ مذہب کے اصُولوں میں ہی ایسی دلکشی اور اثر تھا - کہ سب لوگ خُود بخُود اُس کی طرف کھچے چلے آتے تھے - حتےٰ کہ ہندوستان سے باہر بھی دُور دُور تک بہُت جلد اِس مذہب کا پرچار ہو گیا + آج بھی دُنیا میں جتنے آدمی اِس مذہب کے ماننے والے پائے جاتے ہیں۔ اُتنے اور کسی مذہب یا مت کے نہیں ہیں + ہندوستان - جاپان - چین - تبت - برما - سیام وغیرہ مختلف ممالک میں اِس مذہب کے پیرو پائے جاتے ہیں - اور اِن کی تعداد پچاس کروڑ سے بھی متجاوز ہے + ۲۵۰۰ سال میں ایک آدمی پر بھی تبدیلی مذہب کا جبر نہیں ہؤا - بُدھ مذہب کو یہ فخر حاصل ہے +

بھگوان بُدھ کا اُپدیش کسی خاص قوم، فرقہ یا شخص کے لئے نہیں تھا - اُنہوں نے لوگوں کو اُپدیش دینے میں ذات پات کی - مرد عورت کی یا اور کسی قسم کی تمیز ہرگز روا نہیں رکھی - برہمن - شُودر - راجہ - کنگال - چھوٹے - بڑے - غرض ہر قسم کے لوگ اِس مذہب میں شامل تھے +

کا بے پایاں سمندر موجزن تھا + آپ نے بہانگِ دہل کہا تھا - کہ جس کے دل میں سب جانداروں کے لئے رحم اور ہمدردی نہیں ہے - وہ انسان نہیں ہے +

آپ نے سب پر رحم کرنے کی تلقین کی ہے - زبردست پر بھی اور زیر دست پر بھی - طاقتور پر بھی اور کمزور پر بھی + آپ نے فرمایا ہے - کہ زندگی خواہ انسان کی ہو - یا حیوان کی - خواہ ننھے سے کیڑے کی - قابلِ احترام ہے - اور مارنے کی نہیں - بلکہ ہر حالت میں بچانے کی چیز ہے + بے زبان اور بے قصور جانوروں کی قربانی دے کر کوئی شخص گناہوں کا پھل بھوگنے سے نہیں بچ سکتا + اس طرح بھگوان بدھ نے اپنے شاگردوں کو سب جانداروں پر رحم کرنا سکھلایا - مگر اس سے بھی اہم اور ضروری سبق جو انہوں نے پڑھایا ہے - وہ یہ ہے - کہ اپنے دشمن کو بھی صدق دلی سے معاف کر دو - غصہ کو مغلوب کرو - بدی کو نیکی سے جیتو - دوسروں کی تنگ دلی پر اپنی فراخ دلی سے فتح پاؤ - اور جھوٹ کو سچ کے ذریعہ ترک دو +

آپ نے پریم اور فراخ دلی کی تعلیم دی ہے - اور اپنے معتقدوں اور پیروؤں کو

نہیں مانتے + وُہ کہتے ہیں - کہ جو اچھا یا بُرا کرم کوئی شخص کرتا ہے - اُس کا پھل اُسے ضرور بھگتنا پڑے گا - کسی حالت میں بھی وُہ اِس سے بچ نہیں سکتا - اور نہ اُس کی جگہ کوئی دُوسرا شخص اُس کے کیئے ہُوئے کرموں کا پھل بھگت سکتا ہے +

حصُول نروان کے خواہشمند کو دو باتوں سے اِحتراز لازم ہے :- (۱) ایک ات - لذّات و خواہشاتِ نفسانی کا پوُرا کرنا ہے - جو رذیل - ذلیل اور ہیچ ہے - (۲) دُوسری ات - بے حد نفس کُشی اور خُود تعزیری ہے - جو تکلیف دہ ' بے معنی اور ہیچ ہے + بُدھ دیو نے اپنے معلُوم کئے ہُوئے راستے کو 'راہِ اعتدال' یا 'مسلک درمیانہ' بتایا ہے +

اِس میں ذرا شک نہیں - کہ بُدھ دیو نے صِرف بنی نوعِ اِنسان کی بہبُودی کی خاطر نہیں - بلکہ کُل کائنات کی بھلائی کرنے کے لئے ہی جنم لیا تھا - وُہ سب جانداروں پر رحم کرتے تھے - چُنانچہ اہِنسا (کسی جاندار کو ایذا نہ پہنچانا + ایسی کوئی حرکت نہ کرنا - جس سے کسی کو کسی قسم کی تکلیف ہو) اور دَیا (سب جانداروں پر رحم) بُدھ دھرم کی دو نُمایاں اور اہم خصُوصیّتیں ہیں + اِنسان کے ساتھ چرند پرند اور کیڑوں مکوڑوں کے لئے بھی اِن کے سینہ میں ہمدردی اور مُحبّت

پیشانی سے پیش آؤ + ان کی زندگی اس بات کا مدلل عملی ثبوت پیش کرتی ہے - ان کی نرم دلی - ہمدردی - محبت اور میٹھی بولی سے ہزار ہا بڑے چھوٹے ان کے مطیع و فرمانبردار ہو گئے تھے +

بودھ بھکشوؤں کا سنگھ جو بدھ بھگوان نے قائم کیا تھا - دنیا کا قدیم تریں انسٹی ٹیوشن ہے - جو عالمگیر اخوت کا پرچار کرتا ہے + یہ ڈھائی ہزار سال ہوئے قائم ہوا تھا - اور اب تک بھی موجود ہے + بھکشو کے فرائض میں لوگوں کو اپدیش دینا - انہیں راہ راست دکھانا - دھرم اور سنگھ کے قواعد کی پابندی - دھرم گرنتھوں کا مطالعہ - انہیں نقل کرنا - زبانی یاد کرنا - دھیان کرنا - نئے بھکشوؤں کو پڑھانا وغیرہ شامل ہیں +

اس میں شامل ہونے کا طریقہ نہایت مؤثر اور پاکیزہ ہے - بھکشو کی زندگی کا مقصد یہ ہوتا ہے - کہ وہ اپنے دل کو دنیا کی چیزوں سے الگ رکھے - اور اُن باتوں کی ماہیت کو سمجھے - جن سے دل کو شانتی اور سچا سکھ حاصل ہوتے ہیں +

بھکشو سر پر بال نہیں رکھتے - دن رات میں صرف ایک بار دوپہر سے ذرا پہلے کھانا کھاتے ہیں - وہ اپنا ٹھیکرا لے کر مکان کے سامنے چپ چاپ کھڑے ہو جاتے ہیں - کسی سے کچھ نہیں مانگتے - تھوڑی دیر چپ چاپ ٹھہرنے کے

اپنے دِل میں تعصب - تنگ دِلی - نفرت - کینہ - حسد - دُشمنی وغیرہ کو جگہ دینے سے منع کیا ہے + بُدھ مت کو اُنھوں نے ایک تختہ سے تشبیہ دی ہے - جس کے ذریعہ سے دریا سے پار ہوتے ہیں - اور جسے پار ہو کر ترک کر دِیا جاتا ہے +

بُدھ بھگوان اکثر کہا کرتے تھے - کہ آدمی سائیس کی مانند ہے - مگر ہوشیار سائیس وہی ہے - جو بدمعاش اور اڑیل گھوڑے کو بھی اپنے قابُو میں رکھ سکے +

نیک کہلانے کا وُہی شخص مستحق ہو سکتا ہے - جو نیک کام کرے - گناہوں کے اِرتکاب سے بچے - اور غُصّہ کو مغلُوب کرے + یہ سمجھنا نادانی ہے - کہ جو جِتنا غُصّہ کرتا ہے - وُہ اُتنا ہی طاقتور ہے - بلکہ بات تو یہ ہے - کہ جو شخص جس قدر کمزور ہوتا ہے - وُہ اُتنا ہی زیادہ غُصّہ کا شِکار ہوتا ہے + غُصّہ پر فتح پانا کامیابی کی کُنجی ہے + جو کوئی آتشِ غضب سے مغلُوب ہو کر دُوسرے کو گالیاں دیتا ہے - وُہ اُس شخص کے مُقابلہ میں ضرُور زک کھائے گا - جو چار بُری باتیں سُن کر بھی خاموش رہتا ہے - اور غُصّہ کی بجائے شانتی کو دِل میں جگہ دیتا ہے + اِس لئے دوست دُشمن سب کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرو - اور شیریں کلامی اور خندہ

(۵) میں کوئی منشی شئے استعمال نہیں کروں گا!
(۶) میں صرف وقت مقررہ پر ہی کھانا کھاؤں گا!
(۷) ناچ رنگ سے مجھے کچھ سروکار نہ ہوگا!
(۸) میں زیور استعمال نہیں کروں گا!
(۹) میں گدی پر نہیں سوؤں گا!
(۱۰) میں زر قبول نہیں کروں گا!

اِن میں سب سے پہلے پانچ عہد ہر ایک کے لئے ہیں۔ خواہ وُہ خانہ دار ہو یا تارک الدنیا بھکشو۔ اور آخری پانچ صرف بھکشوؤں کے لئے +

بُدھ مذہب کی بنیاد اعلےٰ چال چلن اور اخلاق پر قائم ہے۔ خود ضبطی اس کی رُوح رواں ہے۔ اور سچ پوچھو۔ تو دُنیا میں کوئی بھی کام اتنا مشکل نہیں۔ جتنا کہ اپنے حواس کو مطیع کرنا اور اُنہیں اپنے قابو میں رکھنا + عورتوں کا احترام۔ بزرگوں کی عزت۔ آداب و اخلاق وغیرہ کا خیال بھی اِس مذہب کی خصوصیتیں ہیں+ بُدھ مذہب میں جور و جبر کو نفرت اور اِنسانی آزادی کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے + اِس کا مقصد اِنسان کو رُوحانی۔ جسمانی۔ مذہبی اور سوشل بیڑیوں سے آزاد کرنا ہے۔ بُدھ کے پیرو اپنے ہمسایوں کے پالیٹکس یا مذہب پر کبھی اثر ڈالنے کی کوشش نہیں کرتے ؞

ہم ذکر کر آئے ہیں۔ کہ بُدھ مت میں ہر

بعد چل دیتے ہیں - کوئی کچھ دے یا نہ دے۔ کسی کو بُرا بھلا نہیں کہتے + جن ممالک میں بودھ دھرم کا پرچار ہے -۔ وہاں غریب و امیر سب لوگ اِن کا بڑا آدر کرتے ہیں + بھکشو اپنے پاس صرف آٹھ چیزیں رکھتا ہے + کچکول - اُسترا- سوئی - پانی چھاننے کا کپڑا- پہننے اوڑھنے کے لئے تین کپڑے اور ایک کمر بند + ان کی زندگی اِنتہائی قربانی اور سادگی کی زندگی ہوتی ہے +سنیاسیوں کی طرح یہ لوگ بھی گیروے کپڑے پہنتے ہیں۔ کیونکہ اِن کا نصب العین دُنیا نہیں بلکہ نروان پد کا حاصل کرنا ہوتا ہے ؞

جو شخص سنگھ میں داخل ہونا چاہتا ہے۔ ضروری رسوم ادا کر چکنے کے بعد وہ تین تین بار یہ کہتا ہے :-

(۱) مَیں بُدھ کی شرن میں آتا ہُوں !
(۲) مَیں بُدھ دھرم کی شرن میں آتا ہُوں !!
(۳) مَیں سنگھ کی شرن میں آتا ہُوں !!!

اِس کے بعد مندرجہ ذیل عہد تین تین بار دُہرائے جاتے ہیں :-

(۱) مَیں ہنسا نہیں کرُوں گا !
(۲) مَیں کسی طرح کی چوری نہیں کرُوں گا !
(۳) مَیں پاکیزہ زندگی بسر کرُوں گا !
(۴) مَیں جھُوٹ نہیں بولُوں گا !

"ہر جاندار - ہر کہہ و مہ - قریب و بعید - حاضر و غائب - امان و راحت پائیں - درد و الم سے مبرا ہوں"!

"دُنیا دار کو چاہیئے - کہ مغائر مذہبی فرقوں کے ارباب کی بھی تعظیم کرے"۔

"اس دُنیا میں نفرت نفرت سے دُور نہیں ہوتی - بلکہ پیار سے دُور ہوتی ہے"۔

"آؤ - ہم آنند سے زندگی گزاریں - جو لوگ ہم سے نفرت کرتے ہیں - ہم اُن سے نفرت نہ کریں - نفرت کرنے والوں کے درمیان ہم نفرت سے آزاد رہیں - بیماروں میں بیماری سے آزاد رہیں - مصیبت زدوں میں رہ کر مصیبت سے آزاد رہیں - دُنیا کے مخمصوں میں پھنسے ہُوئے لوگوں کے درمیان رہ کر خواہشات سے آزاد رہیں"!

ایک جاندار کے ساتھ محبّت رکھنے کی تاکید کی گئی ہے۔ اِس میں خصوصیت سے تنبیہ کی گئی ہے۔ کہ دُشمنوں سے نفرت نہیں کرنی چاہیئے۔ کیونکہ دُشمنوں سے محبّت رکھنا نا ممکن ہے + ہاں ہم اِتنا کر سکتے ہیں۔ کہ اُن سے نفرت نہ کریں۔ اُن کی طرف بُری نیّت نہ رکھیں۔ اَور اِنتقام کا خیال تک بھی دِل میں نہ آنے دیں +

سب بُرے کاموں کو چھوڑنا۔ حتّی الوسع نیکی کرنا۔ صفائیِ قلب حاصل کرنا۔ بس یہی بُدھ کا دھرم ہے +

بھگوان بُدھ فرماتے ہیں :-

" اگر تمہیں کوئی ہاتھ، لکڑی یا تلوار سے مارے۔ تو بدلہ لینے کا خیال دِل میں نہیں لانا چاہیئے۔ برعکس اِس کے یُوں سوچنا چاہیئے۔ کہ میرے دِل میں جوش نہ آئے۔ کوئی بُرا کلمہ میری زبان سے نہ نکلے + میری خواہش ہے۔ کہ مَیں مہربان اَور رحم دِل ہُوں۔ دِل میں کینہ نہ رکھُوں ! "

" اگر رہزن بھی تمہارے اعضا کو تیز آرے سے جُدا کر دے۔ تو جو شخص غصّہ کو راہ دیتا ہے۔ میرے مت کا پَیرو نہیں "+

" پریم دِل کی نجات ہے "+

بھی نہ رہا تھا - اُس وقت بُدھ بھگوان کا ظہُور ہُوا ۔

اسی طرح جب بنگال میں دھرم کے نام پر بے شُمار ادھرم پھیل گئے - اُن کے مٹانے کے لئے راجہ رام موہن راے جی پیدا ہُوئے ۔ ایک طرف تعلیم یافتہ ہندُو اپنے دھرم کی ماہیت کو نہ سمجھنے کی وجہ سے اس سے مُنحرف ہو رہے تھے - دُوسری طرف عیسائی مذہب پھیلانے کی رات دن کوششیں ہو رہی تھیں - بیوہ عورتوں کو اُن کے مُردہ خاوندوں کی چتاؤں پر بٹھا کر زبردستی جلا دیا جاتا تھا - صغیر سنی کی شادی کا بُہت زور تھا - ایک سے زیادہ شادیاں کرنے کی مذمُوم رسم بھی رائج تھی - کُلین برہمنوں میں ایک ایک مرد کی سَو سَو شادیاں بھی کم سمجھی جاتی تھیں - سینکڑوں بُرے بُرے رسم و رواج پھیلے ہُوئے تھے - مغربی علُوم اور سائنس کی روشنی ابھی ہندوستان میں پھیلنی شرُوع نہیں ہُوئی تھی - اور مشرقی علُوم کی طرف سے لوگ لاپرواہ ہو رہے تھے ۔ انگریزوں کی سلطنت کی جڑ ابھی اچھی طرح جمنے نہیں پائی تھی - اور سارا مُلک جہالت کی تاریکی میں ڈوبا ہُوا تھا

ان تمام خرابیوں کو دُور کرنے کے لئے راجا

فصل آٹھویں

راجہ رام موہن رائے

دُنیا میں ہر ایک کام کے لئے ایک خاص وقت ہوتا ہے۔ قُدرت کا قانُون ہے۔ کہ جس وقت جس چیز کی ضرورت ہوتی ہے۔ پرماتما اُس کو اُسی وقت پَیدا کرتا ہے + جب راون کے ظُلم و ستم حد سے سوا بڑھ گئے۔ اُس وقت مہاراج رام چندر نے اَوتار لیا + جب کنس نے اندھیر گردی مچا رکھی تھی۔ اَور ایک عالم اِس کے جَور و جفا سے سخت تنگ آ گیا تھا۔ اُس وقت پرماتما نے اپنے عاجز بندوں کی مدد اور حمایت کے لئے شری کرشن بھگوان کو بھیجا + جب بے گُناہ بے زُبان جانوروں کے خُون سے ہندوستان کی مقدّس سرزمین سُرخ ہو رہی تھی۔ گویا جذبۂ رحم کا ہندوستانیوں کے دِلوں میں نام و نشان تک

عرصہ تک راجہ صاحب کا یہ حال رہا - کہ جب تک کم سے کم گیتا کے ایک ادھیائے کا پاٹھ نہ کر لیتے - پانی تک نہ پیتے ؛

راجہ رام موہن رائے کو پڑھنا لکھنا سیکھنے کے لئے پہلے گاؤں کی ایک پاٹھ شالا میں داخل کرایا گیا - آپ کی زبردست قوتِ حافظہ - ذہنِ رسا - یکسوئی اور کام کرنے کی طاقت دیکھ کر سب لوگ حیران رہ جاتے تھے + ایک روز آپ صبح کے وقت والمیکی رامائن پڑھنے بیٹھے - اور گھر والوں کو کہہ دیا - کہ جب تک میں پاٹھ ختم نہ کر لوں - مجھے کوئی نہ بلائے - چنانچہ جب تک آپ نے ساتوں کانڈ ختم نہ کر لئے - اسی جگہ بیٹھے رہے + جب کتاب ختم ہوئی - اس وقت شام کو اٹھ کر کھانا کھایا + آپ تا دمِ آخر اپنی نہایت اعلےٰ اور غیر معمولی ذہنی اور دماغی قابلیت کا ثبوت دیتے رہے + جسمانی طاقت اور زور کی بھی آپ میں کچھ کمی نہ تھی - آپ بہت خوبصورت تھے - قد اونچا اور چہرہ نہایت پُر جلال پایا تھا ؛

گو ہندوستان میں انگریزی سلطنت کی جڑ جمنی شروع ہو گئی تھی - مگر فارسی زبان کا ابھی بہت زور تھا - اچھی اچھی سرکاری نوکریاں حاصل کرنے کے لئے - وکیل بننے کے لئے -

نے ۱۷۷۴ء میں راجہ رام موہن رائے کو بھیجا۔ آپ بنگال میں کرشن نگر کے قریب رادھا نگر میں وہاں کے مشہور 'رائے خاندان' میں پیدا ہوئے۔ آپ کسی امیر یا راجہ کے بیٹے نہ تھے۔ آپ کے والد پنڈت رام کانت رائے ایک معزز کلین برہمن تھے۔ پنڈت رام کانت رائے کے دادا نے نواب مرشد آباد کے یہاں ملازمت کی تھی۔ اور حسنِ خدمات کی وجہ سے "رائے" کا خطاب حاصل کیا تھا۔ پنڈت رام کانت رائے بھی کچھ عرصہ نواب موصوف کے ہاں ملازم رہے۔ مگر پھر ریاست بردوان کے چند گاؤں کا اجارہ لے لیا۔ راجہ رام موہن رائے کی والدہ تارنی بائی ایسی دین دار۔ پرہیزگار۔ نیک طبیعت۔ رحم دل۔ ہر دلعزیز اور شیریں کلام عورت تھی۔ کہ سب لوگ اُسے "پھول ٹھاکرانی" کے نام سے مخاطب کرتے تھے۔ یہ ناممکن تھا۔ کہ ایسی نیک ماں کی صفات بیٹے میں نہ پائی جائیں۔

راجہ رام موہن رائے کے والدین ویشنو تھے۔ لڑکپن میں وہ بھی اپنے خاندانی دھرم میں بڑی عقیدت رکھتے تھے۔ اپنے گھر کے دیوتا رادھا گوبند کے آپ بڑے بھگت تھے۔ کہتے ہیں۔ گھنٹوں دیوتا کے قدموں میں لوٹتے رہتے تھے۔

بھیج دیا + وہاں چار برس تک آپ نے خوب دِل لگا کر تعلیم حاصل کی + قرآن شریف کی وحدانیت کی تعلیم پہلے ہی آپ کے دِل پر اثر انداز ہو چکی تھی - اب اُپنشدوں کا مطالعہ کیا - تو ان میں بھی وُہی "ایک برہم" کی عبادت کی تلقین نظر آئی - یہ آپ کو بہت پسند آئی ۔

نتیجہ یہ ہُوا - کہ آپ کا دِل آہستہ آہستہ ولشنو مت کی طرف سے ہٹ گیا - انھوں نے ایک رسالہ بُت پرستی کے خلاف تصنیف کیا + گو یہ چھپ کر شائع نہ ہو سکا - لیکن ان کے والد کو کسی طرح اس کا حال معلوم ہو گیا + وُہ سخت ناراض ہُوئے - اور رام موہن رائے کو بہت لعنت ملامت کی - مگر اس کے باوجود وُہ اپنے اصلی خیالات اپنے والدین کے روبرو رکھنے میں ذرا نہ ہچکچائے - کیونکہ رام موہن رائے اُن معدُودے چند لوگوں میں سے تھے - جو اپنے دِلی خیالات کے اظہار میں ہرگز کسی سے نہیں ڈرتے - اور جس کام کو ایک بار شرُوع کر دیتے ہیں - اُسے پُورا کئے بغیر نہیں چھوڑتے + راجہ رام موہن رائے اپنے اعتقاد کے گلے پر چھُری پھیر کر باپ کو خوش کرنے والوں میں سے نہ تھے + ماں باپ نے ہر چند

یا اگر اور کچھ بھی نہیں تو کم از کم شریف کہلانے کے لئے عربی اور فارسی کی تعلیم حاصل کرنا اِس وقت بھی بہت ضروری سمجھا جاتا تھا + اُن دِنوں فارسی اور عربی کی تعلیم کا مرکز پٹنہ تھا۔ چنانچہ آپ پٹنہ بھیجے گئے۔ اِس وقت آپ کی عمر ۹ برس کی تھی + آپ پٹنہ میں تین سال رہے۔ اور عربی اور فارسی دونو زبانوں میں خوب اِستعداد حاصل کر لی۔ اقلیدس اور ارسطوُ کی بعض تصانیف کو آپ نے اسی زمانہ میں عربی میں پڑھا + فارسی میں صوفی شاعروں کا کلام آپ کو بےحد پسند آیا۔ چنانچہ حافظ۔ مولانا رُوم وغیرہ کے شعر آپ نے زبانی یاد کر لئے + اِنہی دِنوں آپ نے قرآن شریف کا مطالعہ کیا۔ اُس کی وحدانیت کی تعلیم اور بُت پرستی کی مخالفت کا آپ کے دِل پر بہت گہرا اثر پڑا۔

جب دو سال بعد آپ گھر واپس آئے۔ تو فارسی۔ عربی اور بنگالی زبانوں میں پوری مہارت حاصل کر چکے تھے۔ مگر نانا کے خاندان کے رِواج کے مطابق یہ ضروری تھا۔ کہ سنسکرت زبان کی تعلیم بھی حاصل کی جائے۔ چنانچہ بارہ سال کی عمر میں پنڈت رام کانت رائے نے سنسکرت پڑھنے کے لئے آپ کو بنارس

جب راجہ رام موہن رائے کو گھر سے گئے بہت دن ہو گئے۔ تو باپ کے سینے میں محبت نے جوش مارا۔ اُس نے چاروں طرف تلاش میں آدمی روانہ کئے۔ ان میں سے ایک پتہ لگاتا لگاتا تبت تک جا پہنچا۔ اور انہیں اپنے ساتھ واپس لے آیا۔ اختلاف رائے کو بھول کر باپ نے پھر انہیں اپنے گھر میں بلا لیا۔ یہ آ کر پھر سنسکرت کتب کے مطالعہ میں مصروف و مشغول ہو گئے۔ ان کے والد پنڈت رام کانت رائے غلطی سے سمجھ بیٹھے تھے۔ کہ دلیس بدلیس میں اتنی دیر تک ٹکریں مارنے اور انواع و اقسام کی تکلیفوں کا سامنا کرنے کے بعد رام موہن رائے کا مزاج ٹھکانے آ گیا ہوگا۔ اور وہ اب کبھی ماں باپ کے خلاف ایک لفظ تک زبان سے نہ نکالے گا۔ مگر اُن کا یہ خیال بے بنیاد ثابت ہوا۔ پنڈت رام موہن رائے بدستور اپنے عقیدے پر قائم تھے۔ ان کے مذہبی خیالات میں ذرا بھی فرق نہ آیا تھا۔ جب موقع ملتا۔ آپ بے دریغ اور بلا تامل مورتی پوجا اور دوسری مذموم رسوم کی تردید اور مخالفت کرتے تھے۔

راجہ صاحب کی یہ باتیں اُن کے والد کو سخت ناگوار گذریں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ

سمجھایا - مگر بے سود! آخر اُنھوں نے رام موہن رائے کو گھر سے نکال دیا ٭

گھر سے نکل کر آپ نے ہندوستان کے مختلف حصّوں کی سیر کی - اور جو مذہب جہاں مروّج پایا - اُس کا بغور مطالعہ کیا + اِس کے بعد آپ بُدھ مذہب کے مطالعہ اور تحقیق کے لئے تبّت تشریف لے گئے - تبّت والے لاما' کو کُل کائنات کا خالق جانتے اور اُسی کی عبادت کرتے ہیں - اور یہ سمجھتے ہیں - کہ وہ مرتا نہیں - بلکہ صرف چولا بدلتا ہے + راجہ صاحب تو بُت پرستی - مردُم پرستی اور کُفر کے کٹّر دُشمن تھے - چُنانچہ اُنھوں نے تبّت میں بھی وہاں کے مروّجہ مذہب کے خلاف کُھلّم کُھلا مخالفت کا جھنڈا بلند کر دیا + لوگوں کو یہ بات سخت ناگوار گزری - اور وہ ان کی جان لینے کے درپے ہو گئے - مگر تبّت کی عورتیں اِن کے آڑے آئیں - اور اُنھوں نے ہر طرح اِن کی مدد کی - اور اِن کی جان بچائی + راجہ صاحب کے دِل پر تبّت کی عورتوں کے سلُوک کا بہت گہرا اثر ہوُا - چُنانچہ آپ دمِ آخر تک عورتوں کے سچّے ہمدرد بنے رہے - اور اُن کی حالت میں اصلاح اور اُن کی ترقّی و بہبُودی کے لئے دِل و جان سے کوشش کرتے رہے ٭

دُوسری شادی ہو گئی - اور ابھی اِس کو ایک سال بھی نہ گُزرنے پایا تھا - کہ ایک اور شادی بھی ہو گئی + آپ کی تو صِرف تِین ہی شادیاں ہُوئیں - مگر اُن دِنوں ایک ایک کُلین برہمن کی چالیس چالیس پچاس پچاس شادیاں ہو جانا معمُولی بات تھی - خیر! ۱۸۰۲ء میں آپ کا پہلا بیٹا رادھا پرشاد پَیدا ہُؤا +

راجہ رام موہن رائے کے دِل نے یہ گوارا نہ کِیا - کہ باپ سے روپیہ لے کر اُنھی کے خیالات اور اِعتقادات کی تردِید اور مُخالفت کریں - چُنانچہ آپ نے ۱۸۰۱ء میں رنگ پُور کی کلکٹری میں مُلازمت کر لی + اُن دِنوں وہاں مشہُور ہمدردِ ہند انگریز مِسٹر ڈِگبی کلکٹر تھے + رام موہن رائے شرُوع ہی سے بڑے بے باک اور آزاد طبیعت واقع ہُوئے تھے + آپ نے صاحِب کو کہا - کہ اگر آپ مجھے مُلازِم رکھیں - تو آپ کو تحرِیری اقرار اِس مطلب کا دینا ہوگا - کہ جِس وقت مَیں آپ کے پاس کِسی کام کو آؤں - تو آپ مجھے کُرسی دیں گے - اور دوئم آپ میرے ساتھ اَیسا برتاؤ نہ کریں گے - جَیسا عام طَور پر اور اہلِ عملہ کے ساتھ ہوتا ہے + ڈِگبی صاحِب سمجھ گئے - کہ یہ شخص معمُولی دِل گُردہ کا اِنسان نہیں ہے - چُنانچہ رام موہن

اُنہیں ایک دفعہ پھر گھر سے نکال دیا گیا + اس کے کچھ عرصہ بعد ان کے والد گزر گئے - اِن کے مذہبی عقائد اور خیالات کی وجہ سے ان کی والدہ بھی ان کے خلاف تھی - اِس لئے اِس موقعہ پر اُس نے اِس بات کی بڑی کوشش کی - کہ رام موہن رائے کو موروثی جائداد کا وارث قرار نہ دیا جائے + راجہ رام موہن رائے نے ادھیڑ عمر میں ایک جگہ خود تحریر فرمایا ہے :-

"میرا اِرادہ کبھی ہندو دھرم پر حملہ کرنے کا نہ تھا - اور نہ مَیں ہندو دھرم کا مخالف ہوں۔ ہندو دھرم کے نام سے جو کھوٹے دھرم مروّج ہیں - میرا وار اُنہی پر ہوتا ہے "+

دُوسری دفعہ گھر سے نکالے جانے سے لے کر باپ کی وفات تک کا کئی سال کا عرصہ آپ نے بنارس میں گزارا - یہاں آپ کو ہندو شاستروں کا مُطالعہ کرنے کا بہت عمدہ موقع ملا - اور سنسکرت زبان کے قلمی نسخوں کو نقل کرکے آپ کسی طرح اپنا گذارہ کرتے رہے + بنارس ہی میں آپ نے اپنی خانہ داری کی زندگی شروع کی - آپ کی پہلی شادی اُس وقت ہُوئی تھی - جب آپ بالکل بچّے تھے + اِس لڑکی کے گزر جانے کے بعد ۹ برس کی عمر میں ان کی

مہا پُرش کو ایشور نے ایک خاص کام کرنے کے لئے دُنیا میں بھیجا ہو - وُہ ہمیشہ کے لئے کس طرح مُلازمت کی زنجیروں میں جکڑا ہُوا رہ سکتا ہے؟ چُنانچہ آپ نے تیرہ سال تک نہایت کفایت شعاری کی زندگی بسر کرکے بہت سا روپیہ پس انداز کر لیا - اور ۱۸۱۴ء میں مُلازمت سے استعفٰے دے دیا + وہاں سے آپ گھر چلے آئے - اور مذہبی اصلاح کا کام شروع کر دیا +

جو شخص صداقت کا جھنڈا ہاتھ میں لے کر نکلتا ہے - اُس کو کیا کیا تکلیفیں نہیں اُٹھانی پڑتیں؟ ابتدائے آفرینش سے یہی دستور چلا آتا ہے - چُنانچہ سب لوگ راجہ رام موہن رائے کے مُخالف بن بیٹھے - اور انہیں ہر مُمکن طریقے سے تکلیفیں دینے اور ستانے لگے + مگر راجہ صاحب نے ذرا پروا نہ کی - نہ تکلیفوں سے ڈرے - نہ لوگوں کی مُخالفت سے گھبرائے + بڑے آدمی مُشکلات کی عظمت کو بخُوبی سمجھتے ہیں + وُہ ان سے کبھی نہیں گھبراتے - بلکہ جُوں جُوں مُشکلات بڑھتی ہیں - اُن کا حوصلہ دو چند اور ہمت دوبالا ہوتی جاتی ہے + کامیابی کی قدر و قیمت کا اندازہ اُنھی مُشکلات سے لگایا جاتا ہے - جو اُس کے راستے میں حائل ہُوئی ہوں + غرض راجہ صاحب اپنے کام میں لگے رہے + ماں بھی ان کو بھرشٹ

رائے کی پیش کردہ شرائط خوشی سے منظور کر لیں۔ چند ہی روز میں آپ کی قابلیت اور اور جوہر صاحب موصوف پر کھل گئے۔ اور وہ اِن پر دل سے فدا ہو گئے۔ اور جہاں گئے۔ ان کو ساتھ ہی لے گئے۔ راجہ صاحب ترقی کرتے کرتے بہت جلد محرّر سے کلکٹر کے سررشتہ دار ہو گئے۔ اُس زمانہ میں اِس سے بڑے عہدوں کا دروازہ ہندوستانیوں کے لئے بند تھا۔

زمانۂ ملازمت سے کچھ عرصہ پہلے یعنی ۲۲ سال کی عمر میں آپ نے انگریزی پڑھنا شروع کیا تھا۔ ڈگبی صاحب کی مدد سے اب آپ نے انگریزی زبان پر عبور حاصل کر لیا۔ اور "ویدانت سار" کتاب انگریزی زبان میں لکھی۔ آپ اِس عرصہ میں بھی جو کچھ خدمت ملک یا قوم کی کر سکتے تھے۔ ہمیشہ کرتے رہتے تھے۔ اور جس اعلےٰ اور پاک مقصد کے لئے آپ اِس جہان میں تشریف لائے تھے۔ اُس سے کبھی ایک لمحہ کے لئے بھی غافل نہ رہے۔ چنانچہ اُن دنوں ہر روز شام کے وقت اپنے گھر پر جلسہ کرکے مورتی پوجا کی لغویت اور برہم گیان کی اہمیت پر تقریریں کیا کرتے تھے۔ اُس زمانہ میں بھی آپ لوگوں کی ناراضگی سے نہیں بچ سکے تھے۔ خیر! مگر جس

دوست بھی مورتی پوجا کے خلاف ہو گئے۔ اور اس کے انسداد کے مختلف طریقے سوچنے لگے۔ ان باتوں سے بہت سے لوگ آپ کے دشمن بن بیٹھے یہاں تک کہ بعض بدمعاش ان کی جان تک لینے پر بھی آمادہ ہو گئے۔ اب آپ کلکتہ تشریف لے گئے۔ اور مانک ٹولا میں ایک مکان خرید کر اس میں رہائش اختیار کر لی۔ اور پوری سرگرمی اور تن دہی سے اپنی زندگی کے اعلےٰ مقصد کی تکمیل میں لگ گئے۔

راجہ رام موہن رائے نے اپنی بے پایاں علمیت، اٹل مذہبی خیالات، بے مثل ذہانت، فہم و فراست، جسم۔ دل، دماغ اور مال و دولت کی اپنے ملک اور سوسائٹی کی اصلاح کے یگیہ میں آہوتی دے دی۔ ایسی عظیم الشان قربانی کے بغیر ایسے عظیم الشان مقصد میں کامیابی محض ناممکن تھی۔ آپ دنیا کی بڑی بڑی زبانوں کے ماہر تھے۔ اس لئے تمام مذاہب کی کتابوں کا مطالعہ کر کے صداقت کا پتہ لگا لیتے تھے۔ کلکتہ پہنچ کر آپ نے مورتی پوجا اور مذموم رسوم کے خلاف کھلم کھلا جنگ کا اعلان کر دیا۔ اس جنگ میں وہ چار قسم کے تیز ہتھیاروں سے کام لینے لگے۔ بحث مباحثہ۔ مدرسے قائم کرنا۔ سبھائیں بنانا اور لیکچر دینا۔

اور کافر سمجھنے لگی - اور چاہا کہ قانونی طور پر انہیں موروثی جائداد وغیرہ سے محروم کر دے۔ مگر کامیاب نہ ہو سکی + اس نے لوگوں کو بھڑکایا - کہ آؤ مل کر رام موہن کو گاؤں سے نکال دیں +

یہ حالت دیکھ کر آپ نے مرگھٹ کے قریب ایک مکان بنا لیا - اور اس میں رہائش اختیار کر لی - اس کے سامنے ایک عبادت گاہ تعمیر کرائی - جس کے چاروں طرف 'اوم تت ست' اور 'ایک میو ادوتیم!' لکھا ہوا تھا - اسی اثناء میں ایک روز ان کی بیوی اُما دیوی جی نے پوچھا - "سب سے اچھا دھرم کون سا ہے؟"

آپ نے جواب دیا - "گائیں مختلف رنگوں کی ہوتی ہیں - مگر دودھ سب کا ایک ہی جیسا ہوتا ہے - اسی طرح ہر ایک مذہب کی تعلیم کا لُب لباب یہ ہے - کہ نیک راہ اختیار کی جائے" +

اب آپ نے سوچا - کہ کلکتہ میں ہر قسم کی سہولتیں حاصل ہو سکتی ہیں - اس لئے وہاں جا کر پرچار کا کام شروع کرنا چاہیئے + پہلے آپ کچھ عرصہ کے ، مرشد آباد میں ٹھہرے - جہاں آپ نے مورتی پوجا کے خلاف اپنی مشہور فارسی کتاب "تحفة الموحدین" تصنیف کی - اس کتاب کی بڑی اشاعت ہوئی - راجہ صاحب کے بہت سے

مُطالعہ کریں۔ چُنانچہ آپ انجیل پڑھنے لگے + اِنہی دِنوں آپ نے عبرانی اور یُونانی زبانیں سیکھیں۔ تاکہ انجیل کا مطلب و مفہُوم سمجھنے میں سہُولت ہو۔ کیونکہ انجیل پہلے پہل اِنہی زبانوں میں لکھی گئی تھی + آخر جب آپ عیسائی مذہب سے پُوری پُوری واقفیت بہم پہنچا چُکے۔ تو انجیل کے بعض ضرُوری حِصّے اخذ کرکے "عیسےٰ کے احکام" کے نام سے ایک مُختصر سا رسالہ شائع کیا + اِس میں صِرف حضرت عیسےٰ کے احکام اور نصائح درج تھے۔ لیکن اُن مُعجزات کا قطعی ذِکر نہ تھا۔ جو انجیل میں درج ہیں۔ اور جو خُوش اِعتقاد عیسائیوں کے خیال کے مُطابق حضرت عیسےٰ کی ذات سے ظہُور میں آئے تھے + نتیجہ یہ ہُوا۔ کہ بعض کٹّر عیسائیوں نے اِس کتاب کو بہت بُری نگاہ سے دیکھا +

سری رام پُور کے پادریوں نے اپنے ایک رسالہ (FRIEND OF INDIA) میں اِس کتاب کی بڑی سخت تنقید کی۔ اور راجہ رام موہن رائے کو خُوب دِل کھول کر کھری کھوٹی سُنائیں۔ اِس کے جواب میں اِنہوں نے "عیسائی پبلک سے عرض" نامی ایک رسالہ شائع کیا۔ اِس کے بعد "عیسائیوں سے دُوسری عرض" اور "عیسائیوں سے آخری عرض" یہ دو رسالے اور شائع کئے + اِن

برہم گیان کے پرچار کے لئے آپ نے بنگالی زبان میں "ویدانت سوتر" کی شرح لکھ کر سب کو مفت تقسیم کی - اس کے بعد جلد ہی اس کتاب کا انگریزی اور ہندی میں بھی ترجمہ ہو گیا + پھر انہوں نے "ویدانت سار" "ویدانت پرولیش" اور اُپنشدوں وغیرہ کا ترجمہ کر کے ملک میں دھرم کی دھوم مچا دی - ان کے نئے مت کے نور سے اطراف و جوانب روشن ہو اُٹھے + سناتن دھرم کی طرف سے سوبر مھنیہ شاستری اور شنکر شاستری راجہ رام موہن رائے کے ساتھ بحث کرنے کے لئے آئے - مگر راجہ صاحب کی بے پایاں علمیت اور بے نظیر دلائل کے مقابلہ میں ان کی ایک پیش نہ گئی + اپنے نئے مت کا پرچار کرنے کے لئے راجہ صاحب نے بہت سی کتابیں تصنیف کیں - اور زبردست مخالفت کی بھی ذرا پروا نہ کی +

اسی سال اپنے دوستوں کی مدد سے آپ نے کلکتہ میں "آتمیہ سبھا" قائم کی - جس کا جلسہ ہر ہفتے ہوتا تھا + اس میں مذہبی مضامین پر تقریریں ہوتی تھیں - اور بھجن اور گیت گائے جاتے تھے + ہندو دھرم - بدھ مت اور دین اسلام کا مطالعہ تو آپ پہلے ہی کر چکے تھے - اب ان کی خواہش ہوئی - کہ عیسائی مذہب کا بھی

برہم سماج اور مندر کے اغراض و مقاصد

مندرجہ ذیل قرار دیئے گئے تھے :-

(۱) اس مندر میں خالقِ کُل ۔ نراکار (جس کی کوئی شکل نہیں) پرمیشور ۔ کی پُوجا ہوگی ؛

(۲) اس مندر میں بلا لحاظ قوم و ملت ہر شخص کو آ کر نراکار پرمیشور کی عبادت کرنے کا اختیار ہے ؛

(۳) اس میں کسی مذہب یا فرقے کے معبود کی تقریر، تحریر یا بھجن میں نندا یا بُرائی نہ کی جائے گی ؛

(۴) اس میں بکرے یا دیگر مادی اشیاء کی قربانی نہیں دی جائے گی ؛

(۵) کسی قسم کی تصویر یا بُت یا فوٹو وغیرہ یہاں نہیں رکھی جائے گی ۔ وغیرہ وغیرہ ؛

برہم سماج کے قیام کا خاص مقصد ایک ایشور (وحدہٗ لا شریک) کی عبادت کا پرچار کرنا تھا ؛

راجہ رام موہن رائے ایک بڑے زبردست مصلحِ قوم تھے ۔ اُنہوں نے جس قدر مذہبی ۔ سوشل ۔ اخلاقی اور مُلکی خدمات انجام دیں ۔ اُن کا اندازہ لگانا یا اُن کا پُورا پُورا حال بیان کرنا سخت مشکل کام ہے ؛ سب سے پہلی اِصلاح جو آپ نے کی وُہ رسم ستی کا قانوناً بند کرانا

رسالوں میں عیسائی مذہب کے بعض اصولوں کی تردید کی گئی تھی۔ اور پادریوں کے پیش کردہ دلائل کا منہ توڑ جواب دیا گیا تھا۔ اس کے علاوہ انہوں نے اور بھی کئی چھوٹی چھوٹی کتابیں تصنیف کیں۔ جن میں عیسائی مذہب اور ہندو دھرم کی بعض برائیوں کا خوب خاکہ کھینچا گیا تھا۔ راجہ رام موہن رائے کی قابلیت کا لوگوں کے دلوں پر سکہ بیٹھ گیا۔ اور دور و قریب ہر جگہ ان کی شہرت پھیل گئی۔

آخر ماہ اگست ۱۸۲۸ء میں راجہ رام موہن رائے نے ایک کرایہ کے مکان میں 'برہم سماج' قائم کی۔ اس کے بہت عرصہ پہلے جیسا کہ اوپر ذکر کیا جا چکا ہے۔ آپ نے آتمیہ سبھا قائم کی تھی۔ مگر وہ بعض وجوہات سے بند ہو گئی تھی۔ اس کے اکثر و بیشتر ممبر برہم سماج کے ممبر تھے۔ اس کے دو سال بعد برہم سماج کے لئے ایک عالیشان عمارت تعمیر کرائی گئی۔ اور وہاں اس کے اجلاس ہونے لگے۔ برہم سماج اور مندر کی عمارت ۲۳ جنوری ۱۸۳۰ء کو بن کر تیار ہوئی تھی۔ اس روز دیسی تاریخ ۱۱ ماگھ تھی۔ چنانچہ اسی مبارک دن ہندوستان میں برہم سماج کی قائمی کا جلسہ ہوتا۔ اور اس کی یادگار منائی جاتی ہے۔

اکبر نے بھی اس رسم کو بند کرنے کی کوشش کی تھی۔ مگر کامیابی حاصل نہ ہو سکی تھی + راجہ رام موہن رائے نے رسم ستی کے خلاف متعدد کتابیں لکھیں۔ اور حوالہ جات دے دے کر یہ ثابت کر دیا۔ کہ شاستروں کی رُو سے یہ ضروری نہیں ہے۔ کہ بیوی شوہر کی چتا پر بیٹھ کر جل مرے + اُنھوں نے صرف اسی پر اکتفا نہ کی۔ بلکہ گورنمنٹ عالیہ کی خدمت میں بھی اس مطلب کی درخواست بھیجی۔ کہ رسم ستی کو قانوناً ناجائز قرار دیا جائے۔ آخر لارڈ ولیم بنٹنگ گورنر جنرل ہند نے رسم ستی کو بند کر دیا۔ اور ۱۸۲۹ء میں اس کے خلاف قانون نافذ ہو گیا + اس زبردست اصلاح کے لئے ہندوستان کی عورتیں آپ کی ہمیشہ ممنون رہیں گی +

راجہ صاحب تعلیم نسواں اور ازدواج بیوگان (ودھوا بیاہ) کے زبردست حامی تھے۔ آپ کی رائے تھی۔ کہ عورتیں ذہنی و دماغی قابلیت کے لحاظ سے ہرگز مردوں سے اُتر کر نہیں ہوتیں۔ اور اگر اُنھیں مناسب تعلیم دی جائے۔ تو اُن کی ذات سے مُلک کو بے شمار فائدہ پہنچ سکتا ہے + راجہ رام موہن رائے ذات پات کی تفریق کے بھی کٹر مخالف تھے۔ اور

تھا۔ یہ رسم ہندوستان میں بہت قدیم زمانہ سے چلی آتی تھی۔ اور اس کا انسداد کوئی آسان کام نہ تھا+ جن دنوں راجہ صاحب تبت میں تھے۔ اُس وقت وہاں کی عورتوں کے نیک سلوک اور ہمدردی کا ان کے دل پر اتنا گہرا اثر ہوا تھا۔ کہ انہوں نے اُسی وقت اپنے دل میں عہد کر لیا تھا۔ کہ میں ہمیشہ عورتوں کی ترقی اور بہبودی میں دل و جان سے کوشش کرتا رہوں گا +

جب ان کے بڑے بھائی کا انتقال ہوا۔ تو انہوں نے اپنی بھاوج کو سمجھایا کہ ستی نہ ہو۔ مگر وُہ اس وقت تو نہ مانی۔ لیکن جب چتا پر رکھی گئی۔ تو بہت گھبرائی۔ اور واویلا کرنے لگی۔ اور نکل بھاگنے کی بہت کوشش کی۔ مگر رشتہ داروں نے مار مار کر اُسے نیچے بٹھا دیا۔ اور اُٹھنے نہ دیا۔ اور ڈھول اور جھانجھ زور زور سے بجانے لگے۔ اُس کی چیخیں انہی کے شور میں گم ہو کے رہ گئیں!

راجہ رام موہن رائے نے اس مذموم کارروائی کی سخت مخالفت کی۔ مگر ان کی ایک پیش نہ گئی + آخر دل میں یہ عہد کیا۔ کہ جب تک میں اس مکروہ رسم کو بند نہیں کرا دوں گا۔ چین نہ لوں گا + چنانچہ ایسا ہی ہوا + مغل شہنشاہ

صاحب نے ایک چھٹی لاٹ صاحب کو بھی اس مطلب کی لکھی۔ کہ صرف سنسکرت یا عربی زبان اور ادب کے مطالعہ سے اس وقت ہندوستانیوں کو کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔ بخلاف اس کے انگریزی زبان اور لٹریچر کے مطالعہ سے ہمارا بہت کچھ بھلا ہو سکتا ہے۔ انگریزی زبان ہمارے لئے مغربی علوم و فنون کا دروازہ کھول دے گی۔ اس قسم کی بہت سی باتیں آپ نے اس چھٹی میں درج کیں +

راجہ رام موہن رائے کی اس پُرمغز اور مدلل تحریر کا ارباب بست و کشاد پر بہت اثر ہوا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ راجہ رام موہن رائے کی پارٹی کے سر فتح کا سہرا بندھ گیا۔ اور ہندوستان میں انگریزی تعلیم کی داغ بیل پڑ گئی آج ہندوستان میں جو ہزاروں سکول اور کالج قائم ہیں۔ جن میں مشرقی علوم کے علاوہ مغربی زبانیں اور علوم و فنون بھی سکھائے جاتے ہیں۔ وہ سب راجہ صاحب کی ان تھک کوششوں کا نتیجہ ہیں + ان سے بڑھ کر ملک اور قوم کا بہی خواہ اور کون ہوگا؟ انہوں نے بہت سے سکول اور ایک کالج قائم کرنے میں مدد دی۔ اور ایک انگریزی سکول خود بھی قائم کیا +

انھوں نے ہندو سوسائٹی کی پیشانی سے اس کلنک کو دُور کرنے کی حتےّ الوسع بہت کوشش کی ٭

مُلک کو جہالت کی تاریکی سے نکالنے۔ اور علم کی روشنی پھیلانے میں جس قدر کوشش راجہ رام موہن رائے نے کی کم کسی نے کی ہوگی + اس سلسلہ میں آپ کی گراں بہا خدمات کی جس قدر تعریف کی جائے بجا اور جتنا احسان مانا جائے روا ہے + آپ نے بہت سی پاٹھ شالائیں اور مدرسے قائم کئے۔ اور دُوسروں کو بھی ان کاموں میں بہت مدد دی + ان دِنوں یہ سوال بڑے زور و شور سے اُٹھا۔ کہ ہندوستان کے باشندوں کو کس قسم کی تعلیم دی جائے؟ سنسکرت۔ عربی اور فارسی کی تعلیم پر زور دیا جائے۔ یا انگریزی کی تعلیم پر؟ بعض اصحاب کی رائے تھی۔ کہ ہندوستان والوں کو کوئی غیر زُبان سیکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہندو سنسکرت پڑھیں۔ اور مسلمان عربی اور فارسی سیکھیں + اس وقت زیادہ آدمیوں کی رائے یہی تھی ٭

دُوسری پارٹی والوں کا یہ خیال تھا۔ کہ سنسکرت۔ عربی اور فارسی زُبانوں کی تعلیم بھی دی جائے۔ راجہ صاحب کی رائے بھی یہی تھی۔ بہت بحث ہُوئی۔ بڑا جھگڑا ہُوا۔ راجہ

گلا گھونٹ دیا گیا۔ اور آپ کو چار و ناچار
ہر دو اخبارات بند کر دینے پڑے ؛

راجہ رام موہن رائے نے پریس ایکٹ کے
خلاف پہلے گورنمنٹ کو لکھا۔ اس کے بعد سپریم
کورٹ سے لکھا پڑھی کی۔ مگر جب دونوں جگہ
ناکامی کی صورت دیکھنی نصیب ہوئی۔ تو ایک
نہایت زبردست اور مدلل عرضداشت نہایت
مؤدبانہ پیرایہ میں لکھ کر شاہ انگلستان کی
خدمت میں روانہ کی۔ مگر وہاں سے بھی بجز
حسرت و ناکامی اور کچھ ہاتھ نہ آیا + لیکن ان
کی محنت رائگاں نہ گئی۔ جو پیڑ انہوں نے
قریبًا سو سال کا عرصہ ہوا اخبار نویسی کی زمین
میں لگایا تھا۔ وہ آج خوب پھل پھول رہا ہے +
چنانچہ ملک میں سینکڑوں اخبارات اور ہزاروں
رسائل شائع ہوتے ہیں۔ اور وہ ہر ایک معاملہ
کے متعلق آزادی کے ساتھ اور بے دھڑک
اپنی رائے کا اظہار کرتے ہیں ؛

راجہ رام موہن رائے نے دختر فروشی اور
دختر کشی اور صغر سنی کی شادی کے خلاف
زبردست آواز بلند کی + راجہ صاحب کو ہر وقت
یہ فکر دامنگیر رہتی تھی۔ کہ عورتوں کو پستی
کی حالت سے کس طرح ابھارا جائے + چنانچہ آپ
نے ایک رسالہ اس مطلب کا تصنیف کیا۔ کہ

آپ کو "بنگالی لٹریچر کا باپ" کہا جائے۔ تو کچھ مبالغہ نہ ہوگا + آپ سے پہلے بنگالی زبان کی حالت بہت خراب تھی۔ آپ نے بنگالی زبان اور لٹریچر کی بہت گراں قدر خدمات انجام دیں۔ آپ نے بہت سی کتابیں مثلاً صرف و نحو۔ جغرافیہ۔ جیومیٹری وغیرہ تصنیف کیں۔ اور اپنی لگاتار محنت کی بدولت بنگالی زبان کو اس قابل بنا دیا۔ کہ وہ مختلف قسم کے خیالات کے اظہار کا ذریعہ بن سکے + اگر آپ اس کے سوا اور کوئی بھی خدمت ملک یا قوم کی انجام نہ دیتے۔ تب بھی آپ کا نام لافانیت اور شہرت کے آسمان پر ہمیشہ چمکتا رہتا +

ہندوستانی اخبار نویسی کے میدان میں اوّل اوّل قدم مارنے کا فخر بھی راجہ رام موہن رائے ہی کو حاصل ہوا۔ انہوں نے ایک چھاپہ خانہ قائم کیا۔ اور ایک رسالہ موسومہ بہ "برہمنیکل میگزین" جاری کیا۔ اس کے بعد ۱۸۲۱ء میں ایک ہفتہ وار بنگالی اخبار "سمباد کومدی" جاری کیا + اس کے کچھ عرصہ بعد آپ نے فارسی زبان میں ایک ہفتہ وار اخبار نکالا۔ اور اس کا نام رکھا "مراۃ الاخبار" ان دونوں اخباروں کے ذریعہ آپ نے پبلک کو بہت کچھ فائدہ پہنچایا + مگر بدقسمتی سے انہی دنوں پریس کی آزادی کا

رہے ہیں - مثلاً عدالتوں کی اصلاح - ہندوستانیوں کو اعلیٰ عہدے ملنا - جیوری کے طریقہ کا ہندوستان کے مقدمات میں اجرائے - ایگزیکٹو اور جوڈیشل کاموں کی علیحدگی - ترتیب قوانین اور وضع قانون میں ہندوستانیوں کی رائے لینا - فارسی کی بجائے انگریزی کا عدالتی زبان ہونا - دیسی ملیشیا کا قائم کرنا - زمینداروں کی حالت کی اصلاح - بندوبست استمراری - کم عمر سویلینوں کے بھیجنے کی خرابی وغیر وغیرہ ؛

راجہ صاحب کی کوششوں اور اصلاحوں کا کہاں تک ذکر کیا جائے - کون سی ایسی برائی ہے - جس کے انسداد کے لئے راجہ صاحب نے کوشش نہ فرمائی ہو - اور کون سی ایسی بھلائی ہے - جس کی ترویج میں انہوں نے پورے طور سے حصہ نہ لیا ہو ؛ آج راجہ صاحب کی کوشش بار آور ہو رہی ہے - اور اپنے اور پرائے بڑے بڑے عالم فاضل صدق دلی سے اس امر کا اعتراف کرتے ہیں - کہ ایسے ایسے مہا پُرش دُنیا میں شاذ و نادر ہی آتے ہیں ؛

نومبر ۱۸۳۰ء میں دلی کے مغل بادشاہ بہادر شاہ نے جو اب صرف برائے نام بادشاہ تھا اپنی بعض شکایات رفع کرانے کی غرض سے پنڈت رام موہن رائے کو "راجہ" کا خطاب عطا

شوہر کی وفات کے بعد بیوی کو اُس کی جائداد کا کچھ حصّہ ضرور مِلنا چاہئے + اِن دِنوں بنگال میں ایک سے زیادہ شادیاں کرنے کا رواج بھی عام تھا + بالخصوص کُلین برہمنوں میں + یہ بھی عورتوں پر صریحی ظلم تھا + راجہ صاحب کے دِل پر اِس سے سخت چوٹ لگی - آپ نے اِس مکرُوہ رواج کی سخت مذمّت کی - اِس کے خِلاف بہت کچھ لِکھا - یہاں تک کہ اپنی وصیّت میں بھی یہ صاف طور پر درج کر دِیا - کہ اگر کوئی میرا بیٹا یا اَور وارِث ایک سے زیادہ شادیاں کرے گا - تو میری جائداد سے محرُوم کر دِیا جائے گا +

آپ نے اپنے ہموطنوں کی مُلکی حالت سُدھارنے میں بھی بہت کوشِش کی - آپ کی یہ زبردست خواہش رہی - کہ ہندوستانیوں کو اِن کے جائز پولیٹیکل حقوق عطا کئے جائیں + آپ آزادی کے دِلدادہ تھے - اَور صِرف اپنے ہی وطن کو نہیں بلکہ دُنیا کے سبھی لوگوں کو آزاد و خوشحال دیکھنا چاہتے تھے + بڑے بڑے پولیٹیکل لیڈر اِن کے خیالات کا لوہا مانتے ہیں - مُدتوں پہلے آپ نے پارلیمنٹ پر اُن تمام مُلکی اِصلاحوں کی ضرورت ظاہر کر دی تھی - جِن پر اب اِنڈین نیشنل کانگرس اَور مُلکی لیڈر زور دے

مقصد کے لئے آپ دُنیا میں تشریف لائے تھے۔ وُہ پایۂ تکمیل کو پہنچ چُکا تھا۔ اِس لئے ۲۷ ستمبر ۱۸۳۳ء کو مشرق کا یہ رَوشن ستارہ مغرب میں غروب ہو گیا!

آپ ۱۸ اکتوبر ۱۸۳۳ء کو بلا کسی ہندو یا مسیحی رسم کی ادائیگی کے مِس کیل صاحب کے (جن کے ہاں آپ اِن دِنوں مہمان تھے) چوگان میں چُپ چاپ دفنا دیئے گئے + ۱۸۴۲ء میں جب بابو دوارکا ناتھ ٹھاکر انگلستان گئے۔ تو اُنھوں نے راجہ صاحب کا تابُوت وہاں سے اُٹھوا کر برسٹل میں دفن کرایا۔ اور اس کے اُوپر مشرقی طرز کی ایک عمارت بھی تعمیر کرائی+ ۱۸۷۲ء میں راجہ صاحب کی قبر پر یہ کتبہ درج کیا گیا تھا:-

"اِس پتھر کے نیچے راجہ رام موہن رائے مدفون ہیں۔ جو وحدتِ ذات باری کے سچّے اور ثابت قدم مُعتقِد تھے + اُنھوں نے اپنی زندگی کو کامل عبُودیت سے صرف ذاتِ الٰہی کی پرستش کے لئے تصدّق کر دیا تھا + قُدرتی اعلےٰ ذہانت کے ساتھ وُہ بہت سی زُبانوں کے کامل ماہر تھے۔ اور چھوٹی ہی عُمر میں اُنھوں نے یہ شُہرت حاصل کر لی تھی۔ کہ وُہ اپنے زمانہ کے ایک سب سے بڑے فاضل ہیں +

فرما کر اور اپنا ایلچی بنا کر شاہِ انگلستان کی خدمت میں بھیجا + ماہ اپریل ۱۸۳۱ء میں آپ وہاں پہنچے - آپ کی شہرت آپ سے بہت پہلے ہی وہاں پہنچ چکی تھی - چنانچہ وہاں آپ کی بہت عزت ہوئی - آپ نے بورڈ آف کنٹرول کے رُوبرو شہادت دی - اور ہندوستان کی اصلی حالت کا خاکہ کھینچ کر دکھایا - ایک دو کتابیں بھی ہندوستان کے پولیٹیکل معاملات کے متعلق شائع کیں +

آپ فرانس بھی تشریف لے گئے - اور کچھ عرصہ تک اس مُلک کی سیر کرکے انگلستان واپس آ گئے - انگلستان اور فرانس کے عالموں نے آپ کو سر آنکھوں پر بٹھایا - اور آپ کی غیر معمولی قابلیت و ذہانت، کام کرنے کی بے انتہا طاقت اور عظمت پر فریفتہ ہو گئے + ۱۱ر ستمبر ۱۸۳۳ء کو برسٹل میں ایک بڑا بھاری جلسہ ہُوا - جس میں آپ سے مُلاقات کرنے کی غرض سے انگلستان کے بہت سے بڑے بڑے آدمی شامل ہوئے + ۱۶ر ستمبر کو پھر ایک جلسہ ہُوا - جس میں راجہ صاحب نے متواتر تین گھنٹے تک دھواں دھار تقریر کی - ۱۹ر ستمبر کو آپ کو بخار ہو گیا - بہتیرا عِلاج مُعالجہ ہُوا - اچھے اچھے ڈاکٹر بُلائے گئے - مگر جس

مثالیں آپ کے سوانح حیات میں پائی جاتی ہیں +
راجہ رام موہن رائے کی سب سے بڑی خوبی یہ تھی - کہ وہ کسی مذہب کے ہادی اور کتب مقدسہ کی کبھی توہین نہ کرتے تھے - بلکہ ہمیشہ ان کا نام بڑے ادب سے لیتے تھے +

آپ جو کچھ زبان سے کہتے - اُسے پُورا کر کے دکھاتے تھے - اپنی دُھن کے ایسے پکے تھے - کہ کسی کام کو ایک دفعہ ہاتھ میں لے کر اس وقت تک نہیں چھوڑتے تھے - جب تک اسے پایۂ تکمیل کو نہ پہنچا دیں + آپ کی ہمت بے نظیر اور حوصلہ عدیم المثال تھا - کڑی سے کڑی آزمائش اور سخت سے سخت مصیبت بھی انہیں دھرم کی راہ سے ایک قدم بھی ادھر اُدھر نہیں کر سکتی تھی + حلم و برداشت کا مادہ جیسا ان میں موجود تھا - بہت کم لوگوں میں پایا جاتا ہے +

آپ کی طبیعت نہایت بے باک واقع ہوئی تھی - آپ پرمیشور کے سوائے اور کسی سے نہیں ڈرتے تھے - ایک دفعہ لارڈ ولیم بنٹنگ صاحب گورنر جنرل نے رسم ستی کے انسداد کے متعلق آپ سے مشورہ کرنا چاہا - اور آپ کو بُلوا بھیجا + آپ نے جواب دیا - کہ اب میں نے بڑے بڑے افسروں کے حضور میں جانا چھوڑ دیا

"باشندگانِ ہند کی تمدنی، اخلاقی اور دنیاوی حالت کی اصلاح کرنے میں اُن کی لگاتار محنتیں۔ بُت پرستی و رسم ستی کے دور کرنے میں اُن کی سرگرم کوششیں اور اُن کی دلسوزی کے ساتھ وکالت اور ہر ایک ایسے امر کی اصلاح جو خدا کا جلال اور انسان کی بہبودی بڑھانے والا تھا۔ اُن کے ہموطنوں کو شکرگزاری کے ساتھ یاد ہیں ؛

"یہ کتبہ اُس رنج و فخر کا اظہار کرتا ہے۔ جس کے ساتھ اُن کی اولاد اُن کی یادگار قائم رکھتی ہے ؛

"وہ رادھا نگر واقعہ بنگال میں ۱۷۷۴ء میں پیدا ہوئے تھے۔ اور ۲۷ ستمبر ۱۸۳۳ء کو برسٹل میں اُن کا انتقال ہوا"؛

راجہ صاحب اصلی معنوں میں بڑے آدمی تھے۔ آپ مجسّم پریم تھے۔ اپنے بڑے سے بڑے دشمن کے ساتھ بھی شیریں کلامی اور محبت سے گفتگو کرتے تھے۔ بلکہ سچ بات تو یہ ہے۔کہ وہ کسی کو بھی اپنا دشمن نہیں سمجھتے تھے۔ وہ کسی کو بھی تکلیف اور مصیبت میں نہیں دیکھ سکتے تھے + اُن کی ذاتِ مبارک میں خودی، تکبّر یا غرور کا نام و نشان تک بھی نہ تھا۔ اِس بات کی بہت سی روشن

راجہ صاحب کو یہ سُن کر سخت طیش آیا۔ آپ اُسی وقت وہاں سے اُٹھ کر چلے آئے۔ اور پھر کبھی پادری بڈلٹن سے مُلاقات نہ کی۔

آپ کا دِل بہُت ہی فراخ تھا۔ اِتنا کہ تمام دُنیا اِس میں سما سکتی تھی۔ ہندو آپ کے خُون کے پیاسے ہو رہے تھے۔ اور آپ کو طرح طرح کی تکلیفیں دینے کی کوشِش کرتے تھے۔ مگر آپ اپنے کام سے کام رکھتے۔ مُخالفوں کی نامُناسب حرکتوں کو بالکُل خاطِر میں نہ لاتے۔ اور اپنے دُشمنوں کو بھی صِدق دِلی سے مُعاف کر دیتے تھے۔ آپ حد درجہ خُدا ترس۔ نیک۔ اور رحم دِل واقع ہُوئے تھے۔ اور کمزور اور مظلُوم کے ساتھ ہمدردی کرنے کے لئے ہمیشہ تیار رہتے تھے۔ ایک روز اِنہوں نے سُنا۔ کہ اِن کے صاحبزادے بازار کے دُکانداروں سے چُنگی وصُول کر رہے ہیں۔ آپ نے فوراً اُنہیں بُلا کر کہا۔ "دیکھو۔ یہ غریب آدمی تھوڑی سی چیزیں خرید بیچ کر جُوں تُوں اپنی گُزر بسر کرتے ہیں۔ اِنہی پر ایسا ظُلم"! آپ بے حد بے ریا۔ مِلنسار اور خلیق تھے۔

غرض راجہ صاحب کی خُوبیاں کہاں تک بیان کی جائیں۔ بنگال کے سپُوت رمیش چندر دت نے آپ کو "جگ پرورتک" کا خِطاب دِیا تھا۔

ہے - میں شب و روز دھرم کی تحقیقات میں مصروف رہتا ہوں - اس لئے مجھے معاف فرمایا جائے ۔

جب یہ جواب گورنر جنرل صاحب کے پاس پہنچا - تو اُنہوں نے اپنے اردلی سے دریافت فرمایا - "تم نے کیا کہا تھا؟"

اُس نے جواب دیا - "حضور! میں نے یہ کہا تھا - کہ حضور لارڈ ولیم بنٹنگ صاحب گورنر جنرل بہادر آپ کو یاد فرماتے ہیں"۔

یہ سن کر نیک دل گورنر جنرل نے فرمایا - "نہیں - اب پھر جاؤ - اور کہو کہ مسٹر ولیم بنٹنگ نہایت خوش ہوں گے - اگر آپ مہربانی فرما کر ایک دفعہ اُن سے ملاقات کرنے کی تکلیف گوارا فرمائیں گے"۔

چنانچہ راجہ صاحب اُسی وقت ان سے ملنے چلے گئے ۔

بڑی سے بڑی ترغیب بھی آپ کو راہِ راست سے اِدھر اُدھر نہیں کر سکتی تھی - ایک دفعہ جب عیسائیوں سے چھیڑ چھاڑ ہو رہی تھی - کلکتہ کے لاٹ پادری ڈاکٹر مڈلٹن نے اِن کو مدعو کیا - اور اثنائے گفتگو میں کہا - کہ اگر آپ عیسائی مذہب قبول کر لیں - تو پھر آپ کے لئے عزت اور ترقی کا میدان کھل جائے گا ۔

مخالف تھے۔ اور پریم کا پرچار کرتے تھے۔ اور
اِن کا پریم عالمگیر تھا۔ آپ ہر شخص کو بھائی
کہہ کر مخاطب کرتے تھے۔ سب کو برابر سمجھتے
تھے۔ اور یہ تعلیم دیتے تھے۔ کہ تمام مذاہب
کے پیشواؤں اور مذہبی کتابوں کی تعظیم اور
احترام کرو۔ آپ کی ایک غیر معمولی خوبی اور
بہت بڑی بزرگی یہ تھی۔ کہ آپ کسی مذہب
کے ہادی اور کتب مقدسہ کی کبھی توہین نہیں
کرتے تھے۔ بلکہ ہمیشہ اُن کا نام بڑے آدر
اور ادب سے لیتے تھے۔

برہم سماج اور مندر کے اغراض و مقاصد
میں یہ صاف طور پر درج تھا۔ کہ اُس میں
کسی مذہب یا فرقہ کے معبود کی تقریر، تحریر،
یا بھجن میں بُرائی یا مذمت ہرگز نہ کی جائے گی۔
رواداری کا اِس سے بہتر سبق آپ کو
اور کہاں مل سکتا ہے۔

آج کل کا زمانہ سچ مچ "رام موہن رائے کا جگ" کہلاتا ہے۔ کُل دُنیا نے آپ کی بے نظیر قابلیتوں کی داد دی ہے۔ پروفیسر میکس مُولر نے لکھا ہے۔ "رام موہن رائے اصلی شہزادہ اور حقیقی معنوں میں راجہ تھا"۔

ایک دُوسرے مغربی عالم نے لکھا ہے۔ "زمانہ گزشتہ یا حال میں کوئی ان کا ثانی نہیں ہُوا"۔

راجہ رام موہن رائے کی تعلیم

برہم سماج کے بانی راجہ رام موہن رائے کے دِل میں کسی مذہب کی طرف سے بھی تعصب نہ تھا۔ جس دھرم کی بُنیاد آپ نے ڈالی۔ اُس کی تعلیم کا لُبِ لباب یہی تھا۔ کہ سچائی جہاں سے بھی مِلے قبول کر لینی چاہیئے۔ آپ نے فرمایا ہے۔ کہ ہر ایک مذہب کی خُوبیوں کی قدر اور پرماتما کو جامع جمیع کمالات سمجھ کر اُسی کی عبادت کرو۔ اور ہر ایک مذہب کے بُنیادی اصُولوں کو جو عقل کے مُطابق ہوں، دُنیا میں رِواج دو۔ وغیرہ جھوٹے مسئلہ مسائل کی بیخ کنی کرکے عقلی اور اخلاقی مسائل کو ترجیح دو۔

آپ انسان انسان میں تمیز کرنا نامُناسب سمجھتے اور ذات پات کی بے جا تفریق کے سخت

پائے جاتے ہیں۔ مثلاً اگر اوّل الذکر نے بڑے بڑے ہندوستانی راجاؤں کو اپنا شاگرد بنایا۔ تو مؤخر الذکر نے بھی ایران کے نامور تاجداروں کو اپنا مُرید بنا کے دم لیا ؛

اس میں شک نہیں۔ کہ مہاتما زرتشت ایک نیک مشن کو ہاتھ میں لے کر پرچار کے مَیدان میں نکلے تھے۔ اور انھوں نے مردانہ وار اُن تمام تکالیف اور مُشکلات کا مُقابلہ کیا۔ جو اُن کے راستے میں حائل ہوئیں یا حائل کی گئیں۔ اور اُنھوں نے کبھی ہمّت کو ہاتھ سے نہ دیا۔ حتّےٰ کہ اپنی جانِ عزیز تک بھی اسی اعلےٰ مقصد کی نذر کر دی ؛

مہاتما زرتشٹر کے عہد کے بارے میں مورّخوں میں بڑا اختلاف پایا جاتا ہے۔ بعض اسے حضرت مسیح سے چھ ہزار سال پیشتر بتاتے ہیں۔ لیکن بعض اُسے مسیح سے صرف چھ سَو سال پہلے قرار دیتے ہیں۔ اور یہی خیال زیادہ تر دُرست بھی معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ پارسیوں کی مشہور کتاب 'ارت وراف' میں ایک حوالہ اِس مطلب کا پایا جاتا ہے۔ کہ حضرت زرتشت مسیح سے چھ سَو سال پہلے ہُوئے تھے + اس کتاب میں درج ہے :-

" نیک اور دیندار زراشٹر نے اپنے مذہب کو

فصل نویں

حضرت زرتشت

مہاتما زرتشت یا زُرداشٹر کو ایران کی تاریخ میں وُہی درجہ حاصل ہے - جو ہندوستان کی تاریخ میں مہاتما بُدھ کو ہے + جیسے مہاتما بُدھ کی پیدائش شاہی خاندان میں ہُوئی تھی - اُسی طرح مہاتما زرداشٹر بھی ایک معزز شاہی خاندان میں پیدا ہُوئے تھے - اور جس طرح ہندوستان کے مہاتما بُدھ نے گھر بار کو خیرباد کہہ کر دُنیا کی رہنمائی کی - اُسی طرح ایران کے زرداشٹر نے بھی سب کچھ قُربان کرکے دُوسروں کی بہبُودی و برتری کے لیئے اپنی زندگی وقف کر دی تھی +

بُدھ بھگوان اور مہاتما زرداشٹر کی زندگی میں بہُت سے واقعات ایک دُوسرے سے متشابہ

ہے + حضرت زرتشت کے نام کے متعلق بھی مختلف
اور عجیب و غریب قیاسات سے کام لیا گیا
ہے - بعض نے اس کی وجہ تسمیہ یہ بیان
کی ہے - کہ چونکہ وہ زرد کپڑے پہنتے تھے -
اس لئے اُنہیں زراشٹر کہتے تھے + بعض کا
خیال ہے - کہ چونکہ اس لفظ کے معنی اونٹوں
سے پیار کرنے والے کے ہیں - اور حضرت زراشٹر
اونٹوں سے پیار کرتے تھے - اس لئے اُن
کا یہ نام مشہور ہو گیا - اور یہ بات ایک
حد تک درست معلوم ہوتی ہے - کیونکہ
آذر بائجان کے علاقہ میں اونٹوں کو بہت قدر
کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے - اور جس شخص
کے پاس جتنے زیادہ اونٹ ہوں - اُس کی
اُتنی ہی زیادہ عزت ہوتی ہے + ایک تیسرا خیال
یہ ہے - کہ لفظ زراشٹر دراصل سنسکرت
زبان کا لفظ ہے - اس کے معنے اونٹوں کو
پیار کرنے والے کے ہیں - اس لئے اونٹوں کے
بڑی تعداد میں مالک ہونے اور اُن سے
پیار کرنے کی وجہ سے ہی ان کا یہ نام
مشہور ہو گیا + ان کا چوتھا نام شیتیامہ ہے -
جو پارسیوں کی اکثر کتابوں میں پایا جاتا ہے -
اس کے معنی ہیں "سفید منہ والا" یہ بھی
عین قرینِ قیاس معلوم ہوتا ہے - کیونکہ حضرت

دُنیا کے تمام حصّوں میں پھیلایا - اور تین سَو سال تک یہ مذہب بالکل پاک و صاف اور پاکیزہ رہا - اس کے ماننے والوں کے دِل ہر قسم کے شکوک و شبہات سے مبرّا رہے - مگر تین سَو سال بعد شیطان نے لوگوں کو بہکا کر اس دین سے منحرف کرنا چاہا - چنانچہ اس مطلب کے لئے اُس نے سکندر رومی کو جو اُس وقت مصر مین تھا - اس بات کے لئے تیار کیا - کہ وُہ فارس پر حملہ کرے - سکندر نے فارس پر حملہ کیا - اور اس دین کے نیک دِل لوگوں کو تلوار کے گھاٹ اُتار کر اُن کی عبادت گاہوں کو زمین دوز کر دیا "

اس سے صاف ظاہر ہے - کہ سکندر اعظم کے حملے سے پہلے زرداشتؑ کا مذہب تین سَو سال تک فارس میں اچھی طرح رائج رہا - اور سکندر مسیح سے ٹھیک تین سَو سال پہلے ہُوا ہے - لہذا اس حساب سے یہ خیال کہ حضرت زرداشتؑ مسیح سے چھ سَو سال پہلے ہُوئے - تقریباً درست ہے -

زرداشتؑ کی پیدائش کا فخر ایران کے مشہور شہر آذر بائجان کو ہے - جو فارس کے علاقہ میڈیا کے مغرب کی طرف واقع ہے - اور ہزارہا سال سے شہرت کے آسمان پر چمکتا چلا آتا

ایک اور جگہ لکھا ہے - کہ جمشید نے شیطانوں کو بتایا- کہ تم کو تباہ و برباد کرنے والا پیدا ہونے کو ہے- بس پھر کیا تھا- شیطانوں کا ٹڈی دل اِس گھات میں رہنے لگا + اِن سب سے عجیب و غریب روایت یہ ہے- کہ زراشٹر کی پیدائش سے پہلے یزدان یعنی پارسیوں کے خدا نے ایک بیل کو قوتِ گویائی عطا کی- اور اُس نے انسان کی سی آواز میں لوگوں کو بتایا- کہ ایک مہاتما پیدا ہونے والا ہے- جو دُنیا سے گناہوں اور ناپاکی کو دُور کرے گا + یہ سُنا- تو شیطانوں کو بہت فکر ہوئی- اور وہ تدبیریں سوچنے لگے- کہ کس طرح انہیں پیدا ہوتے ہی ٹھکانے لگایا جائے +

زراشٹر کے بچپن کے متعلق لکھا ہے- کہ جس طرح کنس کرشن کے خون کا پیاسا تھا- اور چاہتا تھا- کہ جیسے بنے ان کا خاتمہ کر ڈالے + اُسی طرح ایران کا ایک بادشاہ دراسرو نامی زراشٹر کی جان کا دُشمن تھا- اُس نے ہر چند کوشش کی - کہ انہیں ہلاک کر ڈالے- مگر ان کے والدین نے اُس ظالم کا قاتلانہ ہاتھ اپنے معصوم بچّے کی گردن تک نہ پہنچنے دیا + وہ انہیں ایک پوشیدہ غار

زراشٹر گورے رنگ کے تھے۔ جیسے کہ ایرانی عام طور پر ہوتے ہیں۔ خیر! کچھ بھی ہو۔ حضرت زرتشت نصف درجن کے قریب ناموں سے مشہور ہیں *

زراشٹر کے والد کا نام پورشسپ تھا۔ اس کے پانچ بیٹے تھے۔ جن کے نام یہ ہیں:۔ نیوتش۔ نتاریگہ۔ زراشٹر۔ انک اشٹر اور ات اشٹر۔ گویا زراشٹر منجھلے بیٹے تھے + ان کی والدہ شاہ مدین کی بیٹی تھی۔ اور نہایت نیک۔ شیریں کلام۔ زندہ دل اور پارسا واقع ہوئی تھی *

حضرت زراشٹر کی پیدائش کے بارے میں لکھا ہے۔ کہ ان کی پیدائش پر تمام دنیا کے چرندوں اور پرندوں نے مبارکبادی کے گیت گائے۔ اور جس گھر میں ان کا جنم ہوا تھا۔ اس کے گرد اس قدر نورِ الٰہی چمکا۔ کہ لوگوں کی آنکھیں چندھیا گئیں۔ اور آہرمن یعنی شیطان مارے خوف کے تحت الثرےٰ میں جا چھپا + ایک جگہ لکھا ہے۔ کہ جب یہ پیدا ہوئے۔ اس وقت انہوں نے عام بچوں کی مانند رونے کے بجائے ایسے زور سے قہقہہ لگایا۔ کہ جو بھی مرد اور عورتیں اس وقت وہاں موجود تھے۔ وہ سب حیران رہ گئے +

حضرت زراشٹر بڑے ذہین - زود فہم - علم
دوست - محنتی - جفاکش اور بہادر تھے - والدین
نے ان کی تعلیم و تربیت کا خاص خیال رکھا -
اور ایک لائق اتالیق ان کے لئے مقرر کیا +
زرتشت نے چھوٹی ہی عمر میں اس قدر مذہبی
تعلیم حاصل کر لی تھی - کہ بڑے بڑے مذہبی
مجاور اور عالم ان کی باتیں سن کر دنگ
رہ جاتے تھے + اب زراشٹر نے مذہبی امور
پر ایران کے مروجہ مت کے پجاریوں سے
بحث مباحثہ کی ٹھانی - اور پے در پے ان
کو شکست دی - اور ہر طرف اپنی دھاک بٹھا
دی - یہاں تک کہ لوگ ان کے مقابلہ کی
تاب نہ لا کر ان کے مخالف بن بیٹھے - اور
یہ مخالفت کی آگ دن بہ دن زیادہ بڑھتی
اور تیز ہوتی گئی +

جب ان کی عمر پندرہ سال کی ہوئی - تو باپ
نے اپنا مال و متاع تمام بیٹوں میں برابر برابر
تقسیم کر دینے کا فیصلہ کیا + باقی چار بھائیوں
نے تو اپنا اپنا حصہ لے لیا - مگر زراشٹر نے
ایسا کرنے سے انکار کر دیا - صرف ایک کمربند
اٹھا کر اپنی کمر کے گرد باندھ لیا - اور کہا -
کہ یہ ایک عہد ہے - جو میں اس غرض سے
کرتا ہوں - کہ میں اپنی آیندہ تمام زندگی

میں لے گئے۔ اور اُسی جگہ خُفیہ طور پر ان کی پرورش کی + چند سال کے بعد یہ بستی میں لائے گئے۔ مگر یہاں انہیں کئی بار کرشن جی کی طرح آزمائش کی بھٹی میں سے گزرنا پڑا +

ایک بار انہیں خونخوار بھوکے بھیڑیوں کے سامنے ڈالا گیا۔ جن کے نیچے ہلاک کر دیئے گئے تھے۔ مگر بھیڑیوں نے انہیں چھوُا تک بھی نہیں۔ بلکہ اپنے غار میں لے گئے۔ اور ان کو دودھ پلانے کے لئے کہیں سے ایک بھیڑ بھی لے آئے + اسی طرح ایک موقعہ پر انہیں آگ میں ڈال دیا گیا۔ مگر انہیں دھواں تک بھی نہ لگا + ایک دفعہ انہیں ایک ایسے راستے میں ڈال دیا گیا۔ جدھر سے مویشیوں کا ایک گلّہ آ رہا تھا۔ مگر جو ڈنگر سب سے آگے چلا آ رہا تھا۔ وُہ ان کو اپنی ٹانگوں میں لے کر ان کے اُوپر کھڑا ہو گیا۔ اور جب تک ایک ایک کرکے تمام مویشی نہیں نکل گئے۔ وُہ ان پر اُسی طرح سایہ کئے کھڑا رہا + اسی طرح ایک دفعہ بہت سے گھوڑے اس ننھّے سے بچّے کے اُوپر سے ہو کر گزر گئے۔ مگر اس کا بال بھی بینکا نہ ہوُا +

ساتھ بہت اچھا سلوک کیا۔ اور نیکی و راستی کی تعلیم دی ؂

مہاتما زرتشت حد درجہ نیک دل واقع ہوئے تھے۔ رحم کا مادہ ان کے دل میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ انسان تو انسان حیوانوں تک کو مصیبت میں دیکھ کر ان کا دل بھر آتا تھا۔ اور جب تک یہ اُن کی مصیبت کو دور نہ کر دیتے۔ انہیں ہرگز چین نہ آتا تھا + ایک دفعہ آپ نے دیکھا۔ کہ ایک کتیا جس کے تین چار چھوٹے بچے بھی تھے۔ مارے بھوک کے سخت بےتاب ہے۔ ان کو کتیا پر بڑا ترس آیا + آپ بھاگے بھاگے گئے۔ اور کتیا کے لئے کچھ کھانے کو لائے۔ لیکن جس وقت آ کر دیکھا۔ کہ کتیا مر گئی ہے۔ تو مارے رنج و غم کے ان کا سینہ شق ہو گیا ؂

زرتشت نے تین شادیاں کیں۔ اور خانہ داری کی زندگی بسر کی۔ ان کے بیٹے بیٹیوں کے نام 'اوستھا' میں درج ہیں۔ تیسری بیوی کے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ لیکن مذہب یزدانی کے معتقدوں کا خیال تھا۔ کہ آنے والا نبی اسی سے پیدا ہوگا + دوسری بیوی کا بیٹا اشتوشتر اس دین کے پوجاریوں کا سردار ہوا ہے + حضرت

دین کے پرچار میں گزاروں گا ؀

اِس کے بعد زرداشٹر نے اپنے ماں باپ۔ گھر بار سب کو خیر باد کہا۔ اور فقیر بن تلاشِ حق میں گھر سے چل کھڑے ہوئے + ان کی زندگی کا یہ حصّہ تکالیف و مصائب کا طویل قِصّہ ہے۔ مگر انہوں نے سخت سے سخت مُصیبت کے آنے پر بھی حوصلہ نہ ہارا + انہیں جب کبھی اور جہاں کہیں یہ معلوم ہُوا۔ کہ فلاں مُقام پر سچائی حاصل کر سکتے ہیں۔ یہ اُسی جگہ جا پہنچے + یہ جہاں کہیں جاتے تھے۔ اور جن لوگوں سے بھی مِلتے تھے۔ ان کا بس ایک یہی سوال ہوتا تھا۔ "حق کا دِلدادہ کون ہے۔ اور وہ کہاں ہے؟"

اِنہیں طرح طرح کی مُصیبتیں جھیلنی پڑیں۔ وہ کئی بار ٹھگوں کے ہاتھوں میں جا پڑے۔ کئی بار شریر آدمیوں کے پھندے میں پھنسے۔ لیکن آخرکار ان کے دِل کی مُراد بر آئی۔ اور اِنہیں بتایا گیا۔ کہ اگر تُم اُس شخص سے مِلنا چاہتے ہو۔ جو حق کا دِلدادہ ہے۔ تو تور کے پاس جاؤ + حضرت زرتشت مردانہ وار سینکڑوں مصائب کا مُقابلہ کرتے ہُوئے مہاتما تور کی خِدمت میں جا حاضر ہُوئے + تور نے ان کے

مُلاقات ہُوئی۔ تو پہاڑ جڑ تک ہل گیا۔ اَور بہت دیر تک ہلتا رہا + جب زرتشت کی عُمر تیس برس کی ہُوئی۔ تو خُدا نے اپنا فرِشتہ بھوَمن بھیج کر اِنھیں اپنے حضُور میں طلب کِیا + جب یہ خُدا کے حضُور پیش کئے گئے۔ تو خُدا نے اِنھیں اپنے مذہب کے پرچار کا حُکم دِیا +

اِن کی عمُر ۳۰ اَور ۳۵ سال کے درمیان تھی۔ جب اِنھوں نے اپنے مذہب کا پرچار کرنا شرُوع کِیا + اِن کی زبردست خواہش تھی۔ کہ لوگ اِن کی باتوں کو غور سے سُنیں۔ اَور اُن پر عمل کریں + چُنانچہ سب سے پہلے اِنھوں نے دو مُنکروں کو اپنی طرف مُخاطب کرکے خُدا پرستی کی تعلیم دی۔ مگر اِنھوں نے نہ محض یہ کہ زراشٹر کی تعلیم و تلقین کی طرف مُطلق توجہ نہ کی۔ بلکہ اِن کی ہنسی اُڑانے سے بھی باز نہ آئے + اِس بات کا اِن کے دِل پر بہت گہرا اثر ہُوا۔ اَور اِنھوں نے اِس کے بعد کُچھ عرصہ تک کسی ایرانی کے رُوبرو اپنے خیالات پیش کرنے کی جرأت نہ کی +

اب آپ طہران کو چلے گئے۔ اَور شاہ طہران کے دربار میں پہنچے۔ اُس نے اِن کی باتوں کو قابِل توجہ اَور غور کے ساتھ سُنا۔ مگر اِن کا

زرتشت کی وفات کے وقت ان کی تینوں بیویاں زندہ تھیں ؛

مہاتما تور کے آشرم میں چند سال رہنے کے بعد آپ بالکل تارک الدنیا ہو گئے۔ اور لوگوں سے ملنا جلنا اور کھانا پینا قطعی ترک کر دیا ؛ ایک پہاڑ کی غار میں جا ڈیرہ لگایا۔ جہاں سے یہ باہر نہ جاتے تھے۔ یہاں انہوں نے بدھ بھگوان کی طرح کئی سال سخت ترین جسمانی ریاضت میں بسر کئے۔ اس عرصہ میں ان کی خوراک تھوڑا سا پنیر اور خشک پھل اور میوے تھے ؛

اب ان کے دل میں اُمنگ پیدا ہوئی۔ کہ دنیا کا بھی کچھ بھلا کرنا چاہیئے۔ چنانچہ انہوں نے اس غار کو خیر باد کہا۔ اور ایران کی راہ لی۔ اور دنیا داروں کو ہدایت کرنی شروع کی ؛ راستے میں کچھ لوگ ان کے ساتھ ہو لئے۔ کہتے ہیں۔ ان کی راہ میں ایک سمندر پڑا۔ لیکن جس وقت حضرت زرتشت نے اس میں پاؤں ڈالا۔ اس کا گہرا پانی پایاب ہو گیا ؛

اس سلسلہ میں بیان کیا جاتا ہے۔ کہ مراقبہ کی حالت میں زرادشتر کو الہام ہوا۔ اور خدا نے کوہ سیلان پر انہیں درشن دیئے ؛ جب

الہامات دیئے - انہوں نے آسمان کا چھ مرتبہ سفر کیا + آخری سفر میں آہرمزد نے انہیں کتاب "اوستھا" دی - اور ان کا حوصلہ بڑھا کر کہا۔ کہ جاؤ - اب تمہارے مذہب کا خوب پرچار ہوگا! جب وہ یہ کتاب لے کر روانہ ہوئے۔ تو شیطانوں نے پوری طاقت سے ان پر حملہ کیا + اور چاہا - کہ ان کا خاتمہ کر ڈالیں۔ مگر مشیتِ ایزدی کچھ اور تھی - خیر! انہوں نے پھر نئے جوش سے اپنے مذہب کی نشر و اشاعت کا کام شروع کر دیا - اور جیسا کہ قاعدہ ہے لوگوں کی طرف سے بھی ان کو ان کے ارادے سے باز رکھنے کے لئے طرح طرح کی ترغیبیں اور تکلیفیں دی گئیں۔ لیکن اس مہان آتما نے ہرگز اپنے ارادے کو نہ چھوڑا - اور جو برابر بھی راہِ صداقت سے ادھر اُدھر نہ ہوئے - بلکہ مردانہ وار کہا۔ کہ خواہ میرا جسمِ خاکی ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے - مگر میں اس دین کو جو خدا کی طرف سے ہے ہرگز نہ چھوڑوں گا +

نئی اُمیدوں اور نئے جوش کے ساتھ اپنے خیالات کا پرچار کرتے زرتشت کو دو سال ہو گئے - مگر کوئی نتیجہ نہ نکلا + انہوں نے اپنے خیالات ہزار ہا آدمیوں کے روبرو پیش

مُرید بننے سے صاف اِنکار کر دیا + اِس کے
بعد یہ وید واتشست نامی ایک مشہور رئیس
کے پاس گئے - اور اُسے اپنی تعلیم کی طرف
ملتفت کرنا چاہا - مگر بجز حسرت و ناکامی یہاں
بھی کچھ ہاتھ نہ آیا + یہ شخص ان کے
ساتھ بہت بُری طرح پیش آیا - اور اگر یہ
بھاگ کر اپنی جان نہ بچاتے - تو اغلب ہے -
وُہ اِنہیں قید کر کے ہلاک کر ڈالتا + اِس
کے بعد یہ افغانستان اور بلوچستان ہوتے ہُوئے
غزنی تک گئے - مگر کچھ کامیابی نہ ہُوئی +
زرتشت نے اب بھی جی چھوٹا نہ کیا - اور
سیستان کی راہ لی - اِس مُلک کا بادشاہ پرشات
بیمار تھا - اُس نے زرتشت سے کہا - کہ
اگر آپ میرا علاج کر سکتے ہیں - تو کیجئے +
زرتشت نے جواب دیا - کہ اگر تو میرا مُرید
بننے کا وعدہ کرے - تو مَیں تجھے چنگا کر
سکتا ہُوں + شاہ پرشات نے یہ سَودا منظُور
نہ کیا - اور حضرت زرتشت بے نیل و مرام
واپس چلے آئے + اب اِنہیں یقین ہو گیا - کہ
ابھی میری تپسیا پُوری نہیں ہُوئی - چنانچہ
اِنھوں نے دوبارہ گوشہ نشینی اختیار کر لی +
ان کے دِل سے مایُوسی کے اثرات کو دُور
کرنے کے لئے آہر مزد نے اِنہیں تازہ

اِس لئے اُنھوں نے بہت سے مکر و فریب کئے۔ شاہ کو بہکایا۔ زرداشٹر کو ڈرایا۔ مگر اُنھیں اپنے مقصد میں کامیابی نہ ہو سکی + کہتے ہیں۔ کہ شاہ کے سرکش اور شرارتی درباریوں نے شاہ کے محل میں داخل ہونے کے تمام زمینی راستے بند کر دیئے۔ یہاں تک کہ حضرت زرتشت شاہی محل کی چھت پھاڑ کر اُس کے سامنے پہنچے +

شاہ نے زرداشٹر کی باتوں کو کابل توجہ اور غور کے ساتھ سُنا۔ اور اپنے درباریوں کو اِن کے ساتھ بحث کرنے کے لئے کہا + اُن میں بحث و مُقابلہ کی طاقت تو کہاں تھی۔ البتہ فضول و لایعنی باتوں سے مہاتما کا حوصلہ پست کرنا چاہا۔ مگر بے سُود! زرتشت نے اُنھیں ہرا دیا + جب گشتاشت کے درباریوں اور عالموں نے مباحثہ میں شکست فاش کھائی۔ تو مکر و فریب کے ذریعہ زرداشٹر کو اپنے نرغے میں پھنسانے کی کوشش کی۔ چُنانچہ اُنھوں نے بہت سے کتّوں۔ بلیوں۔ چوہوں اور اُونٹوں کے سر۔ آنکھیں۔ ناک کان وغیرہ پوشیدہ طور پر زرتشت کی جائے رہائش پر رکھوا دیئے۔ اور شاہ کو بہکایا۔ کہ وُہ تو جادُوگر ہے۔ اور جادُو کے ذریعہ لوگوں پر فتح پاتا

گئے - مگر ایک بھی ان کا مُرید نہ بنا + آخر دو سال کی لگاتار محنت اور سخت جد و جہد کے بعد یہ اپنے چچا زاد بھائی نیوماہ کو اپنا پہلا مُرید بنانے میں کامیاب ہوئے + وہ ایک بڑا با رسوخ امیر تھا - اور شاہی دربار ملک میں اس کی بڑی عزت تھی + وہ بڑا جوشیلا آدمی تھا - چنانچہ کسی کو یہ جرأت نہیں ہو سکتی تھی - کہ اس کی موجودگی میں زرتشت کی تعلیم کو بُرا بھلا کہے + نیوماہ کے مُرید بننے کی دیر تھی - اور لوگوں نے بھی زرتشت کی تعلیم کے آگے سر جھکانا شروع کر دیا - اور ابھی چند ماہ کا عرصہ بھی نہ گزرنے پایا تھا - کہ ان کے مُریدوں کی تعداد ہزار ہا تک پہنچ گئی +

اب انہوں نے پھر اپنے مُلک کا رُخ کیا - اور شاہ گشتاشپ کے دربار میں پہنچے - اور چاہا کہ اسے بھی اپنا شاگرد بنائیں + ایران اور اس کے گرد و نواح میں زرادشت کی دھاک پہلے ہی بیٹھ چکی تھی - ان کا کلام مدلل - مؤثر اور رعب ڈالنے والا ہوتا تھا +

جب شاہ گشتاشپ کے درباریوں کو ان کے آنے کا مقصد معلوم ہوا - تو وہ بہت گھبرائے - اور ہمہ تن اس کوشش میں مصروف ہو گئے - کہ دونوں کی ملاقات ہی نہ ہونے پائے -

اگر دُوسری ٹانگ اچھی ہو جائے۔ تو بادشاہ کا بیٹا اسفند یار دِین یزدانی کی حمایت میں جہاد کرے۔ اگر تیسری ٹانگ اچھی ہو جائے۔ تو ملکہ بھی زرتشت کا دِین اختیار کر لے۔ اور اگر چوتھی ٹانگ اچھی ہو جائے۔ تو اُن سب لوگوں کو مُناسب سزا دی جائے۔ جنہوں نے بادشاہ کو حضرت زراشٹر کے خلاف ورغلایا بھڑکایا تھا۔ خُدا کی قُدرت دیکھئے۔ بادشاہ ایک ایک شرط منظُور کرتا جاتا تھا۔ اور گھوڑے کی ایک ایک ٹانگ اچھی ہوتی جاتی تھی۔

بادشاہ نے یزدانی مذہب قبول کر لیا۔ لیکن اُس کے دِل کے شکوک رفع نہ ہو سکے۔ اِس لئے اُس نے زراشٹر سے مزید سوالات کئے۔ زرتشت نامہ میں لکھا ہے۔ کہ شاہ نے زرتشت سے کہا۔ کہ جس طرح مجھ سے چار وعدے کئے گئے ہیں۔ اُسی طرح مجھے بھی چار چیزیں دی جائیں۔ اوّل یہ کہ بہشت میں میری جگہ دکھائی جائے۔ دوم میرا جسم ناقابلِ تسخیر ہو جائے۔ سوم مجھ کو کائنات کا پُورا پُورا علم حاصِل ہو جائے۔ اور چہارم یہ کہ مَیں حیاتِ ابدی پا جاؤں۔

اِس پر حضرت زرتشت نے کہا۔ کہ یہ

ہے ؛

اب کیا تھا ؟ فوراً انہیں گرفتار کرکے قید خانے کی تنگ و تاریک کوٹھڑی میں ڈال دیا گیا + خدا کی قدرت ! زرتشت کے قید خانے میں بند ہوتے ہی بادشاہ کا ایک مشکی گھوڑا جسے وہ بہت ہی عزیز رکھتا تھا۔ بیمار ہو گیا۔ اور اس کی چاروں ٹانگیں سمٹ کر اس کے پیٹ میں جا لگیں۔ حتےٰ کہ اس کے کے لئے ہلنا ڈلنا بھی دوبھر ہو گیا+ بادشاہ نے ہر چند علاج معالجہ کیا۔ آسمان کے تارے توڑ دیکھے۔ مگر افاقہ کی کوئی صورت نظر نہ آئی۔ بلکہ گھوڑے کی حالت گھڑی گھڑی زیادہ ابتر ہوتی چلی گئی + بادشاہ کے دل میں خیال گزرا۔ کہ ہو نہ ہو۔ یہ زراشٹر ہی کی بددعا کا نتیجہ ہے۔ چنانچہ اس نے فوراً ان کی رہائی کا حکم دے دیا۔ اور اپنے سامنے بلا کر گھوڑے کو اچھا کرنے کے لئے کہا ؛

زرتشت نے جواب دیا۔ کہ میں آپ کے گھوڑے کو اچھا کر دوں گا۔ بشرطیکہ آپ میری چار شرطیں منظور کریں + وہ شرائط یہ تھیں۔ کہ اگر گھوڑے کی ایک ٹانگ اچھی ہو جائے۔ تو بادشاہ دین یزدانی قبول کر لے +

نے اُن تمام علاقوں میں اپنے مشنری بھیجے۔ جہاں خود انہیں بھی کامیابی حاصل نہ ہو سکی تھی۔ چنانچہ سیستان وغیرہ ملکوں کے بادشاہوں تک نے دین یزدانی کے آگے اپنا سر جھکا دیا۔ اور چند سال کے عرصے میں اس مذہب کے پیروؤں کی تعداد لاکھوں تک جا پہنچی + چونکہ شاہ اسفند یار وعدہ کر چکا تھا۔ کہ وہ اس مذہب کی اشاعت میں زرآشتر کی مدد کرے گا۔ اس لئے اُس نے اپنی تلوار کے قبضہ پر ہاتھ رکھا۔ اور جن لوگوں نے پریم اور محبت سے اس مذہب میں شامل ہونا منظور نہ کیا۔ اُنہیں تلوار کے خوف سے شامل کیا گیا +

شاہ گشتاشپ کے وزیر اعظم جاماسپ اور دیوان فراشوشتر نے دین یزدانی کے پرچار میں حضرت زرتشت کو بہت امداد دی۔ کہتے ہیں۔ آسمانی کتاب "اوستھا" کا ایک بہت بڑا حصہ اور "ژند" بھی اِنھی دونوں نے لکھی + حضرت زراشتر لکھواتے جاتے تھے۔ اور وہ لکھتے جاتے تھے +

دُور دُور سے لوگ زراشتر کے ساتھ بحث مباحثہ کرنے کے لئے آنے لگے۔ مگر جو شخص بحث و نکتہ چینی کرنے کے لئے آتا۔ وہ

چاروں چیزیں آپ کو نہیں دی جا سکتیں۔ بلکہ آپ ان میں سے صرف ایک اپنے لئے مانگ سکتے ہیں۔ باقی تین آپ کے رشتہ داروں وغیرہ کو عطا کی جائیں گی + بادشاہ نے یہ بات مان لی۔ اور اُس نے اپنے لئے بہشت لینا منظور کیا +

اُسی لمحہ آسمان سے فرشتوں کی گھوڑ دوڑ شروع ہو گئی۔ کسی نے بادشاہ کو بہشت کی سیر کرائی۔ کسی نے اُس کے بیٹے کو آبِ حیات پلایا۔ کسی نے اُس کے وزیر جاماسپ کو ایک خوشبودار چیز سونگھائی۔ جس سے وُہ تمام علوم ظاہری و باطنی کا عالِم ہو گیا۔ اِس طرح بادشاہ کے چاروں سوال پُورے ہو گئے + بادشاہ کے ساتھ ہی اُس کے درباریوں نے بھی زرتشٹر کے آگے سرِ تسلیم خم کر دیا۔ اور اِن کے مذہب کو قبُول کر لیا + یہ دیکھ کر زرتشت کو یقین ہو گیا۔ کہ اب میرا مذہب دُنیا کے دُوسرے حِصّوں میں بھی ضرُور پھیلے گا + اِس وقت حضرت زرتشت کی عمر چالیس سال کی تھی +

شاہ گشتاشپ کے مذہب یزدانی میں داخل ہوتے ہی حضرت زرتشٹر اُور اِن کے دِین کی شہرت چاروں طرف پھیل گئی۔ اُور اِنھوں

زراشٹر کے پاس آئے۔ اور بحث میں ہار کر اُنھوں نے یزدانی مذہب قبول کر لیا + کہا جاتا ہے۔کہ یکتائے روزگار یونانی فلسفی کیاطوس بھی اِسی طرح مذہب یزدانی میں شامل ہؤا تھا + زراشٹر کے حینِ حیات ہی یہ مذہب ایران کی حدود کو پار کرکے دُوسرے مُمالک میں بھی پھیل گیا + روم اور ہندوستان تک سے اوستھا کی جلدیں منگائی گئیں +

حضرت زراشٹر کو اس بات کی بہت فکر تھی۔ کہ شاہ طہران ارجاسپ نے ابھی تک دین یزدانی قبول نہیں کیا۔ اِنھوں نے ہر چند کوشش کی۔کہ وُہ اس مذہب کو اختیار کر لے۔ مگر جب کسی طرح بھی کامیابی کا مُنہ دیکھنا نصیب نہ ہؤا۔ تو اِنھوں نے اُس کے پاس ایران کے بادشاہ کی معرفت یہ پیغام بھیجا۔ کہ آپ دینِ یزدانی قبول کر لیں۔ جسے شاہ طہران نے اپنی ہتک اور بے عزّتی پر محمول کیا + اس کے جواب میں اُس نے نہ صرف اپنی ہی طرف سے اِنکار لکھ بھیجا۔ بلکہ شاہ گستاسپ کو بھی کہا۔کہ وُہ دینِ یزدانی سے منحرف ہو جائے + ممکن ہے گستاسپ ڈر جاتا۔ اور بے دین ہو کر زراشٹر کی تعلیم و تلقین سے مُنہ موڑ بیٹھتا۔ لیکن زراشٹر نے گستاسپ سے کہا۔کہ یہ شیطان

خود اِن کے مذہب میں شامل ہو جاتا تھا +
کہتے ہیں - ہندوستان کے ایک بُوڑھے رِشی نے جس کے علم و فضل کا سکّہ نہ صرف ہندوستان بلکہ چہار دانگِ عالم میں بیٹھا ہوا تھا - اور جس کی شہرت ایران میں بھی پہنچی ہوئی تھی - کیونکہ وُہ وزیر اعظم جاماسپ کا اُستاد تھا - شاہ گشتاشپ کو چِٹھی لکھی - کہ آپ کو اور جاماسپ کو یہ نیا مذہب چھوڑ دینا چاہیئے + بادشاہ نے اُس کو آ کر زرتشت سے بحث کرنے کی دعوت دی - چُنانچہ وُہ اپنے بہت سے شاگردوں کی جمعیت لے کر بلخ تک آ پہنچا - تاکہ زراشٹر کو بحث میں ہرائے +
لیکن جو جو سوالات وُہ دِل میں لے کر آیا تھا - وُہ زرتشت نے اس بُوڑھے رِشی کے پُوچھے بغیر ہی بتلا دیئے + ہندوستانی عالم اِن کی فضیلت کا قائل ہو گیا - اور عالموں کی بھری سبھا میں اپنی ہار مان لی + اُس کی درخواست پر اُس کو ایک جلد "اوستھا" کی دی گئی - اور اُس نے دینِ یزدانی کے پھیلانے میں اس قدر سرگرمی سے کام کیا - کہ سُنتے ہیں - ہندوستان میں اسی ہزار آدمیوں نے دینِ یزدانی قبول کر لیا +
ہندوستان کی طرح یُونان کے بھی کئی عالم

کو بھی مزا چکھائے + اُس نے چند سال تک صبر کیا - اور اپنی فوج کو بڑھاتا رہا + آخر ایک دفعہ اُسے معلوم ہُوا - کہ شاہ ایران اپنے دارالخلافہ سے باہر ہے - اور شیر مرد اسفندیار ایک پہاڑی قلعہ کے تنگ و تاریک قید خانہ میں بند + اسفندیار کے ایک بھائی نے اُس سے ناراض ہو کر باپ سے جھوٹی چُغلی کھائی تھی - اور شاہ گشتاسپ نے ناراض ہو کر اُس کے ہاتھوں میں ہتکڑیاں اور پیروں میں بھاری بیڑیاں پہنا کر اُسے قید کر دیا تھا +

اِس موقع کو شاہ طہران نے غنیمت جانا - اور جھٹ لشکر کثیر لے فارس پر چڑھ آیا - آتے ہی اُس نے بلخ کا محاصرہ کر لیا - اور چند روز کی لڑائی کے بعد شہر کو فتح بھی کر لیا + جُونہی شہر فتح ہُوا - اُس نے قتلِ عام کا حُکم دے دیا - اور تمام آتش کدے دینِ یزدانی کے معتقدوں کے خُون سے سرد کئے + ارجاسپ کے غصّہ کی کچھ اِنتہا نہ تھی جو شخص سامنے آتا - وہ بے دریغ اُسی کو قتل کر ڈالتا تھا + اس مذہب کے بڑے بڑے پوجاری انتہائی بے رحمی کے ساتھ قتل کر دیئے گئے - یہاں تک کہ عورتوں اور بُوڑھوں اور بچّوں پر بھی تلوار چلانے سے دریغ نہ کیا گیا - اور ہزارہا

کی کارستانی ہے۔ تم کو چاہیئے۔ کہ تلوار ہاتھ میں لے کر دشمن کا سر کچلو۔

چنانچہ شاہ گشتاسپ نے شاہ ارجاسپ والئے طہران کے قاصد کی معرفت ہی پیغام جنگ بھیج دیا۔ ارجاسپ نے فوراً ایران پر فوج کشی کر دی۔ اِدھر سے بھی گشتاسپ اپنا لشکر لے کر میدان میں نکلا۔ میدانِ کارزار خوب گرم ہوا۔ طرفین کے ہزاروں سورما سپاہی رن میں کھیت رہے۔ ہزاروں عورتیں بیوہ ہو گئیں۔ بے شمار معصوم بچے یتیم ہو گئے۔ لیکن ارجاسپ کو فتح نصیب ہونی تھی نہ ہوئی۔ آخر اُس نے شکست فاش کھائی۔ اور پسپا ہو گیا۔ اب گشتاسپ کے لیئے سنہری موقعہ تھا۔ اگر وُہ چاہتا۔ تو اُسے ملیا میٹ کر دیتا۔ لیکن اُس نے شکست یاب دشمن کا تعاقب کرنا مناسب نہ سمجھا۔

شاہ طہران کے لئے ایک یہی بات کچھ کم رنج دِہ نہ تھی۔ کہ زرداشت کا مذہب دن دُونی رات چوگنی رفتار کے ساتھ پھیلتا جاتا تھا۔ دُوسرے غیر متوقع شکست نے زخم پر نمک کا کام کیا۔ اُس کا آرام چین سب کافور ہو گیا۔ وُہ چاہتا تھا۔ کہ جس طرح بھی ممکن ہو۔ ایران پر حملہ کرکے نہ صرف شاہ گشتاسب ہی کو راہ پر لائے۔ بلکہ حضرت زرتشت

حضرت زراشتر نے اپنی زندگی میں بہت سے نیک کام کئے - اِنھوں نے لوگوں کو منکر اور دہریہ بننے سے بچایا - اور خُدا کی عبادت و پرستش میں لگایا + اِنھوں نے اِنسانوں کو ایک دُوسرے سے محبت کرنا سکھایا - اور برسوں اپنی تعلیم و تلقین کے چشمہ سے اپنے پیروؤں کو فیضیاب کرتے رہے + اِنھوں نے جس کتاب کو اِلہامی کتاب کی صُورت میں پیش کیا ہے - یعنی "زند اوستھا" وُہ کوئی ضخیم یا بڑی کتاب نہیں ہے - بلکہ مذہبی کتابوں میں وُہ سب سے چھوٹی سمجھی جائے - تو عین مُناسب ہے + اِس میں ہدایات بھی معمُولی پائی جاتی ہیں - لیکن مذہب یزدانی کے پیروؤں یعنی پارسی لوگوں کے دِلوں میں اِس کے لئے اِس قدر عزت اور عقیدت ہے - کہ لاکھوں پارسی ہر روز باقاعدگی کے ساتھ اِس کا پاٹھ کرتے ہیں + دِین یزدانی مُدتوں ایران کا قومی مذہب رہا ہے +

حضرت زرتشت کے ضرُوری احکام یہ ہیں :-

(۱) تُو خُدا سے پیار کرے گا +

(۲) تُو ہر روز اپنے خالق کے حضُور میں سر جھکائے گا - اور اپنی اولاد کو بھی ایسا کرنا سکھائے گا +

(۳) تُو اپنے خالق اور معبُود سے ڈر کر اپنے

بے گناہ بندگانِ خدا کاجروں مولیوں کی طرح اجل کے گھاٹ اُتار دیئے گئے +

حضرت زراشٹر کی عمر اس وقت ۷۷ سال کی تھی۔ ضعیفی کا عالم تھا۔ کمزوری نے غلبہ پا لیا تھا۔ وُہ اس قابل نہ تھے۔ کہ مذہب کے لئے تلوار ہاتھ میں لے کر لڑ سکیں۔ مگر پھر بھی انہوں نے لوگوں کی ہمت بڑھائی۔ اور دھرم کے لئے جان قربان کر دینے پر آمادہ کیا + انہیں اُمید تھی۔ کہ شاہ طہران پہلے کی طرح شکست کھا کر پسپا ہو جائے گا۔ مگر جب پایہ تخت بلخ فتح ہو گیا۔ اور طہرانی گھوڑوں کے ٹاپوں نے اُس کے بازاروں کی مٹی اُکھیڑ دی۔ تو ان کی اُمید یاس سے بدل گئی + آپ سمجھ گئے۔ کہ اب جان دے دینے کے سوا اور کوئی چارہ نہیں ہے۔ چنانچہ آپ ایک مندر میں چلے گئے۔ مگر ارجاسپ کے سپاہیوں نے انہیں وہاں سے اس طرح ڈھونڈ نکالا۔ جس طرح شکاری کتے بے گناہ اور کمزور خرگوش کو جھاڑی میں سے نکال لیتے ہیں + ارجاسپ نے نظرِ حقارت سے ان کی طرف دیکھا۔ اور حکم دیا۔ اسے فوراً قتل کر ڈالو + حکم کے ساتھ ہی جلادوں نے ان کا سر تن سے جدا کر دیا۔ یہ ۵۸۳ء قبل مسیح کا واقعہ ہے +

(۱۲) تو روزوں کے دن پاک و صاف رہے گا ❖
(۱۳) تو اپنے گوت کی عورت کے ساتھ شادی نہیں کرے گا + پانچویں پشت کے گزر جانے کے بعد شادی کی جا سکتی ہے ❖

حضرت زرتشت کی تعلیم

زرتشت کی تعلیم کا لُب لباب یہ ہے :-
"اچھے خیالات - اچھی باتیں اور نیک کام" + اُنھوں نے فرمایا ہے - کہ یہی بہشت کی سیڑھیاں ہیں - اور یہی سورگ کے قُفل کی چابیاں + جو شخص عُمر بھر حتے الوسع نیک خیالات کو دِل میں جگہ دیتا ہے - اچھے الفاظ زبان سے نِکالتا ہے - اور نیک کام کرتا ہے - اور جہاں تک ہو سکے بنی نوع اِنسان کی بہبُودی اور خِدمت میں مصرُوف رہتا ہے - وُہ ضرُور ثواب دارین کا حق دار ہوتا ہے - اور بہشت میں جاتا اور خُدا اور اُس کے بندوں کی خوشنُودی حاصل کرتا ہے ❖

حضرت زرتشت فرماتے ہیں - کہ اگر اِنسان چاہے - کہ اُس کے دِل میں نیک خیالات جاگزین ہوں - تو اُس کو چاہئے - کہ اپنے خالِق اور

باپ سے پیار کرے گا۔ اور اپنی ماں کا ادب اور احترام کرے گا۔ کیونکہ خدا کی مرضی سے اُس نے تجھ کو پیدا کیا ہے ؂

(۴) تو وہ چیز نہیں لے گا۔ جو تیری نہیں ہے ؂

(۵) تو گھمنڈ نہیں کرے گا۔ کیونکہ دنیا میں کچھ بھی تیرا نہیں ہے ؂

(۶) تو وہ بات زبان سے نہیں نکالے گا۔ جو سچ نہیں ہے ؂

(۷) تو اپنے ہمسایہ کے پس پشت اُس کے بارے میں بُرا بھلا نہیں کہے گا۔ کیونکہ خدا سنتا ہے۔ اور اُس کے فرشتے جا کر تیرے ہمسایہ کی روح کو بتا دیں گے۔ کہ تو نے اُس کے بارے میں کیا کہا ہے ؂

(۸) تو سست یا کاہل نہ بنے گا۔ ورنہ تیرے جسم کے ساتھ تیری روح بھی کمزور ہو جائے گی ؂

(۹) تو کسی سے حسد نہ کرے گا۔ اور نہ کسی مرد، عورت یا بچے کی طرف سے اپنے دل میں بغض و عناد یا کینہ کو دل میں جگہ دے گا ؂

(۱۰) تو اپنے بیٹے کو فہمائش کرے گا۔ اور اُسے راہِ راست پر چلنا سکھائے گا ؂

(۱۱) تو اپنے پڑوسی سے اُس سے زیادہ لینے کی خواہش نہیں کرے گا۔ جتنا تو اُس کو دیتا ہے ؂

حضرت زرتشت کی رائے کے مطابق نیک اعمال سے مراد وہ کام ہیں - جن سے اپنی بھلائی کے ساتھ دوسروں کو بھی فائدہ پہنچے + آپ نے فرمایا ہے - کہ ہر شخص کا فرض ہے - کہ وہ اپنے سے غریب بھائیوں کی امداد اور اُن کی ہر قسم کی ضروریاتِ جائز - کو پورا کرے - خواہ کوئی اس بات کا مستحق ہو یا غیر مستحق + جو زر و مال کسی کے پاس فالتو بچ رہے - اُس کو رفاہِ عام کے کاموں میں خرچ کرنا چاہئے - زمین کو صرف اپنے ہی فائدے یا پیٹ بھرنے کی غرض سے سیراب کرنا یا جوتنا بونا نہیں چاہئے - بلکہ بنی نوع انسان کے فائدے کے لئے ایسا کرنا مناسب ہے +

حضرت زرتشت فرماتے ہیں - کہ پرسشِ اعمال کے وقت میں کسی کی شفاعت نہ کر سکوں گا - اُس وقت اپنے ہی کئے ہوئے نیک اعمال آڑے آئیں گے + جو جیسے کرم کرتا ہے - اُس کو ویسا ہی پھل ملتا ہے - اس لئے نیکی اور پاکیزگی کی زندگی بسر کرنی چاہئے + آگ سب کو پاک کر دیتی ہے - اس لئے اسے پاکیزگی کی علامت قرار دیا گیا ہے + آگ یا حرارت زندگی کی بھی علامت ہے -

مالک کا دھیان کرے - اور اپنے بھائیوں یعنی خُدا کی کُل مخلُوق بالخصُوص اِنسانوں کے ساتھ مُحبّت - خلُوص - صُلح و صفائی اور امن و آشتی کے ساتھ رہے + ہر ایک اِنسان کا فرض ہے - کہ مُصیبت یا خطرہ کے وقت دُوسروں کی حفاظت کرے - ضرُورت کے وقت دُوسروں کو مدد دے - اُن کو تربیّت یافتہ بنانے کے لئے اُن کو تعلیم سے بہرہ ور کرے - اور جو لوگ اُس کے اِرد گِرد رہتے ہوں - ہر مُمکن و مُناسب طریقے سے اُن کی بہبُودی و برتری کا خواہاں رہے - سب کو اپنا بھائی سمجھے - اور سب کے ساتھ مُحبّت کا برتاؤ کرے +

اچھے اقوال کا مطلب یہ ہے - کہ ہم کبھی جھُوٹ نہ بولیں - زبان سے جو ایک دفعہ کہیں - اُسے ضرُور پُورا کریں - کبھی کِسی کو گالی نہ دیں - نہ بُرا بھلا کہیں - اور نہ کوئی ایسی بات زبان سے نِکالیں - جس سے دُوسرے کے جذبات کو ٹھیس پہُنچے - بلکہ ہر شخص کا فرض ہے - کہ لڑائی - جھگڑا - دُشمنی - بُغض و عناد - حسد - کینہ یا نفرت کی بجائے اپنے دِل میں سب کی طرف سے مُحبّت - پیار اور صُلح و آشتی کے خیالات کو جگہ دیں + باہمی پیار اور مُحبّت پر اِنھوں نے بڑا زور دیا ہے +

گنہگاروں کو چاہیئے - کہ خدا کے رحم و کرم سے ہرگز مایوس نہ ہوں - کیونکہ اُن سے زندگی میں جو نیک کام بن پڑے ہوں گے اُن کا پھل بھی اُنہیں ملے بغیر نہ رہے گا۔ ایسے آدمیوں کو چاہیئے - کہ جن گناہوں کے وہ مرتکب ہو چکے ہوں - اُن کا جلد از جلد کفارہ دیں ۔

اِسی خیال سے زرتشت کے مُعتقِد آگ کی پرستش کرتے ہیں - اور اپنے گھروں میں آگ کو کبھی بُجھنے نہیں دیتے ۔

بیوی کے لئے حُکم ہے - کہ وُہ اپنے شوہر کی حد درجہ اِطاعت شعار - خدمت گزار اور پاکیزہ چلن رہے ۔ اور شوہر کے لئے حُکم ہے - کہ وُہ بیوی کو اپنے برابر سمجھے - اور اُسے مُناسب آزادی دے - اور اُس کے ساتھ کِسی بھی قِسم کا بُرا سلُوک روا نہ رکھے ۔

والدین کے لئے حُکم ہے - کہ وُہ بچّوں کی پرداخت اور تربیّت میں زیادہ سے زیادہ توجّہ اور احتیاط سے کام لیں - صِرف اِس لئے نہیں - کہ اِس سے اُن کی اور اُن کے خاندان کی شُہرت بڑھے گی - اور اُن کو فائدہ پہُنچے گا - بلکہ ساری قوم کے مفاد کو ملحُوظِ خاطِر رکھنا چاہئے ۔ اُن کی مذہبی اور عام تعلیم کے لئے ہر مُمکِن اور مُناسب طریقے سے کوشش کرنی چاہئے - تاکہ وُہ جسمانی اور اخلاقی طوَر پر مُستقِل مزاجی - جفاکشی - ایمانداری اور راست روی کے ساتھ زندگی کی دَوڑ دَوڑنے کے قابل ہو سکیں - اور سب کو فائدہ پہُنچا سکیں ۔

موجب بنے ۔

افسوس! ہم اپنے تئیں ہندو ۔ مسلمان ۔ عیسائی ۔ پارسی ۔ سکھ ۔ جین ۔ براہمو ۔ بودھ ۔ وغیرہ کہلاتے ہیں ۔ لیکن اُن مذاہب کی سچی سپرٹ ہمیں چھو تک بھی نہیں گئی ۔ ہم لوگ عملاً اپنے اپنے مذہب سے کوسوں دور ہیں ۔ بلکہ اگر یہ کہا جائے ۔ کہ بالکل اُلٹی راہ چل رہے ہیں ۔ تو کچھ بے جا نہ ہوگا ۔ ہم لوگ اپنے مذموم طرزِ عمل سے اپنے اپنے رہنماؤں اور پیغمبروں کے ناموں کو بھی بٹہ لگا رہے ہیں ۔ اگر شری کرشن بھگوان ۔ سوامی دیا نند ۔ گورو نانک ۔ حضرت محمدؐ ۔ بھگوان مہاویر ۔ بدھ بھگوان ۔ حضرت عیسےٰ ۔ راجہ رام موہن رائے ۔ حضرت زرتشت اور اور مذہبی رہنما آج ایک دفعہ پھر ہم میں تشریف لائیں ۔ اور عالمگیر اخوت کے اصول کی بجائے جس کے پرچار میں اُنہوں نے اپنی تمام زندگیاں صرف کر دی تھیں ۔ جو ساری عمر مساوات اور نیکی کی تعلیم دیتے رہے ۔ جو مجسم محبت اور پریم کے اوتار تھے ۔ آج ہم پر عالمگیر نفرت کا راج دیکھیں ۔ تو اُنہیں کس قدر صدمہ اور رنج ہو

دھرم کے معنے ہیں اپنے فرائض کی پابندی ۔

خاتمہ

پیارے ہندو - آریہ - سناتن - سکھ - مسلمان - جین - بودھ - عیسائی - برہمو - پارسی اور دیگر مذاہب کے ماننے والے بزرگو اور دوستو!

شری کرشن بھگوان - سوامی دیانند سرسوتی - شری گورو نانک دیو - حضرت محمدؐ - بھگوان مہاویر سوامی - بدھ بھگوان - حضرت عیسےٰ مسیح - راجہ رام موہن رائے - حضرت زرتشت وغیرہ مذہبی پیشواؤں کی تعلیمات سے آپ پر روز روشن کی طرح عیاں ہو گیا ہوگا - کہ وہ ہم سے یعنی اپنے پیروؤں و معتقدوں سے ہرگز یہ نہیں چاہتے - کہ ہم صرف اپنے ہی مذہب کو سب سے اعلیٰ و ارفع اور نجات یا مکتی دلانے کا واحد ٹھیکیدار سمجھ کر دیگر مذاہب کے پیروؤں کو حقارت و نفرت کی نگاہ سے دیکھیں - حتیٰ کہ دین یا دھرم جسے صلح اور امن کا پیام بر بن کر بھائی بھائی میں سچی محبت اور پریم کا پرچار کرنا چاہئے کشت و خون اور تباہی اور بربادی کا

ہرگز نہ بھاتے ہوں گے۔ اور حصولِ جنّت یا
نجات تو بہت دُور کی بات ہے۔ ایسے بدنصیب
لوگوں کے لئے جو خود اندھے ہیں۔ مگر پھر
بھی دُوسروں کی رہنمائی کرکے اُنہیں گمراہی کے
گہرے غار میں گرانے کی کوشش میں مصروف
رہتے ہیں۔ دوزخ کی آگ کبھی ٹھنڈی نہ
ہوگی۔ نرک کے ناقابلِ برداشت عذاب اُن
کے لئے ہرگز کم نہ ہوں گے!

اب بھی کچھ نہیں بگڑا۔ صبح کا بھولا ہُوا
اگر شام کو گھر آ جائے۔ تو وُہ بھولا نہیں
کہلاتا + آؤ ہم آپس میں مل جائیں۔ باہمی
نفرت۔ بُغض و عناد اور تفرقات کو پریم کے
سمندر میں بہا دیں۔ کتّوں کی طرح لڑکیوں کی
ہڈیوں اور اور ذرا ذرا سی باتوں کے لئے
آپس میں لڑنا جھگڑنا چھوڑ دیں۔ فرقہ دارانہ
نیابت کے لئے شور مچانا بند کر دیں + آپ
نے مثل سُنی ہی ہوگی۔ گھی کہاں گیا کھچڑی
میں؟ جو حقوق مجھے حاصل ہوں۔ میرا بھائی
ان سے ہونے والے فوائد سے ہرگز محروم
نہیں رہ سکتا + جو کچھ میرا ہے۔ وُہ اُس
کا ہے۔ جو کچھ اُس کا ہے۔ وُہ میرا بھی
ہے +

اِس لئے اب ہمیں اس خیالِ خام کو دل

اور وُہی شخص دھارمِک کہلا سکتا ہے۔ جو اپنے فرائض کا پابند ہو + جس طرزِ عمل سے اِس جہان اور عاقبت دونوں کا سُکھ حاصل ہو۔ جو آدمی کو دِل میں، قول میں اور فعل میں نیک اور راست باز بنائے۔ جس سے اِنسان کو سچی راحت۔ شانتی اور سکونِ قلب حاصل ہو۔ اور جو ہمیں اِس قابل بنا دے۔ کہ ہم صرف اپنا ہی نہیں بلکہ کُل کائنات کا بھلا چاہیں۔ وُہی سچا دھرم یا مذہب ہے +

اب ذرا اُس سیہ باطن شخص کی حالت پر غور فرمائیے۔ جو برائے نام کسی مذہب کا پیرو اور بیرونی ضابطہ و رسُوم کا پابند بنا پھرتا ہے۔ لیکن جو اپنے ہی بھائیوں سے نفرت کرتا ہے۔ جس کے سینے میں حسد۔ بُغض و عناد اور خُود غرضی وغیرہ سِفلی جذبات کا دریا ہر وقت موجزن رہتا ہے۔ کیا اُس کو ایک گھڑی کے لئے بھی حقیقی راحت اور سچا سکُونِ قلب حاصل ہو سکتے ہیں ؟ قطعی غیر ممکن! اُس غریب کو اِسی جہان میں سُکھ نصیب نہیں ہو سکتا۔ پھر عاقبت کی خبر تو خُدا جانے! اگر قُدرت کے قانُون سچے ہیں۔ اور اگر وُہ خالِق بانصاف پسند ہے۔ تو ایسے آدمی اُس کو

ہرگز کچھ بھی سروکار نہیں ہو سکتا - اس لئے سب کو چاہیئے - کہ اپنے اپنے مذہب یا دھرم کا خیال رکھیں - لیکن دوسروں کے عقائد کی کبھی مذمت نہ کریں - اور نہ کسی کو نفرت کی نگاہ سے دیکھیں + باپ کی نگاہ میں سبھی بیٹے برابر ہوتے ہیں - فضیلت یا برتری صرف نیک اعمال ہی سے حاصل ہو سکتی ہے + اپنا اپنا زور و طاقت خوب بڑھائیں - اپنی ترقی و فروغ کے لئے ہر ممکن کوشش عمل میں لائیں - لیکن مقصود اس سے یہ نہ ہو - کہ کمزوروں کو اپنے ظلم و ستم کا شکار بنائیں - یا دوسروں کو صفحۂ ہستی سے نیست و نابود کرنے کی کوشش کریں - بلکہ حصول زور و زر کی غرض و غائت مظلوموں کی حمایت اور کمزوروں کی مدد ہو - اس کا منتہائے مقصود بنی نوع انسان کی خدمت ہو - جو سب سے بڑا دھرم یا مذہب ہے +

ہمارے مذہبی عقائد میں خواہ کتنا ہی شدید اختلاف ہو - آخر ہم سب ہندوستانی ہیں - بھارت ماتا ہماری ماں ہے - آؤ - اب جبکہ ہندوستان اپنی تاریخ کے نازک ترین دور میں سے گزر رہا ہے - جب ہم دنیا کی بہترین نعمت آزادی کی دہلیز تک آ پہنچے ہیں - اور اس سے

سے نکال ڈالنا چاہیئے - کہ ہندوؤں کو اتنی نوکریاں ملتی ہیں - تو مسلمانوں کو اتنی ملنی چاہئیں - کونسلوں میں اتنے سکھ ممبر بنتے ہیں - تو اتنے عیسائی بننے چاہئیں - بلکہ قابلیت اور صرف قابلیت ہی ان تمام باتوں کا معیار ہونا چاہیئے + ہمیں اپنے ذاتی مفاد کا نہیں - بلکہ قوم و مُلک کے مفاد اور سود و بہبود کا خیال رکھنا واجب ہے + اسی میں ہندوؤں کا بھلا ہے - اسی میں مسلمانوں کا فائدہ ہے - اسی میں سکھ - جین - عیسائی - پارسی - یہودی وغیرہ اقوام کی بہتری ہے - اسی میں ہم سب کا نفع ہے - اسی میں ہماری آئندہ ترقی کا راز مُضمر ہے + اتفاق ؛ اتحاد ایک بہت بڑی برکت ہے - لیکن نفاق بربادی و تباہی کا مُوجب ہے •

جس طرح آپ کا جسم آپ کا ہے - میرا جسم میرا ہے - آپ کا دل آپ کا ہے - میرا دل میرا ہے - آپ اپنی آمدنی کا فائدہ اُٹھاتے ہیں - اور مَیں اپنی کمائی کا - اسی طرح دھرم یا مذہب بھی خالص طور پر ذاتی چیز ہے + ایک دُوسرے کی آمدنی میں تو بھائی بھائی یا اور لوگ شریک ہو بھی سکتے ہیں - لیکن ایک کے مذہب یا دھرم سے دُوسرے کو

ہمکنار ہوا ہی چاہتے ہیں - ہم تمام شکوے اور شکایات بھول جائیں - پرانی حکایتیں صفحۂ ذہن سے ہٹا ڈالیں - سارا تعصب تہہ کر دیں - بغض و عناد کے دفتر بند کر دیں - اور جو کچھ اب تک ہو چکا ہے - اس پر خاک ڈال دیں - اور ہم سب ایک بار پھر بھائی بھائی کی طرح خلوص اور سچے پیار اور محبت سے ایک دوسرے کے گلے لگ جائیں!

تمام

راما آرٹ پریس امرتسر میں باہتمام راما پرنٹر چھپا۔